سیرت امام حسن عسکریؑ

حجۃ الاسلام
مولانا غلام حسین عدیل مدظلہ

ادارہ منہاج الصالحین لاہور

سیرت امام حسن عسکریؑ
مولانا غلام حسین عدیل

ادارہ منہاج الصالحین لاہور

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب	سیرت امام حسن عسکری علیہ السلام
تالیف	مولانا غلام حسین عدیل فاضل قم
تصحیح و تدوین	محمد افضل محقق، محمد حسن وزیر
پروف ریڈنگ	غلام حیدر چوہدری
ناشر	ادارہ منہاج الصالحین لاہور
اشاعت	دسمبر 2004ء
ہدیہ	روپے

ملنے کا پتہ:

ادارہ منہاج الصالحین

الحمد مارکیٹ، فرسٹ فلور دکان نمبر 20، غزنی سٹریٹ
اردو بازار لاہور۔ فون: 7225252

فہرست

عنوانات	صفحہ نمبر
عرض ناشر	
فصل اول	
حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام	
امام حسن عسکری علیہ السلام	15
ولادت	15
مدت امامت	17
امام حسن عسکری علیہ السلام کی امامت پر خصوص روایات	17
اسلام کی نگاہ میں نظریہ امامت	24
لقب "عسکری" علیہ السلام کی وجہ تسمیہ	37
امامؑ کے فضائل کی ایک جھلک	39
آپ کی انگشتر مبارک کا نقش	39
شاکری خادم امامؑ	43
امام حسن عسکری علیہ السلام کے معجزات اور کرامات	45
معجزہ اور کرامت میں فرق	46

پادری کا واقعہ	49
پہلی بات	52
دوسری بات	52
تیسری بات	52
چوتھی بات	53
پانچویں بات	53
تمام زبانوں سے امامؑ کی آشنائی	54
متوکل کے شاعر کا قصہ	56
کشف الغمہ کی روایات	57
عیسیٰ بن صبیح کا واقعہ	59
حضرت امام حسنؑ کا رشتہ زوجیت	61
حضرت امام حسن عسکریؑ کا علمی جہاد	67
تناقض قرآن کا واقعہ	70
امام حسن عسکریؑ کی دینی خدمات	75
امامؑ کی عبادت	78
امامؑ کی سیاسی اور اخلاقی کردار	82
شیعوں کی فکری تربیت	87
امامؑ کا بغیر سوال کے جواب	89

چالیس حدیثیں

حدیث نمبر۱	91
حدیث نمبر۲	91
حدیث نمبر۳	92
حدیث نمبر۴	92
حدیث نمبر۵	93
حدیث نمبر۶	93
حدیث نمبر۷	93
حدیث نمبر۸	93
حدیث نمبر۹	94
حدیث نمبر۱۰	94
حدیث نمبر۱۱	95
حدیث نمبر۱۲	95
حدیث نمبر۱۳	95
حدیث نمبر۱۴	96
حدیث نمبر۱۵	96
حدیث نمبر۱۶	96

- حدیث نمبر۱۷ 96
- حدیث نمبر۱۸ 97
- حدیث نمبر۱۹ 97
- حدیث نمبر۲۰ 98
- حدیث نمبر۲۱ 98
- حدیث نمبر۲۲ 98
- حدیث نمبر۲۳ 99
- حدیث نمبر۲۴ 99
- حدیث نمبر۲۵ 100
- حدیث نمبر۲۶ 100
- حدیث نمبر۲۷ 100
- حدیث نمبر۲۸ 101
- حدیث نمبر۲۹ 101
- حدیث نمبر۳۰ 101
- حدیث نمبر۳۱ 102
- حدیث نمبر۳۲ 102
- حدیث نمبر۳۳ 102
- حدیث نمبر۳۴ 103

- حدیث نمبر۳۵ 103
- حدیث نمبر۳۶ 103
- حدیث نمبر۳۷ 103
- حدیث نمبر۳۸ 104
- حدیث نمبر۳۹ 104
- حدیث نمبر۴۰ 104
- **فصل دوم**
- امام حسن عسکری علیہ السلام کے دور میں سیاسی حالات 106
- امام حسن عسکری کے دور امامت میں سیاسی حکام 107
- عباسی حکام کے مدمقابل امامؑ کی حکمت عملی 112
- امام پہ پابندی کے علل واسباب 115
- الف: نظریہ انتظار مہدی 116
- ب: بغض وحسد 121
- ج: علویوں کا قیام 122
- دوہم امر 123
- ا۔ عقیدہ مہدویت کی ترویج 123
- نظام مرجعیت 126
- **فصل سوم**

- امامؑ کے اصحاب اور راویان حدیث — 130
- ۱۔ ابراہیم بن ابی حفص — 131
- ۲۔ ابراہیم بن خضیب — 131
- ۳۔ احمد بن محمد بن عیسیٰ اشعری — 131
- ۴۔ ابراہیم بن عبدہ — 131
- ۵۔ احمد بن ابراہیم — 132
- ۶۔ احمد بن اسحاق — 132
- ۷۔ اسحاق بن اسماعیل — 133
- ۸۔ احمد ابن ہلال — 133
- ۹۔ اسحاق ابن محمد — 133
- ۱۰۔ اسماعیل بن محمد — 133
- ۱۱۔ جابر ابن سہیل — 133
- ۱۲۔ حفص ابن العمری — 134
- ۱۳۔ حمران ابن سلیمان — 134
- ۱۴۔ داؤد بن ابی زید — 134
- ۱۵۔ سندی ابن ربیع — 134
- ۱۶۔ شاھویہ بن عبداللہ — 135
- ۱۷۔ صالح بن عبداللہ — 135

- ۱۸۔ سید شاہ عبدالعظیم حسنی — 135
- ۱۹۔ عبداللہ بن جعفر حمیری — 136
- ۲۰۔ علی بن جعفر ھانی — 137
- ۲۱۔ عثمان ابن سعید (ابوعمرو) — 138
- ۲۲۔ علی بن ہلال — 139
- ۲۳۔ فضل ابن شاذان — 139
- ۲۴۔ محمد بن عثمان — 140
- محمد بن علی — 141
- نظام مرجعیت کی چند خصوصیات — 143

فصل چہارم

خطوط

- ۱۔ ابراہیم کے متعلق خط — 145
- ۲۔ امام کا خط فقیہ اہل بیت کے نام — 146
- امام کے اس خط سے چند اقتباس — 149
- ۳۔ امام کا خط ایک محب کے نام — 153
- ۴۔ امام کا جواب ایک شیعہ کے نام — 155
- ۵۔ امام کا خط ایک اور شیعہ کے نام — 156
- ۶۔ امام حسن عسکریؑ کا خط ایک دوسرے شیعہ کے نام — 158

فصل پنجم

شہادت

شہادت امام حسن عسکری	160
واقعات شہادت	162
شہادت کے سلسلے میں ابوالادیان کی روایت	169
زیارت نامہ امام حسن عسکری ؑ	175

معصوم کردار

تاریخ اسلام کا پورے انہاک اور دیانتداری کے ساتھ مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت واضح و آشکار ہو جاتی ہے کہ مکتب اہل بیت ؑ کے پیروکاروں نے ہمیشہ حزب اختلاف کا کردار ادا کیا۔ مکتب خلافت کے حامیوں نے ہمیشہ عنانِ حکومت تھامے رکھی اور اقتدار و حکومت کے مزے لوٹتے رہے۔ اور انہوں نے پوری تمکنت اور جلالت کے ساتھ حکومتی اور ریاستی وسائل کو اپنے عقائد و نظریات کی پرچار پر خرچ کیا اور کبھی ان وسائل سے سوء استفادہ کرتے ہوئے مکتب اہل بیت ؑ کے خلاف پروپیگنڈہ کیا اور طرح طرح کے اتہام لگانے سے بھی دریغ نہ کیا۔ ذرائع ابلاغ اور میڈیا کے پروپیگنڈہ نے لوگوں کے اذہان میں نفرت کے بیج بو دیئے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مذہب جو فطرت کے اصولوں کے عین مطابق ہے لوگ اس سے دور بھاگنے لگے۔

ادھر دوسری طرف مکتب اہل بیت کے رہبروں، رہنماؤں اور علماؤں کی زندگیاں پس زندان گزرتی رہیں، اور وہ محبت اہل بیت ؑ کی پاداش میں طرح طرح کے مصائب جھیلتے رہے۔ چہ جائیکہ وہ ترویج مذہب کے لئے شبانہ روز کام کرتے بلکہ وہ کماحقہ، مذہب پر لگائے جانے والے الزامات کا صحیح معنوں میں دفاع بھی نہ کر سکے۔ مادی وسائل کی کمی بھی سدّ راہ بنی رہی اور حالات کے تقاضوں کا صحیح معنوں

میں وہ مقابلہ بھی نہ کر سکے۔

طول تاریخ ہماری روش تو ایسی ہی رہی ہے۔ لیکن اب میڈیا کا زمانہ ہے۔ دنیا سکڑ کر ایک Global Vellege بن چکی ہے۔ آج دنیا کے کسی خطہ میں بھی کوئی واقعہ رونما ہوتا ہے تو چند ساعتوں میں پوری دنیا میں پھیل جاتا ہے۔ ایسے حالات میں ہمارے علماء کرام' محققین اور دانشوران قوم وملت پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ آئمہ اہل بیتؑ کے انمٹ نقوش دنیا کے سامنے پیش کرنے کی سعی کریں' تاکہ جادہ حق سے بھٹکی ہوئی انسانیت اپنی گم گشتہ منزل سے روشناس ہوسکیں۔ اور ان معصوم کرداروں کی آگہی سے اپنی دنیا اور آخرت کو سنوار سکیں۔

دیارِ غیر میں بیٹھے ہوئے برادر بزرگوار حجۃ الاسلام مولانا غلام حسین عدیل صاحب نے پوری جانفشانی اور تندہی اور انہماک سے سیرت امام حسن عسکریؑ مرتب کی ہے۔ آپ نے قاری کے لئے سہولت فراہم کی ہے کہ وہ اپنے امامؑ کی زندگی کا مطالعہ کرسکے' اور انہی خطوط پر زندگی کو سنوار سکے۔ پروردگار! ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم ان معصوم کرداروں کو دنیا کے سامنے احسن طریقہ سے پیش کرسکیں۔ اور ان کی زندگی کو مشعل راہ بنا سکیں۔

والسلام مع الاکرام

طالب دعا

ریاض حسین جعفری فاضل قم

سرپرست ادارہ منہاج الصالحین لاہور

مقدمہ

اہل بیت رسول قرآنی تعلیمات کا پیکر اور قرآن کی عملی تفسیر ہیں۔ پس جس طرح قرآن شناسی کے لیے آیات کی تفسیر ضروری ہے اسی طرح سیرت معصومین کو پہچاننے کے لیے ان نقوش عصمت کے حالات کا مطالعہ ناگزیر ہے' جس طرح قرآن کریم سے دوری' ضلالت و گمراہی کا پیش خیمہ ہے اسی طرح اہل بیت رسول کی معرفت نہ رکھنے والا شخص عقیدتی انحراف کا شکار ہے۔

قرآن مجید کی تفاسیر و مفاہیم کے متعلق کسی حد تک مفسرین نے زحمتیں کی ہیں لیکن اس کے باوجود حقائق قرآنی کے فیض و برکات سے مزید بہرہ مند ہونے کی ضرورت ہے' مگر سیرت معصومین کے متعلق تحقیقی کام کالعدم (نہ ہونے کے برابر) ہے۔

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ ہر مکتب فکر کی پائیداری اسی مکتب کی نمایاں شخصیت پر مبنی ہوتی ہے۔ اسی لیے قرآن مجید نے ہمیں اسلام کی عظیم ہستیوں کی پیروی کا حکم دیا ہے۔ (ولقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ) کیونکہ خداوند عالم نے خانہ نبوت کو نور ہدایت کی جلوہ گاہ قرار دیا' جس سے ایمان و یقین کے انوار بکھرے' جنہوں نے عالم انسانیت کو اپنے نورانی کردار سے منور کیا' اگر عالم ہستی میں یہ پاک ہستیاں نہ ہوتیں تو پھر ظلم و بربریت اور جہالت و گمراہی کے خلاف جہاد کے لیے انسانی معاشرے میں کوئی قابل فخر آئیڈیل نہ ہوتا۔ لیکن خانہ نبوت میں تطہیر کے وارث' توحید کے علمبردار' سرچشمہ رسالت' ملائکہ کے نزول کا

مقام، وحی الٰہی کا مرکز کہ جن کی نجابت و شرافت کی گواہی خود خداوند عالم نے اپنی مقدس ترین کتاب میں دی، اسی گھر سے انسانی کمالات کی لہریں اٹھیں کہ جن کی بدولت آج بھی ساری کائنات جگمگا رہی ہے۔ گویا کہ عالم بشریت سعادت و کمالات کی شاہراہ گامزن ہے۔

آخر ایسا کیوں نہ ہو یہ تو (لولاک لما خلقت الافلاک) کے حقیقی مصداق ہیں، اسی سلسلہ ہدایت کی گیارہویں کڑی تھی عالم بشریت مہدی برحق امام زمانہ عج کے پدر بزرگوار حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام ایک کامل نمونہ ہیں۔

وہ امام کہ جن کے در اقدس پر فضیلتیں جھک جھک کر سلام کرتی ہیں اور زمین و آسمان کی طاقتیں چوکھٹ پر سجدہ ریز ہیں، اسی لیے آپ "عسکری" ہیں۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی سیرت و کردار کی شعاؤں نے زندان کی دیواروں سے عبور کر کے مومنین اور اہل اسلام کے دلوں کو روشن کیا۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ان ذوات مقدسہ اور انوار قدسیہ کی پاک و پاکیزہ سیرت سے آگاہی حاصل کریں اور اپنی زندگی میں ان کے کردار کو اپنانے کی ہمہ جہت کوشش کریں۔ کتاب حاضر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی سیرت اور حیات طیبہ کا مختصر سا خاکہ ہے جسے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اس امید کے ساتھ کہ اہل ایمان اس سے استفادہ کر کے حقیر کو دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

غلام حسین عدیل

U.K Brnley England

فصل اول

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کہ جن کا اسم مبارک حسن ہے، اور آپ کے القاب یہ ہیں: عسکری، سراج، صامت، ہادی، رفیق، زکی اور نقی (۱) آپ کا ہر لقب آپ کی صفات حمیدہ کے نقوش کو نمایاں کرتا ہے۔ آپ کی کنیت ابو محمد ہے آپ کے والد، جد بزرگوار آپ کو بچپن میں ابن الرضا کہتے تھے۔ آپ امام علی نقی کے صاحب زادے ہیں، آپ کا سلسلہ نسب امام جوادؑ، امام رضاؑ کے ذریعے حضرت امیر المومنین اور جناب سیدہ فاطمہؑ تک پہنچتا ہے لہٰذا آپ کا شجرہ نوری محمدی کی ایک شاخ اور خاندان عصمت و طہارت کے سلسلے کی ایک کڑی ہے؟

(سیرت آئمہ معصومین ص/۵۴۳)

ولادت

حضرت امام حسن عسکریؑ کی ولادت با سعادت ۸ ربیع الثانی ۲۳۲ ھ

۱۔ بحار الانوار ج/۵۰ ص/۲۳۵، ہدایتگران راہ نور، آیت اللہ سید محمد تقی مدرسی ص/۹۔

(۸۴۶) بروز جمعتہ المبارک مدینہ منورہ میں ہوئی (۱) بعض دانشمندوں نے امام کی ولادت کے بارے میں ایک دوسری روایت نقل کی ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی ولادت ۱۰ ربیع الثانی اور بعض نے نقل کیا ہے کہ ۲۴ ربیع الاول ۲۳۲ (۸۴۶) کو ہوئی۔ (۲) آپ کی والدہ گرامی کا نام مبارک سوسن ہے اور بعض کتب سیرت میں آپ کی والدہ ماجدہ کا نام "حدیث" اور بعض میں جناب "سلیل" لکھا ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ بے حد درجہ صاحب ورع و تقویٰ تھیں اور وہ اپنے علاقہ کی شہزادی تھیں۔ ان کی فضیلت کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کے بعد شیعان علی کی پناہگاہ اور داد رس تھیں۔ مسعودی نے اثبات الوصیہ میں لکھا ہے کہ جس وقت جناب سلیل (والدہ حضرت امام عسکریؑ) حضرت امام علی نقوی علیہ السلام کی خدمت میں پہنچیں تو آپ نے فرمایا:

"سلیل ہر آفت و پلیدگی اور نجاست سے پاک و پاکیزہ ہیں"
اس کے بعد آپ نے جناب سلیل سے فرمایا: عنقریب خداوند
عالم تجھے ایسا فرزند عطا کرے گا جو حجت خدا ہوگا۔"

(بحار الانوار ج ۵۰ ص ر ۲۳۶)

---

(۱) بحار الانوار ج /۵۰ ص /۲۳۶۔
(۲) ہدایتگران نور آیت اللہ محمد تقی مدری ص /۹۔

۱

مدت امامت

آپ کی مدت امامت چھ سال ہے۔ آپ کی عظمت و جلالت کے لیے صرف یہی کہنا کافی ہے کہ آپؑ حضرت بقیۃ اللہ الاعظم قائم آل محمدؑ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے پدر بزرگوار ہیں۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی امامت پر نصوص و روایات

آپؑ کی امامت پر بے شمار نصوص موجود ہیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور تمام آئمہ طاہرین نے آپ کی امامت کی خبر دی ہے، حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی امامت کے سلسلے میں روایات اور نصوص اس بات کی حکایت کرتی ہیں کہ امام علی نقی علیہ السلام نے اپنے دور امامت ہی میں آپ کی امامت کو اپنے اصحاب خاص اور اپنے چاہنے والوں کے درمیان واضح و روشن کر دیا تھا۔ ہم اس ضمن میں چند روایتوں کو نقل کر رہے ہیں کہ جن کو شیخ مفیدؒ اور دیگر محققین نے رقم کیا ہے:

(۱) عن یحیی بن یسار العنبری قال: اوصی ابو الحسن علی بن محمد الی ابنہ الحسن

علیهما السلام قبل مضیه باربعة اشهر و اشار الیه،
بالأمر مومن بعده و اشهدنی علی ذلک وجماعة من
الموالی.

"یحییٰ بن یسار عنبری نے روایت کی ہے کہ حضرت امام ہادی علیہ السلام نے اپنی شہادت سے چار مہینے پہلے اپنی وصیت میں حضرت امام حسن عسکری کی جانشینی کے متعلق ارشاد فرمایا تھا اور میرے علاوہ اپنے چاہنے والوں کے ایک گروہ کو بھی اس امر پر شاہد قرار دیا تھا۔" (1)

مذکورہ روایت کو محقق ربانی جناب مقدس اردبیلی نے اپنی کتاب حدیقۃ الشیعہ (گیارہویں امام کے متعلق باب میں) میں کشف الغمہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابو الحسن علی بن محمد نے اپنی شہادت سے چار ماہ قبل فرمایا کہ میرے بعد میرا فرزند حسن امام ہوگا۔

(۲) عن ابی بکر الفهفکی قال: کتب الی ابو الحسن
ابو محمد ابنی اصح آل محمد غریزة واوثقهم حجة
وهو الاکبر ومن ولدی وهو الخلف والیه تنتهی
عری الامامة واحکامنا فما کنت سائلی عنه فاسئله
عن فعنده ما تحتاج الیه۔

(ارشاد شیخ مفید ص ر ۳۳۷ بحار الانوار ج ۵۰ ص ر ۲۴۵)

ابو بکر فہفکی کہتے ہیں: حضرت امام ہادی نے ہمیں اس طرح تحریر کیا کہ:

(1) ارشاد شیخ مفید ص ر ۳۳۵، انوار امامت ص ر ۱۹۹، زندگانی حضرت امام حسن عسکری ص ر ۱۳، سیرت آئمہ اہل بیت ص ر ۴۴۲

میرے فرزند ابو محمد (حسن عسکری) آل محمد کے صحیح ترین اور پاک طینت شخص ہیں اور وہ موثق ترین حجت (خدا) ہیں اور وہ میرے سب سے بڑے فرزند اور موثق ترین حجت (خدا) ہیں اور وہ میرے سب سے بڑے فرزند اور جانشین برحق ہیں نیز سلسلہ امامت اور ہمارے احکام کی ہدایت کا حق انہیں کو حاصل ہے پس جو بھی مجھ سے پوچھنا چاہتا ہے وہ ان سے پوچھے اس لیے کہ تمہاری ہر ضرورت ان کے پاس موجود ہے۔

(۳) مرحوم مقدس اردبیلیؒ اپنی کتاب حدیقۃ الشیعہ میں عبداللہ بن محمد اصفہانی سے روایت نقل کرتے ہیں کہ امام علی نقی علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا:

"تمہارا امام میرے بعد وہ ہوگا جو میری نماز جنازہ پڑھائے گا۔"

(راوی کہتا ہے) میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو کبھی بھی نہیں دیکھا تھا لیکن جب امام ہادی علیہ السلام کی شہادت ہوئی تو امام حسن عسکری علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ تشریف لائے اور اپنے پدر بزرگوار کی نماز جنازہ پڑھائی تو میں سمجھ گیا کہ آج کے بعد ہمارے امام امام حسن عسکری ہیں نیز یہ روایت بحار الانوار کی پچاسویں جلد صفحہ ر ۲۴۵ میں بھی مروی ہے۔

(۴) عن علی بن عمرو النوفلی قال: کنت مع ابی
الحسن فی صحن داره فمر بنا محمد ابنه فقلت
له جعلت فداك هذا صاحبنا بعدك فقال لا
صاحبکم من بعدی الحسن۔

علی بن عمر و نوفلی سے روایت ہے کہ میں حضرت امام ہادی علیہ السلام کے ساتھ ان کے گھر کے صحن میں بیٹھا تھا کہ اتنے میں آپ کے فرزند محمد ہمارے پاس

سے گزرے' میں نے امامؑ کی خدمت میں عرض کیا:

(یا ابن رسول اللہ)

آپ پہ قربان جاؤں' آپ کے بعد کیا یہ آپ کے صاحب زادے ہمارے امام ہوں گے؟

امام نے فرمایا: نہیں

میرے بعد آپ کے امام ''حسن'' ہوں گے (۱)

(۵) کشف الغمہ میں ابو ہاشم جعفری سے مروی ہے: میں ایک دفعہ حضرت امام ہادی علیہ السلام کے پاس تعزیت کیلئے گیا جب آپ کے بڑے فرزند یحییٰ کا انتقال ہوا۔ جب میری نگاہ حضرت امام عسکری علیہ السلام کے چہرہ اقدس پر پڑی تو دل میں خیال آیا کہ یہ قصہ بھی امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرزند اسمٰعیل اور حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام جیسا لگتا ہے کہ اسمٰعیل کا انتقال آپ کی زندگی میں ہو گیا تھا

ایک دفعہ امام نے میری طرف غور سے دیکھا اور فرمایا:

جعفری تمہارا خیال بالکل بجا ہے' میرے بعد میرا جانشین اور وصی امام حسن عسکری علیہ السلام ہو گا۔

(انوار امامت ص ر ۲۰۰ ' بحار الانوار ج ۵۰۔)

(۱) ارشاد مفید ص ر ۳۳۵' زندگانی امام عسکری ص ر ۱۳' ۱۴ ' بحار الانوار ج ۵۰ ص ر ۲۴۲

(۶) عن علی بن مهزیار' قال: قالت لابی الحسن ان کان کون واعوذ بالله فالی من؟ قال عهدی الی الاکبر من ولدی یعنی الحسن

علی بن مہزیار سے روایت ہے: میں نے حضرت امام ہادی علیہ السلام سے عرض کیا' خدانخواستہ اگر کوئی وقت آ پڑے اور آپ ہمارے درمیان نہ رہیں تو پھر ہم کس کی طرف رجوع کریں؟

امام نے فرمایا: میرے بڑے فرزند یعنی حسن عسکریؑ میرے جانشین اور نائب ہوں گے۔ (ارشاد مفید ص ر ۳۳۶' بحار الانوار ج ر ۵۰)

(۷) صقر بن [illegible] سے منقول ہے کہ میں نے حضرت امام جواد علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا: میرے بعد تمہارا امام میرا بیٹا علی ہو گا کہ جس کا حکم میرا حکم ہے' جن کی گفتار میری گفتار ہے اس کی اطاعت میری اطاعت ہے اور حضرت امام علی نقیؑ کے بعد تمہارے امام میرے فرزند حسن (عسکریؑ) ہوں گے۔ (بحار الانوار ج ۵۰' کمال الدین ج ۲' ص ر ۵۰)

(۸) نیز صقر بن دلف سے روایت ہے کہ میں نے امام علی بن محمد بن علی علیہم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا:

میرے بعد حسن اور حسن کے بعد میرے بیٹے قائم امام ہوں گے کہ جو زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہو گی۔ (بحار الانوار ج ر ۵۰)

(۹) شیخ طوسی کی کتاب الغیبۃ میں مشاہو یہ بن عبداللہ سے منقول ہے کہ حضرت ہادی علیہ السلام کے بڑے فرزند (ابوجعفر) کے انتقال کے بعد' امام کی امامت اور نیابت کے متعلق مجھے بہت تشویش تھی اور امامؑ سے سوال بھی نہیں کر سکا بالآخر جب حالات نے مجبور کیا تو امامؑ کو ایک خط لکھا' امام سے التماس دعا کی اور اپنی پریشانیوں کا تذکرہ کیا کہ حاکم وقت نے میرے غلاموں کے ساتھ کیا برتاؤ کیا اور یہ حالات لکھے' تو امامؑ نے تحریر فرمایا تم جس چیز کا ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھ رہے تھے اور تمہارے دل میں جو سوال باقی رہ گیا کہ میرے بعد میرا جانشین اور امام کون ہوگا جبکہ ابوجعفر کی وفات کے بعد تم زیادہ حیران و پریشان ہو' کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ خداوند عالم اپنے بندوں کو ہدایت کے بعد گمراہ نہیں کرتا' بلکہ وہ راہ حق کی راہنمائی کرتا ہے۔ میرے بعد تمہارے امام میرے بیٹے ابومحمد (امام حسن عسکریؑ) ہوں گے اور تمہاری دینوی اور اخروی حاجتوں کا حل ان کے پاس موجود ہے' یہ خداوند عالم کی مرضی ہے جسے چاہے مقدم کرے اور جسے چاہے موخر کردے "ما ننسخ من آیۃ او ننسھا نات بخیر منھا او مثلھا" اس خط میں ضرورت کی حد تک وضاحت کر دی گئی ہے کہ جس سے ہر باشعور راہنمائی حاصل کر سکتا ہے۔ (بحار الانوار ج ۵۰)

۱۰۔ کتاب کمال الدین میں ابو ہاشم جعفری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ہادی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے بعد حسن تمہارے امام ہوں گے اور ان کے بعد ان کے بیٹے' لیکن ان کے بیٹے کی امامت کا دور تو عجیب

ہوگا۔ میں نے عرض کیا' فرزند رسول! آپ پہ قربان جاؤں وہ کیسے؟

آپ نے فرمایا: عجیب اس لحاظ سے ہے کہ تم انہیں نہیں دیکھ پاؤ گے' اور انہیں (اصلی) نام سے پکارنا بھی حرام ہوگا۔

ابو ہاشم جعفری کہتے ہیں' میں نے عرض کیا: فرزند رسول! پھر ہم انہیں کس نام سے یاد کریں گے؟ امام نے فرمایا آپ انہیں حجت آل محمدؐ کے نام سے یاد کیا کریں گے۔ (بحار الانوار ج ۵۰)

بنا برایں ان تمام نصوص اور روایات سے یہ بات بخوبی ظاہر ہوتی ہے کہ ہر امام اپنے سے ماقبل امام کے ذریعے منصوب ہوتا ہے اور حضرت امام حسن عسکریؑ کی امامت کو بھی ہم شیعیان علی ابن ابی طالبؑ نے انہی نصوص اور روایات کے ذریعے پہچانا اور آپ کی امامت کو تسلیم کیا۔

تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے آئمہ اطہار علیہم السلام کی سیرت پر چلتے ہوئے امامت کے علمی و اخلاقی' سیاسی و فکری اور اعتقادی فرائض انجام دیئے اور امت مسلمہ کو حقیقی اسلام سے روشناس کرایا' امام نے اپنے پدر بزرگوار حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے بعد تقریباً چھ سال تک امامت کی ذمہ داری سنبھالی اور اپنے اجداد طاہرین کی سیرت کو بطور احسن پیش کیا۔

خداوند کریم کے بے انتہا درود و سلام ہوں آئمہ طاہرین کی ارواح قدسیہ پر

اسلام کی نگاہ میں نظریہ امامت

اسلام میں امامت کا نظریہ عقیدتی بنیادوں میں سے ہے۔ اسلام میں امامت سماجی و ثقافتی اور نظریاتی زندگی کی بنیاد شمار ہوتی ہے۔ خوارج اور معتزلہ کے علاوہ تمام مسلمان امامت کی ضرورت کو ناگزیر شمار کرتے ہیں۔

امامت اور خلافت ایک الٰہی منصب ہے۔ جس کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے۔

امام کا تعین خداوند عالم ہی کرتا ہے' درحقیقت خلافت اور نیابت رسول ایک قسم کی نیابت الٰہی ہے جو بندوں پر اللہ کی طرف سے معین ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی وقت بھی زمین کو اپنی حجت سے خالی نہیں رکھا۔ نیابت رسولؐ کے لیے ان تمام تر صفات کا ہونا ضروری ہے جو ایک نبی اور رسول میں ہونی چاہیں ورنہ حق نیابت ادا نہیں ہوگا' اور نظام امامت پہ اعتقاد اس حد تک اہم ہے کہ بہت مشہور و معروف حدیث نبوی ہے کہ جسے طرفین (شیعہ و سنی) نے نقل کیا ہے کہ پیغمبر اسلام نے فرمایا:

من مات ولم یعرف امام زمانه فقد مات میتةً جاهلیةً

جوشخص اپنے زمانہ کے امام کی معرفتؑ کے بغیر اس دنیا سے چلا جائے تو

گویا وہ جاہلیت کی موت مرا (تفسیر نور الثقلین' ج ر۳' ص ر۱۹۴)

یہ بات واضح رہے کہ خداوند عالم کی طرف سے سلسلہ نبوت ختم ہوا ہے مگر سلسلہ ہدایت نہیں' کیونکہ خدا کی لامتناہی رحمت ختم ہونے والی ہے' جس طرح نبی و رسول نوع بشر کی ہدایت کے لیے بھیجے گئے تا کہ لوگوں کو حقائق سے آگاہ کریں اور ان کو نفع و نقصان بتائیں اور شریعت خدا کی ترویج کریں' اسی طرح یہی مقصد پیغمبر اسلام کی رحلت کے بعد بھی باقی رہا' دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ نبوت کا باب تو بند ہوگیا' مگر ہدایت کا دروازہ تا قیام قیامت کھلا ہے۔

لہٰذا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ضروری تھا کہ اپنے بعد اپنے جانشین کا اعلان کرتے' تا کہ وہ نائب' شریعت مقدسہ کی پاسبانی کرے اور اللہ کے دین کو تحریف سے بچائے' تا کہ جو طاغوت اور شیاطین جن و انس اس کمین گاہ میں بیٹھے ہوئے ہیں کہ اللہ کے دین میں رد و بدل کریں اور شریعت کے راہواروں کو بہکائیں' ان کا راستہ روک سکیں۔ نائب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کو ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لائے' احکام خدا میں رد و بدل اور کمی بیشی نہ ہونے دے اور ہر طاغوتی حربے کو ناکارہ بنائے' ظاہر ہے کہ جب ایسی بات ہے تو پھر نائب رسول صلی اللہ وآلہ وسلم کو بھی رسول جیسی صفات کا حامل ہونا چاہیے جس طرح رسول علم لدنی کا مالک ہوتا ہے' اسی طرح نائب رسول اور جانشین کو بھی اللہ کے علمی خزانے کا حامل ہونا چاہیے جس طرح رسول معصوم ہوتا ہے اسی طرح رسول کے وصی اور جانشین کو بھی ہر قسم کے گناہ (ظاہری و باطنی) سے پاک و منزہ ہونا چاہیے' کیونکہ اگر خلیفہ اور امام معصوم نہ ہوں تو پھر حکم و امر

میں غلطی کا امکان ہے' جب غلطی کا احتمال ہوا تو پھر یہ کہاں سے ثابت ہوگا کہ غلطی کس حکم اور کس امر میں ہوئی ہے۔

لہٰذا غیر معصوم کے تمام احکام مشکوک ہو جائیں گے۔ تو ایسے مشکوک احکام کی تعمیل بھی مشکوک ہوگی' چنانچہ امام کا معصوم ہونا ضروری ہے تا کہ احکام کی تعمیل میں یقین ہو' ان کے اوامر و نواہی پہ اطمینان ہو' اگر امام معصوم نہیں ہوگا تو احکام کی رسالت میں شک و احتمال کا شائبہ پایا جائیگا۔ جس کے نتیجے میں احکام کی تعمیل میں ذمہ داری سے کام نہ لیا جائے گا۔ چونکہ انسان کو یہی شک رہے گا کہ پتہ نہیں یہ حکم صحیح طریقے سے پہنچایا گیا ہے یا نہیں؟ تو احکام کی تعمیل کو بطریق احسن ذمہ داری کے ساتھ اسی وقت انجام دیا جا سکتا ہے جب اس کی بنیادوں میں یقین و اطمینان کا امتزاج ہو۔ اس کے علاوہ غیر معصوم کے حکم کی تعمیل میں سزا دینا غیر منطقی ہوگا' اس لیے کہ ایک طرف اللہ تعالیٰ نے اطاعت رسول اور امام کا حکم دیا ہے اور دوسری طرف اس رسول اور امام کو غیر معصوم قرار دیا۔ کہ جس کے نتیجے میں ایک غیر واقعی امر کی تعمیل کا حکم دیا جا رہا ہے۔ جب کہ خدا کے لیے محال ہے کہ وہ اپنے بندوں کیلئے ایسی رہبری قرار دے جس میں گناہ و عصیان کا احتمال ہو۔ وگرنہ فلسفہ اوامر و نواہی مخدوش ہو جائے گا۔

پس الٰہی رہبری کے لیے معصوم رہبر کا ہونا ضروری ہے۔ ورنہ حقیقی راستے کو تلاش کرنا میسر نہیں ہوگا کیونکہ الٰہی رہبر کا فریضہ ہے کہ انسانوں کو بے راہ روی سے بچائے' یہی وجہ ہے کہ امامت و رہبری اسلام کی نگاہ میں اتنی اہم ہے کہ اسے

اسلام کے بنیادی ارکان میں قرار دیا گیا ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی ایک مشہور حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا:

بنی الاسلام علی خمس علی الصلوٰۃ والزکاۃ و الصوم والحج والولایۃ ولم ینادَ بشی کما نودی بالآیۃ:

"اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور ولایت چنانچہ ولایت سے بڑھ کر کسی کی اتنی تاکید نہیں کی گئی ہے۔" (اصول کافی ج ۲ ص ۱۵)

ظاہر ہے کہ ولایت و رہبری سے احکام کی جہت (Direction) ملتی ہے' نماز بہت اہم ہے جس سے خالق و مخلوق کے درمیان رابطہ برقرار ہوتا ہے، زکوٰۃ مالی تطہیر اور انسانوں کے درمیان رابطہ کا ذریعہ ہے۔ روزے سے شہوات کا مقابلہ کیا جاتا ہے، حج اسلام کا سمبل (Symbole) ہے۔ اور دین کے اجتماعی ابعاد (Dimension) کا ترجمان ہے۔ مگر جتنی ولایت کی اہمیت ہے اتنی کسی کی نہیں۔ چونکہ باقی جتنے ارکان ہیں وہ اسی کے سائے میں پروان چڑھتے ہیں۔ اسی بنا پر ولایت اسلام کے ہر حکم کا محور و مرکز ہے اور ہر زمانے میں معصوم رہبر کا وجود ضروری ہے۔ جیسا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے:

اللھم بلیٰ لا تخلوا الارض من قائم للہ بحجۃ' اما ظاھراً مشھوراً و اما خائفاً مغموراً' لئلا تبطل حجج اللہ وبیناتہ

(نہج البلاغہ' کلمات قصار ۱۴۷)

"جی ہاں! زمین کبھی رہبر سے خالی نہیں ہوتی کہ جو حجت الٰہی

کے ساتھ قیام کرے چاہے وہ ظاہر و آشکار ہو یا مخفی و پنہاں ہو۔
ایسے رہبر کا وجود اس لیے ضروری ہے تا کہ خداوند عالی کی نشانیاں اور اس کے فرامین کے واضح دلائل ختم نہ ہونے پائیں۔"

امامت کا کام احکام الٰہی کی ترویج اور انسانوں کی ظاہری اور باطنی تربیت کرنا ہے' امام تاثیر باطنی اور نفوذ روحانی کا مالک ہے۔ روحانی نفوذ در حقیقت اس نور کا نام ہے جو انسانی دلوں کو منور کرتا ہے' بلکہ آپ یوں کہہ سکتے ہیں کہ امام کی مثال آفتاب جیسی ہے کہ جس کی شعاعوں سے عالم ہستی نورانی ہے اور اپنی روشنی سے سبزہ زاروں کی پرورش کرتا ہے۔ اسی طرح امام اپنے وجود بابرکت سے پوری کائنات کو فیضیاب کرتا ہے اور تمام انسانوں کو جہالت و گمراہی سے نکال کر نور ہدایت عطا کرتا ہے۔

چنانچہ سورہ سجدہ کی آیت نمبر ۲۴ میں ارشاد رب العزت ہے:

وجعلنا هم آئمة يهدون بامرنا لما صبروا و كانوا بآياتنا يوقنون.

"اور جب انہوں نے صبر کیا اور وہ ہماری آیات پر یقین رکھے ہوئے تھے' تو ہم نے ان میں سے کچھ لوگوں کو امام بنایا جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے ہیں۔"

بنابرایں امام روح مذہب کا نام ہے اور اسلام کے حقیقی نظام کو نافذ کرتا ہے' لہٰذا امام کا ہونا ضروری ہے اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں' جبکہ بعض نے تو یہاں تک کہ رسول کی رحلت کے بعد آپ کی تجہیز و تکفین سے بھی زیادہ ضروری جانا کہ مورخین اور سیرت نگاروں کا اتفاق ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ایک گروہ سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوا تا کہ خلیفہ کا انتخاب کرے۔

یہ اتفاق کب پیش آیا' اس وقت جب امیر المومنین علیہ السلام بنی ہاشم اور کچھ اصحاب' پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز و تکفین میں مشغول تھے (یعنی ابھی پیغمبر دفن بھی نہیں ہوئے تھے) لیکن جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز و تکفین اور تدفین سے فارغ ہونے کے بعد حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام' عباس بن عبدالمطلب، ابوذر غفاری، سلمان فارسی، خالد بن سعید، مقداد بن عمرو، ابی بن کعب، براء بن عازب، عمار یاسر اور دیگر اصحاب رسول نے سقیفہ پر اعتراض کیا ظاہری بات ہے کہ اختلاف اصولی اور منطقی بنیادوں اور فطری تقاضوں پر مبنی تھا کہ کائنات کے رسول کی رحلت ہوئی ہے اور ادھر ایک گروہ کو خلافت کی پڑی ہے جبکہ یہ کام پیغمبر اکرم پر فرض تھا کہ خلافت کے مسئلہ کو حل کر کے جاتے' لیکن رسول اکرم نے خلافت کے مسئلہ کو کئی مرتبہ بیان کیا اور اپنے بعد نیابت اور خلافت کو امیر المومنین کے سپرد کر دیا تھا، اس کی واضح مثال غدیر خم میں ملتی ہے کہ سوا لاکھ حاجیوں کے مجمع میں آپ نے علی ابن ابی طالب کا دست مبارک پکڑ کر فرمایا:

من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ۔

سقیفہ بنی ساعدہ کا قضیہ اس بات کا سبب بنا کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانشینی اور امامت کے متعلق دو نظریے وجود میں آئے اور اختلاف پیدا ہو گیا۔ ایک گروہ نے اہل بیت کی پیروی کو اپنا اولین فریضہ سمجھا اور حضرت علی علیہ السلام کی قیادت و امامت کو تسلیم کیا اور دوسرے گروہ نے اللہ و رسول کے فرمان کو چھوڑ کر سقیفہ کے فیصلہ کو حرف آخر جانا۔

اگر انصاف کی نگاہوں سے غور کریں تو معلوم ہو گا کہ سقیفہ کا مسئلہ صرف وقتی اور ذاتی ضرورت کا نام ہے کہ جسے روکنے کے لیے کسی نص و حدیث کی ضرورت نہیں ہے بلکہ دلائل پیش کرنا غیر منطقی ہو گا' اس لیے کہ خلافت کا تعلق خدا اور اس کے رسول سے ہے' لہٰذا خدا و حکم رسولؐ کے مقابل میں کسی اجماع اور شوریٰ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اگر کوئی اجماع اور شورائی کی حیثیت کا قائل ہو تو ان سوالوں کا جواب دے۔

کیا حضرت ابراہیمؑ کی امامت و رسالت لوگوں کی طرف سے تھی؟

کیا حضرت داؤدؑ کو لوگوں نے خلیفہ بنایا؟

کیا حضرت آدمؑ کی خلافت انتخابات کے نتیجہ میں تھی؟

کیا حضرت موسیٰؑ کے جانشین حضرت ہارون کی خلافت کا تقرر شورائی اور اجماع کی وجہ سے ہوا تھا؟

تو پھر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ و جانشین کا تعین سقیفہ میں کیوں؟

آنحضرتؐ کی تجہیز و تکفین میں سقیفہ والے حاضر کیوں نہ ہوئے؟

کیا سقیفہ والے خدا اور رسولؐ سے زیادہ اسلام کے ہمدرد تھے؟

کیا انہوں نے خلافت رسولؐ کی اہمیت کو اتنا زیادہ محسوس کیا' مگر خدا اور رسول کو اسلام کی بقاء اور لوگوں کی بے چینی کا کوئی احساس نہ تھا؟

کیوں نہیں بلکہ خدا نے فرمایا:

ہادی بنانا ہمارا کام ہے

ان علینا للھدیٰ۔ (سورہ غاشیہ)

خدا نے ضرورت محسوس کی تو نبی کو حکم دیا(بلغ ......) کہ تم خود اپنی زندگی میں اپنا جانشین مقرر کرو تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بحکم خدا غدیر خم میں علی ابن ابی طالبؑ کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ غدیر خم کے واقعہ کو شیعہ و سنی دونوں نے نقل کیا ہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے ایک لاکھ سے زائد مجمع میں اعلان فرمایا:

من کنت مولا فھذا علی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ۔

"جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علیؑ مولیٰ ہے۔ خدایا! اسے دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھے اور اس سے دشمنی رکھ جو علیؑ کے ساتھ دشمنی کرے۔"

اس کے بعد پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا عمامہ حضرت علیؑ کے سر اقدس پر رکھا اور ایک خیمہ نصب کیا' منبر پر حضرت علی کو بیٹھایا اور اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ جاؤ اور حضرت علی علیہ السلام کو مومنین پہ ولایت و امامت کے عنوان سے مبارک باد پیش کرو اور سلام کرو۔ اس ہجوم میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے اور کہا:

بخ بخ لک یا علی بن ابی طالب اصبحت و امسیت مولیٰ کل مومن و مومنة

"اے علی بن ابی طالبؑ! مبارک ہو مبارک ہو' آج آپ ہر مومن اور مومنہ کے مولیٰ اور آقا ہوئے۔"

اور اسی طرح ایک لاکھ سے زیادہ حاجیوں نے (جو کہ صحابی رسول بھی تھے) آپ کو مبارک باد دی اور بیعت کی تو یہ آیت نازل ہوئی:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی
ورضیت لکم الاسلام دیناً

"آج کے دن ہم نے تمہارے لیے دین کو مکمل کر دیا اور تم پہ
اپنی نعمتیں تمام کر دیں اور تمہارے لیے ہم نے دین اسلام کو
انتخاب کیا۔"

علماء اہل سنت کی ایک کثیر تعداد نے غدیر خم کے واقعہ کو نقل کیا ہے۔ مزید معلومات کے لیے اس آیت کے ذیل میں مندرجہ ذیل کتب کی طرف رجوع کریں۔

- تاریخ دمشق' ابن عساکر ج ۲ ص ۷۵
- البدایہ والنھایہ' ابن کثیر الدمشقی ج ۵ ص ۲۱۳
- الدار المنثور فی التفسیر بالماثور سیوطی ج ۳ ص ۱۹
- ینابیع المودۃ' الشیخ سلمان قندوزی الحنفی ص ۱۱۵
- تذکرۃ الخواص' سبط ابن الجوزی ص ۸۰

ان تمام شواہد سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ علماء اہل سنت بھی حضرت علیؑ کی ولایت کو دین کی تکمیل کا حصہ اور مسلمانوں پر اللہ کی نعمتوں کے اتمام کا ذریعہ جانتے ہیں' اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب بزرگ علماء اسلام حضرت علیؑ کی خلافت و امامت اور ولایت کو دین کی تکمیل کا جزا اور اللہ کی نعمتوں کے اتمام کا سبب مانتے ہیں' تو پھر سقیفہ بنی ساعدہ کی میٹنگ کس مرض کی دوا ہے؟

درحقیقت سقیفہ بنی ساعدہ ایک خواہشاتی اکھاڑے کا نام ہے کہ جس نے نظریہ خلافت و امامت کو محدود کرنے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں میں اختلاف کی بنیاد بھی ڈال دی۔ خلافت کو اپنے اصلی محور سے ہٹا کر موروثی سطح پر لایا گیا کہ جس کے نتیجے میں یزید بن معاویہ جیسا بد قماش اسلام کے اوپر مسلط ہوا اور امام معصوم کے مقابل آیا اور ان سے بیعت کا مطالبہ کیا۔ یزید کی حکومت درحقیقت سقیفہ کی مرہون منت تھی' سقیفہ نے خلافت کو اپنے قطب سے ہٹا کر مسلمانوں کے درمیان اختلاف کی سنگ بنیاد رکھ دی۔

جبکہ آج اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ اختلاف سے قطع نظر ہو کر اسلام کے حقیقی مفہوم کو جانتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام کو صحیح معنوں میں حاصل کریں' اور امت واحدہ کی شکل میں قرآن و اہلبیت کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں تا کہ دنیا و آخرت کی سعادت حاصل کر سکیں۔ پس نظریہ امامت کی حقیقت جاننا ضروری ہے کہ جس پہ عقیدتی بنیادیں استوار ہیں' تاریخ اسلام اس بات پہ گواہ ہے کہ تمام مسلمانوں اور مستضعفین کی تمناؤں کا مرکز و محور اہل بیت اور ہر دور میں اہل حق انہی کے در سے فیضیاب ہوتے رہے۔

اگرچہ سیاسی حکام نے جس انداز سے اہلبیت سے ظاہری حکومت کو چھین لیا' اس پر تاریخ گواہ ہے کہ کوئی بھی صاحب بصیرت اس سے انکار نہیں کر سکتا ہے۔ حتیٰ بعض ایسے حاکم بھی گزرے ہیں' جنہوں نے حقائق کی بنیاد پر اپنی وراثتی حکومت اور تخت و تاج کو ٹھوکر مار کر کہا کہ خلافت اہلبیت کا حق ہے کہ جس پہ میں بیٹھ نہیں سکتا۔ مثال کے طور پر معاویہ ثانی جو یزید کا بیٹا تھا وہ یزید کہ جو امام حسین

ابن علیؑ کا قاتل تھا' جس کی ہلاکت کے بعد اس کا بیٹا معاویہ بن یزید جب تخت حکومت پر آیا تو اس نے حکومت کرنے سے انکار کر دیا کہ خلافت میرا حق نہیں یہ تو اہلبیت کا حق ہے۔ اس واقعہ کو اہل سنت کے بہت بڑے مورخ یعقوبی نے اپنی تاریخ کی کتاب میں یوں تحریر کیا ہے:

معاویہ بن یزید نے صرف چالیس دن اور بعض کے بقول چار مہینے حکومت کی وہ عقیدہ و مذہب کے لحاظ سے بہت نفیس شخص تھا۔ ایک دن وہ منبر پر گیا اور لوگوں سے یوں خطاب کیا:

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور پھر لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا:

ایہاالناس! ہم حکام تمہارے ذریعے اور تم لوگ ہمارے ذریعے سے آزمائے جاؤ گے تم لوگ اپنی ناراضگی کی وجہ سے ہمیں طعنہ دیتے ہو ہم اس سے بے خبر نہیں ہیں۔ جان لو! ہمارے دادا معاویہ بن ابی سفیان نے اپنی حکومت کی خاطر ایسے شخص سے جنگ کی جو میرے دادا (معاویہ) سے زیادہ حکومت کرنے کے حقدار تھے کہ وہ شخص امت اسلام میں سب سے پہلے مومن اور مسلمان تھے اور رسولؐ سے قرابت میں سب سے نزدیک اور آنحضرت کی اولاد کے باپ تھے۔

بالآخر وہ (معاویہ) تمہیں اس سمت لے گیا جو تمہیں معلوم ہے اور تم لوگوں نے ان کے ساتھ جو سلوک کیا ہے اس کی خبر بھی تم کو ہے آخر کار وہ موت کے گھاٹ اتر گیا اور اپنے اعمال سوء کی سزا بھگت رہا ہے' اس کے بعد میرے باپ نے بھی ہو بہو اپنے باپ کی سنت پر عمل کیا جبکہ حکومت اور خلافت ان کا حق

نہیں تھا۔ اس کے باوجود اس نے ہوا و ہوس کی پیروی کرتے ہوئے اسی راستے کو انتخاب کیا اور وہ بڑی لمبی لمبی امیدیں رکھتا تھا کہ جن تک نہ پہنچ سکا' اور عمر نے وفا نہ کی۔ دماغی طاقت وہ ساز و باز سب ختم ہو گئی' لقمہ اجل ہو کر قبر میں اپنے کیے کی سزا بھگت رہا ہے۔

اس کے بعد معاویہ بن یزید زار و قطار رونے لگا اور کہا:

ہم جانتے ہیں کہ (میرے باپ) یزید نے بہت ظلم و ستم کیا' یہاں تک کہ عترت رسولؐ کو قتل کیا' اور مدینے میں رسول خدا کی حرمت کو تباہ کیا' اسی طرح خانہ خدا کو آگ لگائی' پس میں تم لوگوں کی ذمہ داری قبول نہیں کر سکتا اور تمہارے مستقبل کا ذمہ دار نہیں بن سکتا ہوں' تم خود اپنا فیصلہ کرو۔

خدا کی قسم اگر دنیا میں ہماری کوئی بھی نیکی ہے تو اس کی جزا ہمیں ضرور ملے گی اور اگر ہمارے لیے شر و فساد ہی ہے تو پھر جو کچھ آل سفیان کے حصہ میں آیا ہے وہی ہمارے لیے کافی ہے۔

مروان نے یہ خطاب سنتے ہی معاویہ بن یزید سے کہا:

ہمارے درمیان اس راہ روش کی بنیاد حضرت عمر بن خطاب نے ڈالی ہے'

معاویہ بن یزید نے جواب میں کہا: میں تمہارے مردہ اور زندہ لوگوں کی ذمہ داری کو اپنے دوش پر اٹھانے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ (تاریخ یعقوبی' ج ۲ ' ص ۲۵۴)

بہر کیف اہل بیتؑ کی حکومت و ولایت سے کوئی شخص بے خبر نہیں تھا' اس لیے کہ کلام نور سے ان کی امامت و ولایت کا تعارف کرایا گیا ہے۔ اہلبیتؑ

نور رسالت کے آفتاب ہیں کہ جن کی نورانیت پر کوئی پہرہ نہیں بٹھا سکتا۔ نور اہل بیت کی شعاعیں دل کے دریچوں سے چھن چھن کر اپنی حقانیت کا پتہ دیتی ہیں۔

پس امامت ہر اعتبار سے مقام رہبری کا نام ہے' وہ رہبری خواہ مادی ہو یا معنوی' جسمانی ہو یا روحانی' سیاسی ہو یا اجتماعی' ظاہری ہو یا باطنی بہر حال امام حکومت کا سربراہ' لوگوں کا پیشوا' اخلاق کی تربیت کرنے والا اور حق کی ہدایت کا ذمہ دار ہوتا ہے' اپنے علم وتقویٰ سے لوگوں کو قلبی بصیرت عطا کرتا ہے۔ اور شائستہ افراد کی سیرت کامل کے لیے باطنی ہدایت کرتا ہے۔ نظام عدل و عدالت کو زندگی کے تمام طبقات میں نافذ کرتا ہے۔

لقب "عسکری" کی وجہ تسمیہ

گیارہویں امام کا اسم مبارک حسن اور لقب عسکری ہے' حسن کے بارے میں تحقیق کی ضرورت نہیں چونکہ یہ نام خزانہ قدرت کا محفوظ نام ہے اور سلسلہ امامت میں اس نام کے دو امام گزرے ہیں' ایک امام حسن مجتبیٰؑ اور دوسرے امام حسن عسکریؑ' مگر یہ سوال ضرور ذہن میں آتا ہے کہ آخر گیارہویں امام کو عسکری کیوں کہتے ہیں؟

علماء اسلام اور مورخین نے اس لقب کی دو وجہ لکھیں ہیں:

ایک وجہ یہ ہے کہ امامؑ اور آپ کے پدربزرگوار امام ہادی علیہ السلام سامرہ کے جس محلے میں رہتے تھے' اس کا نام عسکر (لشکر) تھا۔ مرحوم شیخ صدوق کہتے ہیں: کہ ہم نے اپنے اساتذہ سے سنا کہ وہ کہتے تھے:

"سامرہ کے جس محلّہ میں یہ دونوں امام مقیم تھے' اس کو عسکر کہا جاتا تھا' اس وجہ سے دونوں اماموں کو عسکریین کہا جاتا ہے۔"

(بحارالانوار ج/۲۳۳)

دوسری وجہ علماء نے یہ لکھی ہے کہ متوکل کے دور حکومت میں جب بادشاہ

نے حضرت امام ہادی ؑ کو اپنے لشکر کا معائنہ کرایا' تو حضرت نے بھی ایک مرتبہ اشارہ کیا کہ اب تم ہمارے لشکر کو بھی دیکھ لو' جب اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو زمین و آسمان کی درمیانی فضا میں فوج ہی فوج نظر آ رہی تھی' چونکہ امام نے اپنے لشکر کا مشاہدہ کرایا تھا' اس لیے آپ کو عسکری کہا جاتا ہے' سامرہ میں دونوں امام کو عسکریین سے یاد کیا جاتا ہے۔ یعنی امام علی نقی ؑ اور حضرت امام حسن عسکری ؑ کا مشترک لقب ہے۔ جس سے اس بات کی حکایت ہوتی ہے کہ دونوں امام ایک ہی محلہ "عسکر" میں رہتے تھے کیونکہ محلہ عسکر ، اس وقت کے ظالم بادشاہ (متوکل وغیرہ) کا فوجی مرکز تھا۔ اور اس میں ان دو اماموں کو اس لیے رکھا گیا تھا تا کہ امام پر کڑی نظر رکھی جا سکے اور امام سے کسی کا رابطہ نہ رہے' درحقیقت ایسی جگہ پر رہنا کسی زندان میں رہنے سے کم نہیں' حتیٰ کہ کھانے پینے کی اشیاء کو بھی پہنچنے نہیں دیا جاتا تھا۔

امام کے فضائل کی ایک جھلک

بعض مورخین اور امام کے ہم عصر آپ ؑ کے متعلق یوں توصیف کرتے ہیں : آپ کے چہرے مبارک کا رنگ گندمی' رخ انور نہایت خوبصورت' اور قد و قامت کے لحاظ سے خوش قامت اور بہت ہی باوقار تھے۔

(ہدایتگران راہ نور' ص/۱۴۳)

آپ کی انگشتر مبارک کا نقش

"سبحان اللہ من لہ مقالید السموات والارض"

(انوار امامت ص/۱۹۹' منتہی الآمال ج/۲ ص/۴۷۰)

اور مصباح کفعمی میں منقول ہے کہ امام کی انگشتر کا نقش "انا اللہ الشہید" تھا۔ آپ کی عظمت و جلالت کا دشمن بھی اقرار کرتے تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ خدا کے نمائندے مصائب و آلام میں رہ کر بھی اپنے کردار کی شعاعوں سے دنیائے انسانیت کے دلوں کو منور کرتے رہے' آپ کے کردار کو جس نے بھی ایک دفعہ دیکھا وہ آپ کا گرویدہ ہو گیا' اگر آپ کے سیرت و کردار کو کافر بھی دیکھتے تو مسلمان ہو جاتے اور منافق دیکھتے تو مومن بن جاتے' خدا جانے کتنے لوگوں کی

تعمیر انسانیت کی، ہمیشہ ظلمت کدوں میں ہدایت کے دیپ جلائے، تاریخ میں سینکڑوں ایسے واقعات ہیں کو امام کی عظمت وجلالت پر شاہد ہیں۔ (بحارالانوار ج ر۵۰۔)

معتمد عباسی کے دور کا واقعہ ہے: عبید اللہ بن خاقان ایک محب آل محمد تھا، اس کے بیٹے احمد بن عبید اللہ کو حکومت وقت نے شعبہ اوقاف کا وزیر مقرر کیا، عہدہ ملنا تھا کہ دنیا ہی بدل گئی اور یہ اہل بیتؑ کا سرسخت دشمن ہو گیا، اہلبیت کی دشمنی کو اپنا سرمایہ حیات سمجھنے لگا، اس نے علوی سادات پر بہت ظلم ڈھائے، ایک دفعہ احمد بن عبیداللہ کے سامنے علوی سادات کا تذکرہ ہوا، کہ جس کو مرحوم کلینیؒ نے یوں رقم کیا ہے:

احمد بن عبید اللہ نے کہا: سامراء کے شہر میں امام حسن عسکریؑ سے بہتر اور افضل میں نے کسی کو نہیں پایا، ان کا وقار، ان کی عظمت اور کرامت قابل رشک ہے۔ ان کے اپنے خاندان سے لیکر حکام تک، بنی ہاشم سے لیکر عوام تک، میں نے ایسا عظیم الشان کردار رکھنے والا انسان نہیں دیکھا۔ بنی ہاشم کے افراد ان کا بزرگوں اور تونگروں سے زیادہ احترام کرتے ہیں۔ جرنیلوں سے لے کر وزیروں تک، علماء سے لے کر عوام تک، اور عوام الناس سے لے کر حکام تک سبھی ان کی تعظیم کرتے ہیں۔ میں نے جس جس کو دیکھا خواہ افسران بالا ہوں یا ایجوکیشنل اتھارٹیز (Education Authorties) قانونی ماہرہوں یا فقہاء و وزراء سب کے سب ان کے کمالات کی قدر کرنا اپنا فریضہ سمجھتے ہیں، بزرگان ملت اور شرفاء قوم حتیٰ دوست تو دوست دشمن تک آپؑ کی فضیلتوں کا اقرار کرتے ہیں۔

(سیرۃ الائمہ الاثنی عشر ص ر۴۸۲، تاریخ الغیبۃ الکبریٰ ص ر۱۸۱، ۱۸۳)

حاضرین میں سے کچھ لوگوں نے احمد بن عبید اللہ سے کہا: آپ تو ان کے فضائل پڑھ رہے ہیں جبکہ آپ کو تو ان کی مخالفت کرنا چاہیے اس نے کہا: ایسے نہیں ہے بلکہ میں آپ کو اپنی عملی زندگی کے تجربات سنا رہا ہوں۔ میرا ذاتی مشاہدہ یہ ہے کہ میں ایک دن صحن خانہ میں اپنے باپ کے پاس بیٹھا تھا کہ خادم نے آ کر اطلاع دی کہ امام حسن عسکریؑ تشریف لا رہے ہیں، یہ سننا تھا کہ میرے والد گرامی تعظیم کے لیے دوڑ پڑے نہایت عزت و احترام کے ساتھ ان کا استقبال کیا اور انہیں اپنے پاس بیٹھایا۔ میں نے اپنی زندگی میں اپنے باپ کو کسی کی اس طرح تعظیم کرتے ہوئے نہیں دیکھا تھا، میں دل ہی دل میں کہہ رہا تھا کہ آخر آج میرے باپ کو کیا ہو گیا ہے، میں پورے منظر کی تصویر کشی کرتا رہا، جب تک امام تشریف فرما رہے، میرے باپ اپنی گفتگو میں ایک جملہ تکرار کرتے رہے "میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں" مجھے سخت حیرت ہوئی کہ آج میرے والد کا انداز گفتگو کیسا ہے؟ اسی دوران میرے باپ کو خبر ملی کہ خلیفہ آ رہے ہیں، اگر چہ لوگ تعظیم کے لیے دوڑے مگر میرے والد ٹس سے مس نہ ہوئے اس بات سے مجھے اور تعجب ہوا کہ بادشاہ کی آمد کا ان پر کوئی اثر نہیں ہو رہا ہے، یہاں تک کہ جب سواری صحن میں داخل ہوئی تو اس وقت میرے والد نے امام سے عرض کیا کہ اب مناسب ہے کہ آپؑ تشریف لے جائیں۔ میرے والد خلیفہ کے استقبال کے لیے آگے بڑھے مگر استقبال ایک قسم کا روایتی تھا (عقیدتی نہ تھا) مجھے یہ بات ذرا ناگوار گزری۔

میں نے خادموں سے دریافت کیا کہ یہ جوان کون تھا؟

خادموں نے کہا: تمہیں علم نہیں ہے کہ یہ امام حسن عسکری علیہ السلام ہیں

میں نے دل میں ٹھان لی کہ جب میرے والد گھر میں بیٹھیں گے تو ان سے آج بحث کروں گا کہ یہ کوئی بات ہے کہ خلیفہ وقت آئے تو خبر نہ ہو اور ایک جوان کی آمد پر اتنا احترام و اکرام' جب رات ہوئی اور بابا جان کاغذات دیکھنے بیٹھے تو میں قریب گیا اور عرض کیا کہ آج یہ کون بزرگوار تھے' جن کی آپ اتنی تعظیم وتکریم کررہے تھے؟

عبید اللہ نے کہا: یہ شیعوں کے امام ہیں' روئے زمین پر خلافت کا ان کے سوا کوئی حق دار نہیں۔ یہ صاحب کمالات اور کرامات ہیں' ان کے اجداد بھی ایسے ہی کمالات و کرامات کا مرکز تھے ۔ یہ یگانہ دوراں اور یکتائے عصر ہیں۔ کائنات عالم میں ان کی کوئی مثال اور نظیر نہیں ملتی۔

احمد نے دل میں ارادہ کیا کہ حضرتؑ کے حالات کا غور سے جائزہ لے' چنانچہ جیسے جیسے حالات کا جائزہ لیتا رہا' ان کی عظمت نگاہوں میں بڑھتی گئی اور اب مجھے اس بات کا احساس ہوا کہ جو میرے والد ان کے متعلق کہتے تھے وہ بالکل حقیقت پر مبنی تھا کہ امام واقعاً اسی عظمت وجلالت کے مستحق ہیں۔ پس یہ سیرت و کردار کا کمال ہے کہ دلوں میں عقیدتوں کے چراغ روشن ہو گئے جو بھی انہیں عداوت کی نگاہ سے دیکھتا وہی گرویدہ ہو جاتا' یہی شرف خداوند عالم نے اپنے نمائندوں کو عطا کیا ہے کہ جو کردار اس اوج پر ہوتے ہیں کہ کسی کو انگشت نمائی کی

جرأت نہیں ہوتی۔ ان کمالات کے پیش نظر ارباب اقتدار اور سلاطین وقت کی ہر دم کوشش رہتی تھی کہ لوگوں کو نظام امامت سے بالکل منقطع رکھا جائے' چونکہ ہر ظالم و جابر اقتدار کے ختم ہونے کا خطرہ محسوس کرتا تھا' یہی وجہ تھی کہ ہمارے آئمہ طاہرین کو گھروں میں نظر بند رکھا اور زندانوں میں رکھ کر طرح طرح کی اذیتیں پہنچائیں اور عوام کو ان کے قریب نہ جانے دیا کہ حق روشن اور عدل الٰہی آشکار ہو گا' مظلوموں کی فریاد رسی ہو گی' مگر کردار کی روشنی زندانوں میں کہاں تک رکتی۔ نظر بندی سے کہاں چھپتی ہے بلکہ تنگ اور تاریک زندانوں سے چھن چھن کر مومنین کے دلوں میں منور اور مظلوموں کے دلوں کی ڈھارس بنتی رہتی۔

شاکری خادم امام

امام کا خادم جس کا نام شاکری تھا' امام کے بارے میں یوں کہتا ہے:

میرے مولا (حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام) نسل علیؑ سے ہیں جو کہ بہت پاک طینت ہیں جن کی مثال نہیں ملتی' وہ جب پیر اور جمعرات کے دن سامرہ کے دارالخلافہ جاتے تھے' تمام بازار سواروں سے بھرے ہوتے تھے۔ جب امامؑ داخل ہوتے تو ہر طرف سناٹا چھا جاتا۔ سواریاں راستے سے ہٹ جاتیں' یہاں تک کہ چوپائے خود بخود راستہ چھوڑ دیتے۔ امامؑ جب دارالخلافہ میں وارد ہوتے اور اپنے مقام پہ تشریف رکھتے تو ہر طرف لوگوں کے ہجوم کا عظیم منظر نظر آتا اور جب امامؑ جانے کا قصد کرتے تو خدام آوازیں دیتے' امامؑ کی سواری لے آیئے' ہر سو سکوت چھا جاتا' گھوڑوں کی ہنہناہٹ بند ہو جاتی' جب تک امامؑ کی سواری کا گزر نہ ہو جائے۔

علاوہ ازیں شاکری امام کے متعلق کہتے ہیں:

امامؑ محراب عبادت میں یوں سجدہ پروردگار کرتے کہ ہم بسااوقات سو سو کر بیدا ہو جاتے تھے مگر آپ سجدے کی حالت میں ہوتے' آپ بہت مختصر کھانا تناول فرماتے تھے' جب امامؑ کے پاس انجیر' انگور وغیرہ پیش کیے جاتے تھے تو آپ ایک یا دو دانہ تناول کر کے فرماتے تھے:

اے محمد! یہ سب کچھ بچوں کے لیے لے جاؤ۔

میں نے عرض کیا: فرزند رسولؐ ! یہ سب کچھ لے جاؤں؟

آپ فرماتے: ہاں یہ سب لے جاؤ۔

ان سب تاریخی اسناد اور روایات سے یہ بات بخوبی ظاہر ہوتی ہے کہ امام کی شخصیت ہر اعتبار سے افضل بالاتر تھی۔ لوگ آپ سے بہت محبت کرتے تھے اور اسی طرح آپ بھی لوگوں سے بہت محبت کیا کرتے تھے۔

(سیرۃ الآئمہ الاثنی ص ۲/ ۴۸۹' نقل زاہد ہنگران راہ نور صفحہ ۱۳)

امام حسن عسکری علیہ السلام کے معجزات اور کرامات

کرامت و معجزہ دلائل نبوت و امامت میں سے ایک ہے' ہر نبی اور امام معجزہ نما ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر ہر نبی اور امام کی پہچان کا راز معجزہ ہے۔ اسی لیے خداوند عالم اپنے رہنما اور پیشوا بندوں کو ایسی عطا سے نوازتا ہے کہ جو کسی عام بشر کا کام نہیں اور ایسی دلیل جو کسی نوع بشر کی طاقت سے باہر ہو' اسے معجزہ کہا جاتا ہے۔ جس فعل کو کوئی دوسرا آدمی انجام نہ دے سکے اسے معجزہ کہتے ہیں' جیسے حضرت موسیٰ کا عصا اژدھا کی شکل اختیار کر گیا۔ یا حضرت عیسیٰ کی دعا سے نابینا کو بینائی مل گئی اور اسی طرح ہزاروں برس پہلے کے مردوں کو قم باذن اللہ کہہ کر پکاریں اور وہ زندہ ہو جائیں اور پیغمبر اسلام کے اشارے پر سوکھے درخت کا ہرا ہو جانا اور پیغمبر اکرم کا ہمیشہ رہنے والا معجزہ قرآن کریم ہے کہ جس کے چیلنج کو چودہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی کوئی چیلنج نہ کر سکا کہ اگر تمہیں فصاحتوں اور بلاغتوں پہ ناز ہے تو پھر قرآن کی طرح ایک سورہ ہی کو لے کر آجاؤ۔ مگر اس طرح کے دعویٰ کا جواب اب تک کوئی نہ لا سکا پس معجزہ نبوت اور امامت کی حقانیت کیلئے واضح ثبوت ہے۔

معجزہ اور کرامات میں فرق

معجزہ کی طرح کرامت بھی ایک فوق العادہ اور خارق العادہ (Extra Odanary) عمل ہے، انبیاء و آئمہ علیہم السلام کی زندگی میں کتنے کرامات اور معجزات واقع ہوئے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ معجزہ اور کرامت میں کیا فرق ہے؟ معجزہ ایک قسم کا چیلنج ہے جسے نبیؑ اور امامؑ انجام دیتے ہیں، جبکہ کرامت میں ایسا نہیں ہے۔ لہٰذا معجزہ میں ایک قسم کا مقابلہ اور مبارزہ ہوتا ہے جو نبوت و امامت کے اثبات کیلئے ہوتا ہے جبکہ کرامت میں مبارزہ طلبی نہیں ہوتی بلکہ طرف مقابل کو بیدار کرنا مقصود ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں معجزہ کے لیے معصوم معجز نما کا ہونا ضروری ہے، جبکہ کرامت کے لیے معصوم ہونے کی شرط نہیں ہے۔ پس انبیاء اور معصومین کی ذات معجزات اور کرامات کا مرکز ہوتی ہے، انہیں معصومینؑ میں سے ہمارے گیارہویں امام حضرت امام حسن عسکری ہیں علیہ السلام کہ جنہوں نے عالم بشریت کی ہدایت کے لیے کئی مرتبہ غیب کی حقیقت سے نقاب کشائی کی، اور کئی پس پردہ اسرار کو آشکار کیا۔ آپ معجز نما اور صاحب کرامت تھے۔ امام کے اسرار اور غیب اور کرامت میں سے کچھ معجزات

نقل کرتے ہیں، ورنہ بحر بیکراں کے کمالات کا احاطہ کرنا کس کی مجال ہے؟ جس طرح کتاب کشف الغمہ، فصول المہمہ اور مناہج اور دیگر کتب تاریخ میں مرقوم ہے کہ حسن ابن ظریف نے امامؑ کو خط لکھا کہ جب آپ کے فرزند قائم آل محمد (عج) کا ظہور ہوگا تو کس طرح حکومت کریں گے؟ اور نظام حکومت کیسا ہوگا؟ اور تیسرا سوال بخار کا مسئلہ تھا کہ جس کو ہم لکھنا بھول گئے۔ امامؑ نے تحریر فرمایا: میرے فرزند قائم آل محمد (عج) کے دور میں علم امامت سے فیصلہ ہوگا اور شہادت و گواہی کی ضرورت نہیں ہوگی، ان کی حکومت حضرت داؤد جیسی ہوگی۔ وہ دلوں کے حالات سے باخبر ہوگی، ان کی حکمت حضرت داؤد جیسی ہوگی۔ وہ دلوں کے حالات سے باخبر ہوں گے اور اسی علم پر فیصلہ بھی کریں گے، اے حسن ابن ظریف! تم اپنے بخار کے متعلق پوچھنا چاہتے تھے لیکن بھول گئے کہ جس کا علاج یہ ہے کہ: آیہ کریمہ:

یانار کونی برداً وسلاماً علی ابراهیم (سورہ انبیاء/۲۹)

کو کاغذ پر لکھ کر گلے میں ڈال دو۔ بخار خودبخود اتر جائے گا، حسن ابن ظریف کہتے ہیں: میں نے اس نسخہ پر عمل کیا اور شفایاب ہوا اور پھر جس کو میں نے یہ دعا بتلائی اسے بھی شفا حاصل ہوئی۔

درحقیقت امام نے اسے جسمانی شفا کا نسخہ بھی بتایا اور روحانی نورانیت کے لیے بھی لائحہ عمل دیا۔ حضرت نے بغیر پوچھے اس کا جواب تحریر کیا، ایسا کیوں نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے کریم بندے بغیر مانگے عطا کرتے ہیں۔ راوی مسئلہ بھولا اور حقیقت حال تو تب ہی محفوظ تھی، مگر اہل دل حال سے باخبر ہوا کرتے ہیں اور جو

دل کے رازوں اور احوال کے اسرار سے واقف ہوتا ہے' اس کے سامنے سوال کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ یہی تو بات ہے کہ امام زمان (عج) بھی اپنے ذاتی علم و آگاہ کی بدولت فیصلہ کریں گے' جس میں شہادت و گواہی کی ضرورت پیش ہی نہیں آئے گی۔ اس لیے کہ آپ دلوں کے حالات سے باخبر ہوں گے۔ بالفاظ دیگر نظام شہادت ظواہر کا مجموعہ ہے' جبکہ نظام امامت حقیقتوں کا مظہر ہے۔
امام کی کرامات اور خارق العادہ واقعات کے بہت سے نمونے ہیں۔

پادری کا واقعہ

چنانچہ کتب فریقین میں مذکور ہے کہ جب معتمد عباسی خلیفہ بنا تو معاندین اور دشمنان آل رسولؐ نے معتمد سے امام حسن کی بڑی شکایتیں کیں اور بغاوت کے الزامات لگائے تو معتمد نے امام کو قید کا حکم دیا' ابھی قید خانہ میں گئے ہوئے کچھ عرصہ ہی ہوا تھا' کہ ملک میں قحط پڑ گیا' مخلوق خدا پریشان ہو گئی' دعاؤں پہ دعائیں ہو رہی تھیں' دوردور تک پانی کا نام ونشان تک نہ تھا' لوگ روتے تھے مگر آسمان کا ایک آنسو زمین پر نہیں گرتا تھا۔ معتمد نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ کھلے میدان میں جا کر نماز استسقاء بجالائیں ۔ تمام مسلمان جمع ہوئے' یہاں تک درباری اور غیر درباری سب علماء ایک ساتھ تھے نماز استسقاء پڑھی گئی' مگر بارش کا ایک قطرہ بھی زمین پر نہ ٹپکا' دوسرے روز پھر گئے مگر بارش نہ ہوئی۔ تیسرے روز عیسائیوں کی جماعت میدان میں پہنچی۔ پادری نے آگے بڑھ کر کہا کہ میں اس مشکل کو حل کر سکتا ہوں' یہ کہہ کر مجمع عام میں آیا' جیسے ہی دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے کہ سیاہ بادلوں نے برسنا شروع کر دیا اور ایسے برسے کہ جل تھل بھر گئے' دوسرے روز پھر عیسائیوں کی جماعت گئی اور پادری نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کیے تو موسلادھا بارش شروع ہو گئی۔ مسلمانوں نے دیکھتے ہی ہنگامہ برپا کر دیا' اس کی خبر حکومت وقت کو دی گئی اور سینکڑوں لوگوں کے اعتقاد بگڑ گئے کہ ایک عیسائی کی دعا میں اتنا اثر ہے اور

مسلمانوں میں سے کسی کی دعا میں اثر نہیں؟ معتمد کو جب خبر دی گئی تو وہ ڈرا کہ کہیں لوگ عیسائی مذہب اختیار نہ کر لیں اور اسلام سے منحرف نہ ہو جائیں۔ لہٰذا حکومت نے علماء و فقہاء کو جمع کیا (سب سے مسئلہ کا حل دریافت کیا' مگر ہر سو سناٹا چھایا ہوا تھا کسی کے پاس اس مورد کا کوئی جواب نہ تھا اور دوسری طرف عیسائی پادری ڈنکے کی چوٹ پر دعوے پر دعویٰ کر رہا تھا۔ عیسائی پادری پھولے نہیں سما رہا تھا جب کہ حکومت کے ہوش و ہواس اڑے ہوئے تھے (البتہ یہاں پر یہ بات عرض کرنا مناسب ہے) کہ حکومت کو اتنی بے چینی اسلام کی وجہ سے نہیں تھی' اگر وہ اتنے ہی خیر خواہ ہوتے اور اسلام ان کیلئے اتنا عزیز ہوتا تو پھر وارث پیغمبرؐ اور محافظ اسلام کو تنگ و تاریک زندان میں نہ رکھتے' حکومت کو سارا خطرہ اس بات پہ تھا کہ اگر اسلام نہ رہا تو پھر ہم جو اسلام کے نام پہ حکومت کر رہے ہیں وہ ختم ہو جائے گی' انہیں تخت و تاج کی فکر تھی۔ چونکہ ان مشکوک حالات میں اگر لوگ بدظن ہو گئے تو حکومت کس پر کریں گے' اس لیے انہیں اسلام سے زیادہ اپنی کرسی کا خیال تھا۔ بالآخر ناچار ہو کر کشتی دین کے ناخدا امام حسن عسکری علیہ السلام کو قید خانے سے بلوایا اور کہا:

اے فرزند رسولؐ! آپ کے جد کی امت گمراہ ہوا چاہتی ہے' آپ کو اپنے جد کی قسم' امت اسلام کو گمراہی سے بچایئے' کیونکہ دین خطرے میں ہے۔

یہاں پر ضرور امامؑ کے ذہن میں خیال آیا ہوگا کہ تم لوگ جو مسند خلافت پر قبضہ کیے اور مسند رسول پر بیٹھے ہو تم سب کس مرض کی دوا ہو؟ اسلام کو خطرے سے کیوں نہیں بچاتے؟ ۔ بہر کیف امام نے نصرانی پادری کو بلا کر فرمایا کہ پھر میدان میں جا اور اپنی کرامت کا اظہار کر' پادری میدان میں آیا اور دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے تو فوراً بادل آیا اور بارش ہونے لگی۔

آپؑ نے ایک شخص سے فرمایا: اس کی انگلیوں کے درمیان جو چیز چھپی ہوئی ہے اسے نکال لو' اس نے بڑھ کر وہ چیز نکال لی' اس کے بعد امامؑ نے پادری سے فرمایا:

اب دعا کر' پادری نے دعا کی گھرا ہوا بادل واپس چلا گیا۔ سارا مجمع حیران و پریشان کہ یہ کیا ہوا؟ وہ اثر کہاں گیا؟ نصرانی دیکھتا رہ گیا۔ بالآخر حاکم وقت معتمد نے راز پوچھا۔

امامؑ نے فرمایا: چونکہ پادری کو کہیں سے کسی نبی کی ہڈی مل گئی اور اس ہڈی میں یہ اثر ہے کہ جب بھی زیر آسمان آ جائے تو بارش کا ہونا ضروری ہے' اب یہ ہڈی اس سے لے لی ہے' لہٰذا اس کی ساری کرامت ختم ہو گئی ہے۔ پھر امامؑ نے وہ ہڈی معتمد کو دی اور میدان میں جا کر مصلیٰ بچھایا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ دست دعا بلند کیے' ہاتھوں کا اٹھنا تھا کہ بادل کے ٹکڑے آسمان میں نظر آئے تو امامؑ نے فرمایا: یہ فلاں شہر میں برسے گا' ایسے ہی ایک دوسرا ابر اٹھا' فرمایا: یہ فلاں شہر میں برسے گا' پھر ایک بادل اٹھا فرمایا:

اب تم سب اپنے اپنے گھر واپس جاؤ کہ اب یہ بادل تمہارے شہر میں برسنے والا ہے۔ لوگ گھروں کو لوٹے ایسی طوفانی بارش شروع ہوئی کہ سامرہ کے گلی کوچے تالاب بن گئے۔ لوگ قدموں پہ گر پڑے فرزند رسولؐ بادلوں کو حکم دیجئے کہ اب نہ برسیں ورنہ شہر برباد ہو جائے گا' امام نے دعا کی تو بارش تھم گئی۔ (۱)

اس واقعہ سے کئی حقائق کا انکشاف ہوتا ہے۔

سب سے پہلی بات

یہ کہ خداوند عالم اپنے نمائندوں کو معجزہ' کرامت اور علم غیب جیسی نعمتوں سے نوازتا ہے تاکہ مقتضائے حال کے مطابق ان سے استفادہ کر کے دین کو بچا سکیں۔

دوسری بات

یہ ہے کہ اگر چہ نمائندگان الٰہی کو ظاہری طور پر تخت و تاج نہیں مل پایا' لیکن خدا نے انہیں علم و صداقت کا مرکز بنایا ہے' اسی لیے تو ہر دور کا ظالم حکمران انہیں کے در پہ جھکتا ہوا نظر آتا ہے' جس طرح تاریخ شاہد ہے کہ ہر امام کے سامنے ہر ظالم اپنے ظلم و اقتدار کے باوجود محتاج دکھائی دیتا ہے۔

تیسری بات

یہ ہے کہ اللہ کا نمائندہ کسی حکومت کا محتاج نہیں ہوتا اگر کسی نبی یا وصی کے پاس حکومت نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کی نبوت یا امامت ساقط ہو گئی ہے' تاریخ عالم شاہد ہے کہ حکومت فرعون کے پاس گئی' مگر موسیٰ نبی و رسول تھے اسی طرح حکومت نمرود کے پاس اور حضرت ابراہیم نبی و امام تھے اور اسی طرح حکومت معتمد کے پاس ہے مگر حضرت حسن عسکری امام ہیں پس حکومت کا ہونا' اس بات پہ دلیل نہیں کہ وہ اسلام کا حاکم ہے اور نہ ہی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ وارث رسول ہے۔

---

(۱) حدیقۃ الشیعہ ذکر امام یازدہم ذکر اہلبیت ص ۵۰۲/ نقل از صواعق محرقہ' بدایتگران راہ نور ص ۲۱/

چوتھی بات

یہ ہے کہ امام اشیاء کے حقائق و آثار سے آگاہی رکھتا ہے' جیسا کہ امام نے ٹڈی کا پتہ بتایا اور اس کے اثر سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ اے کاش! آج مسلمان ی ان حقائق کو سمجھ لیتا کہ ایک نبی کی ٹڈی انقلاب زمانہ برپا کر سکتی ہے تو پھر تم المرسلین کے گوشت و پوست کا کس کو اندازہ ہو سکتا ہے کہ ان کے وجود اقدس کتنا اثر ہے' علاوہ ازیں وہ نظریہ بھی بطور کلی باطل ہو جاتا ہے کہ نبی ہم جیسا ہے اگر ہم جیسا ہوتا ہے' تو پھر ہم خود ہی پانی برسا دیتے' حق تو ہے کہ جس کا وصی اس عظمت کا مالک ہے تو اس نبی کی کیا شان ہو گی؟

پانچویں بات

یہ کہ نبی ہو یا وصی قید حیات میں ہوں یا وفات پا چکے ہوں ان سے توسل کیا جا سکتا ہے' اس لیے کہ موت عدم اور نابودی کا نام نہیں ہے' بلکہ دوسری دنیا میں منتقل ہونے کا نام ہے' بلکہ عام انسان میں زمانہ حیات کی نسبت موت کے ادراک و شعور جیسی قوتوں کا اضافہ ہو جاتا ہے' نبی اور امام مافوق انسانیت کا نام ہے۔ چنانچہ عالم برزخ اس دنیا سے کہیں ایڈوانس اور ترقی یافتہ عالم ہے۔ پس یہ بات توسل کی راہ کو بھی ہموار کرتی ہے۔ چھٹی بات یہ کہ امام نے مصلی بچھا کر نماز اور دعا کے مسئلہ کی اہمیت کو اجاگر کیا۔

تمام زبانوں سے امام کی آشنائی

ابوحمزہ سے مروی ہے کہ امام کے پاس مختلف ممالک اور زبانوں کے لوگ آتے تھے' رومی ، ترکی، ہندی ، سقلابی، جو بھی امام کے پاس آتا تھا' آپ ان سے انہی کی زبان میں باتیں کیا کرتے تھے' ایک دفعہ میں نے دل میں سوچا کہ جو مدینہ منورہ میں پیدا ہوا ہو اور حیات پدر تک کسی سے گفتگو نہ کی ہو اور نہ ہی انہوں نے کسی کو دیکھا ہو' وہ اتنی زبانوں سے کیسے واقف ہوئے کہ ہر آنے والے شخص سے اس کی زبان میں گفتگو کرے امام نے میری طرف دیکھا اور فرمایا:

نصر! خداوند عالم جسے اپنی حجت بناتا ہے' اسے ہر چیز کی معرفت بھی عطا کرتا ہے۔ اگر ایسے ہو تو پھر حجت خدا اور غیر حجت خدا میں کیا فرق رہے گا' لہٰذا اس امر میں تعجب کی کوئی ضرورت نہیں۔ (۱)

پس اللہ کا نمائندہ زبان حال' دلوں کے احوال سے بخوبی واقف ہوتا ہے اور ہر ایک سے اس کی زبان میں بات کرتا ہے۔ امام اور امت میں کسی قسم کا تفاوت لسانی (Languaje Barriers) نہیں ہوتا' ہر ایک براہ راست اپنی

۱۔ انوار امامت ص ر۱۰۳ ' ہدایتگران راہ نور ص ر۱۸' سیرۃ الآئمہ الاثنی عشر ص ر۶۸

زبان میں بات کرسکتا ہے' ایسا کیوں نہ ہو کہ جو اللہ کی درگاہ سے فارغ ہوتے ہیں' ان کا علم' خدائی علم ہوتا ہے۔ ایک شخص نے امامؑ کو لکھا کہ میری بیوی حاملہ ہے آپ میرے بچے کا نام رکھ دیجئے آپ نے لکھ دیا: "عظم الله اجر و اخلف علیك" (خدا تمہیں اجر عطا فرمائے اور نعم البدل نصیب فرمائے) چنانچہ اس کے ہاں مردہ بچہ پیدا ہوا' اور اس کے بعد خدا نے اسے بیٹا عطا کیا۔ امامؑ نے اسے اپنے علم امامت سے موت کی خبر دی پس خدا اپنے نمائندوں کو غیبی طاقت عطا کرتا ہے۔

متوکل کے شاعر کا قصہ

ابو یوسف کہ جو متوکل کا شاعر اور شاعر قصیر (یعنی چھوٹے قد والے) کے نام سے یاد کیا جاتا تھا' وہ روایت کرتا ہے کہ ہمیں خدا نے فرزند عطا کیا اور اقتصادی حالات بہت خراب تھے' کئی افراد کو اپنی روئیداد لکھی اور مالی کمک کا تقاضا کیا مگر ناامیدی کے علاوہ کچھ بھی ہاتھ نہ آیا کہ ایک دفعہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے گھر کا طواف کیا اور در دولت کی طرف مڑا کہ ایسے میں ابوحمزہ گھر سے باہر نکلے۔ ان کے ہاتھ میں سیاہ رنگ کی ایک تھیلی تھی اور اس تھیلی میں چار ہزار درہم تھے۔ ابوحمزہ نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا: میرے آقا نے فرمایا ہے کہ یہ رقم اپنے نومود بچہ پر خرچ کرنا خداوند عالم تجھے اس سے خیر و برکت عطا کرے گا؟

(سیرۃ الآئمہ الاثنی عشر ص ر ۲۷۱ نقل از ہدایتگران راہ نور ص ر ۲۲)

یہاں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کریم امام کی ذات فقط شخص کی حیثیت کو نہیں بلکہ ضرورت کو دیکھتی ہے اور بغیر تقاضے کے اسے عطا کرتی ہے۔ حقیقی حاکم اسلام سے تقاضا کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی بلکہ وہ دلوں کی تحریر کو پڑھ کے نواز دیتا ہے۔

کشف الغمہ کی روایات

حضرت ابو محمد (امام عسکری علیہ السلام) کے زمانے میں ایک علوی شخص روزی کی تلاش میں سامرہ سے جبل کی طرف روانہ ہوا' راستے میں حلوان کے مقام پر اس کی ملاقات ایک شخص سے ہوئی۔ اس شخص نے علوی سے دریافت کیا: تم کہاں سے آ رہے ہو؟

اس نے کہا: سامرہ سے

وہ شخص بولا کہ فلاں محلّہ سے آ رہے ہو؟

علوی: جی ہاں!

اس شخص نے پوچھا: کیا تمہیں امام حسن بن علی علیہ السلام کے متعلق کچھ معلوم ہے؟

علوی: نہیں!

اس نے کہا: آپ جبل کیوں جا رہے ہیں؟

علوی: روزی کی تلاش میں نکلا ہوں۔

اس نے کہا: مجھ سے پچاس دینار لے لو اور میرے ساتھ سامرہ چلو تاکہ

ہم امام حسن بن علی علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوں' چنانچہ اُس نے پچاس دینار دیئے تو اُن دونوں نے سامراء پہنچ کر امامؑ سے ملاقات کی اجازت چاہی تو امامؑ نے اجازت دی' اس وقت امام اپنے گھر کے صحن میں تشریف فرماتھے' آپ کی نگاہ جب جبلی شخص پر پڑی تو فرمایا:

تم فلاں ابن فلاں ہو اور تمہارے باپ نے تمہیں وصیت کی تھی تم اُسے پورا کرنے کی خاطر چار ہزار درہم لیکر آئے ہو۔

اس نے جواب دیا جی ہاں: یا بن رسول اللہ!

تب اُس نے وہ رقم امام کے سپرد کر دی' اس کے بعد آپ نے علوی سے کہا تم روزی کی تلاش میں جبل جا رہے تھے' راستے میں اس شخص نے تمہیں پچاس دینار دیئے اور تم اس کے ہمراہ واپس آ گئے ہو' اب ہم بھی تمہیں پچاس دینار مزید دیتے ہیں۔

عیسیٰ بن صبیح کا واقعہ

عیسیٰ بن صبیح سے روایت ہے کہ جب ہم قید میں تھے' اسی دوران حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو اس قید خانے میں لایا گیا' میں آپ کو اچھی طرح پہچانتا تھا' امام نے مجھے دیکھ کر فرمایا: تیری عمر 65 سال چندماہ اور کچھ دن ہے اور میرے پاس دعاؤں کی ایک کتاب تھی کہ جس میں میری تاریخ ولادت (Date of Birth) لکھی ہوئی تھی' جب میں نے اس کو دیکھا تو اسی طرح تھا جس طرح امام نے خبر دی تھی۔

پھر فرمایا: خدا نے تجھے کوئی بیٹا دیا ہے؟

میں نے عرض کیا: نہیں! یا بن رسول اللہ

پھر امام نے دعا کی: خدایا! اسے بیٹا عطا فرما دیا کہ جو اس کا قوت بازو بنے' کیونکہ بیٹا ہی باپ کے لیے بہترین بازو ہے' پھر آپ نے ایک شعر سے تمثیل پیش کی:

فمن کان ذا ولد یدرک ظلامته

ان الذلیل الذی لیست لہ عضد۔

"یعنی جو شخص صاحب اولاد ہوتا ہے وہ ظلم کا بدلہ لیتا ہے (یا وہ اپنے حق کو پالیتا ہے) بے چارہ وہ ہے جس کا کوئی (قوت بازو) سہارا نہیں"

میں نے عرض کیا: کیا آپ کا کوئی بیٹا ہے؟

فرمایا: ہاں خدا کی قسم! خداوند عالم مجھے ایسا فرزند عنایت کرے گا جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ لیکن ابھی ہمارا کوئی بیٹا نہیں۔

(منتہی الآمال ج /۱۹۰، ۱۱۱، سوگنامہ آل محمد ص/ ۱۳۶)

پس خداوند عالم اپنے نمائندوں کو علم غیب کی طاقت سے نوازتا ہے تاکہ اپنی حجت کو غیرت حجت سے ممتاز فرمائے' ظاہر ہے کہ جس نبی کے وصی کی یہ شان ہے تو اس نبی کی کیا عظمت ہوگی۔

حضرت امام حسن کا رشتہ زوجیت

بشر بن سلیمان انصاری سے منقول ہے کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے مجھے بلوا کر فرمایا:

اے بشر! چونکہ تمہارا تعلق انصار کے خاندان سے ہے کہ جو ہمارے مخلصین اور قدیمی دوستوں میں سے ہیں لہٰذا میں تمہارے ذمہ ایک کام سپرد کرنا چاہتا ہوں جو تمہارے لیے ہمیشہ باعث فخر رہے گا۔ یہ فرما کر آپ نے ایک رقعہ تحریر کیا' اس پر اپنی مہر لگائی اور دو سو دینار دے کر فرمایا:

"بغداد کے کنارے جاؤ کل صبح وہاں ایک کشتی آئے گی کہ جس میں ایک بردہ فروش کنیز لائے گا جس کا نام عمرو بن یزید ہوگا' اس کو تلاش کرنا کہ جس کے پاس بہت زیادہ عرب خریدار جمع ہوں گے اور ایک کنیز کی خریداری کی خواہش کریں گے' کنیز روپوش ہوگی اور کسی سے بات کرنا پسند نہیں کرے گی' ایک شخص بردہ فروش سے کہے گا۔ میں اس باعفت کنیز کی تین سو دینار دیتا ہوں' مگر کنیز کہے گی بالفرض اگر کوئی ملک سلیمان ہوتا تو میں اس کے پاس جانا پسند نہ کرتی۔ بردہ فروش کہے گا آخر مجھے تو فروخت کرنا ہی ہے' کنیز کہے گی جلدی نہ کرو خریدار پہنچنے ہی والا ہے۔

اے بشر! پھر تم اس بردہ فروش سے کہنا کہ میرے پاس رومی زبان میں ایک اشراف عرب کا خط ہے جسے تم کنیز کو دے دو۔ اگر وہ رضا مند ہو جائے تو میں بطور وکیل قیمت ادا کروں گا۔

بشر حکم امام سے روانہ ہوا اور وہ خط کنیز کو دیا۔ کنیز نے خط کو دیکھ کر چوما اور آنکھوں سے لگایا اور عمرو بن یزید سے کہا تم مجھے اس کے ہاتھ فروخت کر دو' چنانچہ خریداری کے بعد میں کنیز کو لے کر چلا۔ وہ خط کو بار بار نکالتی تھی کبھی سر پہ رکھتی تھی' کبھی بوسہ دے کر روتی تھی' میں نے کہا یہ عجیب بات ہے کہ تم نے ابھی اپنے خریدار کو دیکھا بھی نہیں' اس کے باوجود خط کا اتنا احترام کر رہی ہو۔ کنیز نے کہا تعجب ہے کہ تم اتنے قریب رہتے ہوئے بھی اولاد نبی کے مقام سے بے خبر ہو۔

پس غور سے سنو۔ "میں ملیکہ دختر یشوعا پسر قیصر روم ہوں۔ میری ماں حضرت عیسیٰ " کے حواریین کی اولاد میں سے ہے اور ہمارا سلسلہ نسب حضرت مسیح کے وصی شمعون سے ملتا ہے۔ میرے دادا قیصر روم نے چاہا کہ میری شادی اپنے بھتیجے سے کر دیں' دربار سجایا گیا درباریوں کو فاخرہ لباس سے ملبوس کیا گیا جس کے بعد تمام ارکان سلطنت اور وزراء مملکت اور اسی طرح ہزاروں کی تعداد میں خاص و عام جمع ہوئے' ایک تخت شاہی کہ جو زرو جواہر کا تھا دربار میں لایا گیا۔ جس کے چاروں طرف صلیب و انجیل کے پرچم لگے ہوئے تھے جس پر دولہا آ کر بیٹھ گیا' جیسے ہی پادری تخت کی طرف بڑھا ویسے ایک مرتبہ زلزلہ آیا۔ قصر کی دیواریں ہلنے

لگیں اور تخت کے پائے کانپنے لگے تو دولہا بیہوش ہو کر زمین پر گرا' پادری نے ہاتھ جوڑ کر کہا: اے قیصر روم ابھی حالات سازگار نہیں ہیں۔ فی الحال اس کام سے باز آئیں' لیکن میرے دادا قیصر روم نہ مانے اور پھر تخت وغیرہ سجایا گیا' چاروں طرف صلیب لگائی گئی۔ دولہے کو تخت پر بیٹھایا گیا' پادری کو حکم ہوا کہ وہ تخت پر جائے' پھر زلزلہ آیا اور قیصر روم کا بھتیجا پادری کے ہمراہ زمین پر بے ہوش گر پڑا' لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ میرے دادا محترم بڑے افسردہ اور غمگین گھر واپس آئے۔ میں نے اسی رات خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح اور شمعون اپنی حواریوں کے ساتھ اس کمرہ میں موجود ہیں کہ اتنے میں آنحضرت اپنے اوصیاء کے ساتھ تشریف لائے اور جناب مسیح سے فرمایا: میں آپ سے ایک نیا رشتہ قائم کرنا چاہتا ہوں' میں چاہتا ہوں ملیکہ کا رشتہ اپنے فرزند حسن عسکریؑ سے کروں' حضرت مسیح نے اپنے وصی جناب شمعون کی طرف نگاہ کی۔ شمعون نے کہا مجھے بصد خوشی منظور ہے۔ جناب رسول اکرم نے خطبہ عقد پڑھ کر میرا عقد حضرت حسن عسکریؑ کے ساتھ پڑھا۔ جناب مسیح اور حوارین نے گواہی دی۔ جب میں خواب سے بیدار ہوئی تو گھبرا گئی کہ اگر اس بات کا تذکرہ کسی سے کروں گی تو قتل کر دی جاؤں گی۔ لہٰذا اس راز کو پوشیدہ رکھا' اسی گھبراہٹ میں کھانا پینا تقریباً ترک ہو گیا تھا۔ روز بروز کمزوری بڑھتی گئی۔ باپ نے سمجھا کہ شاید کوئی بیماری ہے لہٰذا روم کے مشہور اطباء سے علاج و معالجہ کروایا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آخر نا امید ہو کر مجھ سے ایک روز پوچھا:

اے میری بیٹی کوئی آرزو ہو تو بیان کرو تا کہ میں پوری کر دوں۔

میں نے کہا: نا امیدی بڑھتی جا رہی ہے۔ اگر یہ مسلمان قیدی رہا کر دیے جائیں تو شاید یہ عمل حضرت مسیحؑ اور مادر مسیحؑ کو پسند آئے اور مجھے شفا مل جائے۔ میرے پدر بزرگوار نے ایسا ہی کیا۔ میں نے کچھ کھانا پینا شروع کر دیا جس کی بدولت رہا شدہ قیدیوں کی کافی خاطر داری ہونے لگی۔ میں نے پھر خواب میں دیکھا کہ جناب فاطمہ بنت رسول علیہا السلام' حضرت مریم بنت عمران علیہا السلام کے ساتھ تشریف لائی ہیں۔ جناب مریم نے مجھ سے فرمایا: یہ سیدۃ النساء العالمین (تمام عالمین کی عورتوں کی سردار) ہیں جو تیرے شوہر کی والدہ گرامی ہیں۔ میں حضرت فاطمہ علیہا السلام کے دامن کے ساتھ لپٹ کر روئی اور ابو محمد کے تشریف نہ لانے کی ان سے شکایت کی۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا: تم ابھی عیسائی مذہب پر ہو' اس لیے اس کے آنے میں رکاوٹ ہے' لہٰذا دین اسلام کو قبول کرو اور پھر مجھے "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ" پڑھا کر فرمایا: ابھی ابو محمد تمہارے پاس آئیں گے۔ یہ کہہ کر مجھے سینے سے لگایا۔ اس رات سے خواب میں روزانہ امامؑ کی زیارت ہوتی رہی۔

بشر نے سوال کیا: تو پھر تم اسیر ہو کر یہاں کیسے آ گئی ہو؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے ایک رات حضرت ابو محمد کو خواب میں دیکھا کہ مجھ سے آپ نے فرمایا: چونکہ تیرا دادا قیصر روم مسلمانوں کے ملک پر حملہ کرنے والا ہے۔ لہٰذا تم بھی اپنے دادا کے ساتھ چلی جاؤ' میں نے ویسا ہی کیا' چنانچہ ایک مقام پر

مسلمانوں نے ہمیں گھیر لیا اور قید کر کے یہاں لے آئے۔ اور یہ وہ راز ہے جو سوائے تمہارے کسی کو معلوم نہیں حتیٰ کہ بردہ فروش کو بھی اس بات کا علم نہیں ہے۔

جب اس نے میرا نام پوچھا تو میں نے اپنا نام نرجس بتایا۔

جب یہ دونوں ملیکہ اور بشر امام علی نقیؑ کی خدمت اقدس میں پہنچے تو امام نے پوچھا کہ تم عیسائی سے مسلمان کیسے ہوئی؟

ملیکہ مسکرائیں اور عرض کیا: آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ امامؑ نے فرمایا: تمہیں بشارت ہو کہ تمہارے بطن مبارک سے خدا ایسا فرزند عطا کرے گا جو دنیا کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہو گی۔ پھر امامؑ نے پیغمبرؐ خدا کا خواب میں نکاح پڑھنا' جناب سیدہ کا خواب میں آنا۔ یہ سب واقعات سنائے جس کی جناب نرجس تصدیق کرتی رہیں۔

پھر امام ہادیؑ نے حضرت امام حسنؑ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: تم انہیں پہچانتی ہو؟

عرض کیا: کیوں نہیں جب سے میں نے کلمہ اسلام پڑھا تب سے ہر روز خواب میں ان کی زیارت سے شرف یاب ہوتی رہی ہوں۔ پھر امام نے اپنی بہن حکیمہ خاتون کو بلا کر فرمایا: یہ وہ خاتون ہیں جن کے متعلق میں نے تم کو بتایا تھا

"یہ ابو محمدؑ کی زوجہ محترمہ اور قائم آل محمدؑ کی والدہ گرامی ہیں"

نرجس خاتون کی عظمت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ خدا کی آخری حجت اور امام زمانہ (عج) کی والدہ گرامی ہیں۔ (۱) جس طرح شاعر نے شعر میں کہا:

کافی ہے بات فضیلت کو آپ کی ----

یہ والدہ ہیں مہدی صاحب زمان کی

اس واقعہ سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ اہلبیت عصمت و طہارت عالم خواب میں بھی ہدایت کے چراغ ہیں' پس ان سے ہدایت حاصل کرنے کے لیے اپنے اندر صلاحیت پیدا کرنی ہوگی۔ محبتوں کے چراغ سے ہدایت کے چراغ روشن ہو جاتے ہیں' اس کے علاوہ حکم امامؑ انسان کی نجات کا ضامن ہوتا ہے تو یقین کامل سے نقش قدم پہ چلنے کی ضرورت ہے۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا علمی جہاد

اس میں کوئی شک نہیں کہ خداوند عالم اپنے نمائندوں کو نور علم و صداقت سے نوازتا ہے' اسی طرح ہر امام اپنے دور کا عالمی مرکز اور مرجع ہوتا ہے' کیونکہ اہل بیتؑ کا علم' الٰہی علم کی بنیاد پر استوار ہے' اسی لیے آج بھی کتب اہل بیتؑ دیگر مکاتب فکر سے نمایاں حیثیت رکھتا ہے اور اسلامی معارف میں سے خواہ علوم دور حاضر ہوں یا گزشتہ کے' مثال کے طور پر وہ علوم جدید سائنس' ٹیکنالوجی' ریاضیات' طبیعیات' طب و حکمت' علم کلام و فلسفہ' تفسیر و علم حدیث وغیرہ تمام علوم میں سب سے ممتاز نظر آتا ہے' درحقیقت کتب اہلبیت کی بقاء اور دوام کا راز علمی بنیادوں میں ہے۔ پس جوں جوں علم کی روشنی پھیلتی جائیگی اسی طرح اس کتب کی نورانیت بھی بڑھتی جائیگی' پس اس لحاظ سے یہ غنی ترین اور پرفیض کتب فکر ہے۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام بھی کتب اہل بیتؑ کی بنیادوں میں سے ایک فرد ہیں کہ جنہوں نے اسلامی اصول و قوانین اور الٰہی علوم کی سربلندی کے لیے کوئی لحظہ فروگذاشت نہیں کیا' مردم علمی کتب کی سرفرازی کیلئے کوشاں رہے۔ اور اپنے اجداد طاہرین کی پاک سیرت پر چلتے ہوئے علمی دیپ روشن کیے۔ امامؑ

نے اپنے دور امامت میں عقلی ونقلی علوم سے لوگوں کو روشناس کروایا اور ایک روایت کے مطابق اٹھارہ ہزار تشنگان علم نے امام کے حضور میں زانو ادب تہہ کیا اور علم امام سے استفادہ کیا۔ (۱) اور ساتھ ہی ساتھ امام کے شاگردوں نے ان علوم کو غنی بنانے میں بڑا کردار ادا کیا۔ جیسا کہ آج بھی اس الٰہی مکتب کے پروردہ عقلی علوم اور اسلامی آئیڈیالوجی نیز فقہی دنیا میں عظیم مقام رکھتے ہیں' آج بھی علماء اور فقہاء علوم آل محمدؐ کی پاسبانی اور تالیف و تدوین میں مشغول عمل ہیں تا کہ مسلمانوں میں علوم الٰہی کو رائج کر کے انہیں گمراہ کن افکار سے محفوظ رکھا جا سکے۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے رجال و حدیث کے ایسے اصحاب کی تربیت کی کہ جو امام و امت کے درمیان واسطہ قرار پائے' ہم انشاء اللہ حضرت کے روایان احادیث کا تذکرہ امامؑ کے نمائندگان کے باب میں مفصل کریں گے۔ امامؑ کی پوری توجہ علم و معرفت کی اشاعت' اسلامی افکار ونظریات سے آگاہی اور مکتب اہل بیتؑ کے زیر سایہ عقیدے کی بنیادوں کو مستحکم کرنا تھی۔ لہٰذا امام نے ان فرائض کی تکمیل کیلئے اپنے نمائندوں کو دنیا کے گوشہ کنار میں مقرر کیا ہوا تھا تا کہ لوگوں کو حقیقی اسلام سے روشناس کرائیں اور انہیں دین و احکام کی تعلیم دیں۔

امام بیشتر اوقات اپنی علمی و سیاسی سرگرمیاں آزادی کے ساتھ انجام نہیں دے پاتے تھے۔ اس لیے کہ حکومتوں کا رویہ اہل بیتؑ کے مکتب کے خلاف رہا ہے۔ کیونکہ حکام وقت اس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ اگر لوگوں میں علمی بصیرت آ گئی تو در اہلبیت کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔ چنانچہ ہماری حکومت اور تخت و تاج ختم

(1) Introduction to infelibills Page No 8

ہو جائے گا' اس لیے وہ اپنی شہنشاہیت کے تحفظ کے لیے لوگوں کی علمی و سیاسی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھتے تھے۔ امامؑ کی درسگاہ ایک منظم پروگرام کے تحت تھی کہ جس سے لوگ آ کر فیض حاصل کرتے تھے۔ علاوہ ازیں امام نے اسلامی افکار کی اشاعت علمی گفتگو اور مناظرہ کے ذریعے شروع کی' جن کے ذریعے امامؑ نے گمراہ کن عقائد کے مقابلے میں اسلام کا دفاع کیا۔

''تناقض قرآن'' کا واقعہ

ابویوسف یعقوب بن اسحاق کندی نے اسلامی ذوق کے روپ میں قرآنی الفاظ کے نئے نئے معنی تراشے اور ایک پوری کتاب تدوین کی۔ اور اس نے اس کتاب کا نام ''تناقض القرآن'' رکھا یعنی قرآن مجید کے بیانات میں تضاد ہے اور کہیں بھی دو مقامات پہ اتحاد نہیں ہے' بلکہ اختلاف و تناقض ہے۔ اب اس صورت حال میں حکام وقت خاموش تماشائی بن کر دیکھتے رہے اور علماء حیران و پریشان تھے کہ آخر ایسی صورت حال سے کیسے نپٹا جائے' جبکہ لوگ گمراہ ہو رہے تھے اور دوسری طرف جس کی حفاظت کی ذمہ داری کو خود خدا نے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے یعنی قرآنی حقائق و معارف پر حرف آ رہا ہے۔ آخر کار جب فرزند رسول حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے حالات کا مشاہدہ کیا کہ اب عظمت اسلام کا مسئلہ ہے تو کندی کے ایک شاگرد سے فرمایا: اپنے استاد کو ان باتوں سے کیوں نہیں روکتے؟

اس نے کہا:

فرزند رسول وہ ہم سے کہیں زیادہ عالم و فاضل ہے اور ہماری کیا مجال کہ اس سے بحث کریں۔

امامؑ نے فرمایا: تم اپنے استاد سے ایک سوال کر سکتے ہو؟

عرض کی: کیوں نہیں' ہم تو برابر سوال کرتے رہتے ہیں۔

امام نے فرمایا: پس اپنے استاد سے یہ سوال کر لینا کہ آیات کے متعلق جو تضاد اور اختلاف تم نے ثابت کیا ہے' کیا وہ آپ کے ذہن کی ایجاد ہے یا خدا نے آپ کو بتایا ہے؟ (یعنی آپ پر کب وحی نازل ہوئی) مطلب یہ کہ اگر یہ اختلافات تمہارے ذہن کی تخلیق ہیں تو پھر ان کا خدا سے کیا ربط اور اگر خدائی تعلیم سے بتا رہے ہو تو کب وحی نازل ہوئی؟

شاگرد بڑا تیار ہو کر استاد کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا استاد جی ایک بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جو آپ نے تناقض القرآن کے موضوع پر کتاب لکھی وہ اختلافات آپ کے ذہن کی تخلیق ہیں یعنی وہ معنی آپ کے اپنے بنائے ہوئے ہیں یا خدا کے بیان کردہ ہیں۔ اگر آپ کے ذہن نے تراشے ہیں تو پھر ان کا خدا سے کیا ربط ہے اور اگر خدا نے بیان کیے ہیں تو اللہ نے آپ سے کب بیان کیے ہیں؟ استاد صاحب حواس باختہ ہو گئے۔

کندی نے کہا: یہ فکر تجھے کس نے دی ہے؟ شاگرد نے کہا: میں یہ سوچ رہا تھا کہ یہ بات میرے ذہن میں آئی تو نے میں چاہا کہ آپ سے پوچھ لوں۔

استاد نے کہا: یہ ناممکن ہے کہ جو بات ابھی تک استاد کے ذہن میں نہیں آئی وہ تیرے دماغ میں کیسے آ گئی؟ سچ سچ بتاؤ' کس نے یہ فکر تیرے دماغ میں ڈالی ہے؟

شاگرد نے کہا: یہ سوال حضرت حسن عسکری علیہ السلام نے میرے ذہن میں ڈالا ہے۔ یہ سنتا تھا کہ کندی نے اچھل کر کہا: بیشک ایسے مسائل اہلبیت رسولؐ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ کندی نے اپنی کتاب تناقض القرآن کو لیا اور آگ لگا دی۔

(تاریخ العلیہ ص ر ۱۹۵' انوارامامت ص ر ۲۹۸)

پس وارث قرآن نے قرآن کی عزت بچالی اور ساتھ ساتھ امام نے یہ بھی سمجھا دیا کہ صرف ذہنی اختراعات سے قرآن فہمی ممکن نہیں۔ تنزیل و تاویل کو وارث قرآن اور راسخون فی العلم ہی جانتے ہیں۔ ضمناً امام نے یہ مسئلہ بھی واضح کر دیا کہ کلام خدا میں ذاتی افکار کام نہیں آتے جب تک کہ الٰہی تعلیمات کے ذریعے حاصل نہ کئے جائیں ۔ لہٰذا قرآنی حقائق اور مطالب کو ان دروازوں سے حاصل کرنے چاہیں' جو ان معارف اور حقائق کا مخزن اور مفاہیم کا مرکز ہیں' جن کے سینوں میں علوم قرآنی کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے' ان سے اخذ کرنا چاہیں' جنہیں پیغمبر اسلام نے قرآن کا نعم البدل قرار دیا ہے' اور محکم و متشابہ کا علم انہیں کے پاس ہے' اب یہ سوال ضرور ذہن میں آتا ہے کہ آخر ان سے قرآنی مفاہیم و مطالب کو کیوں نہیں لیا گیا کہ جو حقیقت میں وارث قرآن تھے' مدینہ کی گلیوں میں گھر گھر جا کر قرآن کو جمع کرنا گوارا تھا لیکن اہل بیتؑ کہ جو وارث قرآن تھے ان سے نہ لیا۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ اگر ان سے لیا جاتا تو وہ آیت کے ساتھ ساتھ ناسخ اور منسوخ' محکم و متشابہ اور تفسیر و تاویل کو بھی بتاتے اور قرآن خوانی کے ساتھ ساتھ آیت کا شان نزول بھی' اس سے بہتر یہ ہے کہ قرآن کو ان سے نہ لیا جائے کیونکہ

حکومت کو خوف تھا کہ اگر قرآن کے حقیقی مفاہیم کو لوگوں کے سامنے پیش کیا گیا تو ہماری حکومت جو کہ قرآن کی تفسیر بالرائ کے بل بوتے پر چل رہی ہے' ختم ہو جائے گی' اور لوگ مجبور ہو کر اہل بیتؑ کی طرف رجوع کریں گے لہٰذا ان کی کوشش رہی کہ لوگوں کو اہل بیت سے دور رکھا جائے تا کہ لوگ بے خبری کے عالم اکی اطاعت کا طوق اپنی گردن میں ڈال کر زندگی گزاریں' لیکن اس کے باوجود اہل بیت نے لوگوں کی گردنوں سے ضلالت و گمراہی کے طوق کو اتروا کر ان کو زندگی کی شاہراہ پر لا کر بتا دیا' اگر زندگی گزارنا ہے تو آزاد منش انسانوں کی طرح زندگی گزارو۔

لہٰذا امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے دور میں خواہ توحید کا مسئلہ ہو یا قرآن شناسی کا' قوم کی مشکل ہو یا اسلام کی محافظت' دین کی رہبری ہو یا قرآن کے حقائق سے آگاہی' اس طرح سے واضح کیا کہ اپنے تو اپنے بیگانے بھی ان کی فضیلت کا قصیدہ پڑھتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب عیسائی محققین آپ سے سوال کرتے تھے تو جواب ملنے کے بعد بے ساختہ کہتے تھے' یہ تو اللہ کے پاکؑ مسیحا ہیں' تعجب تو یہ ہے کہ آنے والا سائل خطہ ارض پر کہیں کا ہو' جس زبان کا جاننے والا ہو ' تو امام معصوم سائل کو اسی زبان میں جواب دیتے ہیں' ایسا کیوں نہ ہو یہ تو علم لدنی کے مالک ہیں۔

ایک شخص امام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

فرزند رسول شریعت اسلام میں لڑکے کے میراث میں دو حصے اور لڑکی کا ایک حصہ کیوں ہے؟ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ صنف نازک کو ایک اور طاقت ور کو دو حصے ملیں؟

امامؑ نے فرمایا: افسوس ہے کہ تم نے میراث کی تقسیم پر تو توجہ کر لی مگر فلسفہ احکام الٰہی کو نہیں جانتے ہو' اس لیے کہ اسلام نے حقوق اور فرائض کو الگ الگ نہیں رکھا بلکہ حقوق کے نظام کو فرائض الٰہی کے تابع بنایا ہے کہ اگر کسی کو حق ملتا ہے تو اس پر ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے' جس طرح اسلام میں مردوں کے فرائض عورتوں سے زیادہ ہیں یعنی عورتوں پر جہاد واجب نہیں ہے جب کہ مردوں پر واجب ہے۔ مردوں کے لیے نان و نفقہ فراہم کرنا واجب ہے جبکہ عورتوں کے لیے نہیں' پورے گھر کا بوجھ مرد کے ذمہ ہے جبکہ عورت پر نہیں' پس واضح ہے جس کے فرائض اور ذمہ داریاں زیادہ ہیں اس کے حق و حقوق بھی زیادہ ہوں گے۔

محمد بن یحییٰ سے روایت ہے کہ محمد بن حسن نے حضرت امام ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھ کر ایک مسئلے کا حل پوچھا: کیا ایک شخص پر میت کا قرض ثابت کرنے کے لیے اس کے وصی کے ساتھ ایک عادل کی گواہی کافی ہے؟

آپ نے جواباً تحریر فرمایا: اگر ایک عادل گواہی دیتا ہے تب بھی مدعی کو اپنے دعویٰ پر قسم کھانی ہوگی۔

راوی مزید کہتا ہے: کہ پھر امام سے استفسار کیا گیا' کیا وصی کے لیے جائز ہے کہ وہ میت کے بالغ یا نابالغ وارث کا گواہ بنے کہ میت پر یا کسی اور پر اس کا فلاں حق واجب ہے جبکہ وہ نابالغ کی طرف سے قابض بھی ہو۔ جواب: میں امامؑ نے تحریر فرمایا: ہاں! وصی کو چاہیے کہ وہ حق کو نہ چھپائے اور اس کے لیے گواہی دے۔ (سیرت آئمہ اہل بیت ج ۲ رص ر۵۵۹)

امام حسن عسکری علیہ السلام کی دینی خدمات

آپ کی بے شمار دینی خدمات کے علاوہ آپ کی ایک تفسیر بھی ہے جو تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام کے نام سے مشہور ہے۔ یہ تصنیف آپ کے دست مبارک کی نہیں ہے بلکہ آپ کے دروس تھے جن کو آپ کے شاگردوں نے تدوین کیا' ظاہر ہے کہ ترتیب جب غیر معصوم کی ہوگی تو تدوین میں خامیوں کا امکان ہو سکتا ہے' اس کے باوجود حضرت کے شاگردوں کی یہ کاوش قابل تحسین ہے' کیونکہ حضرت نے خانہ نشین رہ کر ان دورس کو اپنے شاگردوں کے سامنے بیان کیا اور تمام مشکلات کے باوجود خواہ سیاسی عوامل ہوں یا اقتصادی' تفسیر قرآن کی تدوین اور ترتیب دی۔

امام حسن عسکریؑ نے قرآن کی فضیلت کے متعلق اپنے اجداد طاہرین سے یوں نقل فرمایا:

حملة القرآن المخصوصون برحمة الله' الملبسون نور الله' المعلمون كلام الله' المقربون عند الله من والاهم

فقد والی الله' ومن عاداهم فقد عاد الله' و یدفع الله عن مستمع القرآن بلوی الدنیا وعن قاریه بلوی الآخرة ...... وقال رسول الله علیکم بالقرآن فانه الشفاء النافع والدواء المبارک۔

"رحمت پروردگار حاملان قرآن سے مخصوص ہے' وہ اللہ کے نور میں ملبوس ہیں اور اسی طرح خداوند عالم کے کلام کے معلم' اور اللہ کے مقرب بندے ہیں۔ جس نے ان سے محبت کی اس نے خدا سے محبت کی اور جو ان کا دشمن ہے وہ خدا کا دشمن ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت سننے والے کو خدا دنیاوی آفت و بلاء سے محفوظ رکھتا ہے اور قاری قرآن کو اخروی مصیبتوں سے امان دیتا ہے۔ جناب رسول خدا کا ارشاد گرامی ہے : تم قرآن کریم سے متمسک رہو۔ اس لیے قرآن نفع بخش شفا اور بابرکت دوا ہے۔"

پس امام کی زندگی کا مطالعہ کرنے سے یہ بات بخوبی سمجھ میں آتی ہے کہ آپ نے دین کے تحفظ اور اسلام سے دفاع کا عملی طور پر درس دیا ہے' جیسا کہ آپ نے اپنی پوری زندگی میں ہر قسم کے اغیار کے حملوں کا اسلامی نقطہ نظر سے جواب دیا جس کے نتیجے میں آج بھی آپ کی علمی خدمات (خواہ وہ علوم قرآن ہوں یا حدیث و درایت' فلسفہ و کلام ہو یا فقہ و اصول) کی بدولت آج مذہب اسلام ہر مکتب فکر سے زیادہ سر بلند ہے۔ اسی لئے تو علماء اسلام جنہوں نے احادیث اور تفاسیر کی کتابوں کا بغور مطالعہ کیا ہوگا وہ آپ کی علمی حیثیت و منزلت سے بخوبی

آگاہ ہوں گے' جبکہ تاریخ اسلام میں علماء و دانشور حضرات آپ کے علم و فضل کی گواہی دیتے نظر آتے ہیں' اس لیے کہ آپ ان کے لیے مشعل ہدایت کے مانند تھے۔ اور امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنی علمی سرگرمیوں اور کاوشوں کے ذریعے مختلف علوم و فنون میں افراد کی تربیت کی کہ جنہوں نے آپ سے تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے بعد متعدد تصانیف و تالیفات کے ذریعے علوم و فنون اور معارف اسلام کی ترویج کی۔ جس کی وجہ سے کثیر تعداد میں راویان حدیث اور محققین و مصنفین نے اپنی کتابوں میں امامؑ کا نام سرفہرست ذکر کیا ہے' ان کے علاوہ امامؑ نے اپنے خطوط اور استفتاءات کے ذریعے بھی دین اسلام کی تبلیغ کی۔ امام نے اپنے علم اور نگاہ بصیرت سے کفار اور ملحدین کی کج فکریوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ان کے غلط نظریوں کا منہ توڑ جواب دیا اور ساتھ ہی اپنی پاک سیرت و کردار کے ذریعہ اسلام کی علمی اور فکری بنیادوں کو مستحکم کیا اور اسلام کی سر بلندی کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہے۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی عبادت

آپ اپنے زمانے کے عابد ترین شخص تھے اور اسی طرح علم و عمل، زہد و تقویٰ اور مناجات خداوندی میں امت اسلام کے لیے نمونہ کامل تھے۔ عبادت پروردگار ہی انسان کے خلوص و پاکیزگی کا پتہ دیتی ہے اور خداوند عالم سے ارتباط اور وابستگی ایمان کی علامت ہے، اسی لیے تو آئمہ طاہرینؑ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ بات بخوبی واضح ہوجاتی ہے کہ ہمارے معصومین عبادت و مناجات میں اعلیٰ درجات پر فائز تھے۔

مثال کے طور پر ساتویں امامؑ کے متعلق تاریخ میں یوں رقم کیا گیا کہ آپ نے فرمایا: میرے پروردگار میں نے تجھ سے خلوت کی دعا کی تھی تا کہ میں جی بھر کر تیری عبادت کر سکوں، تو نے میری دعا قبول کر لی، پس تیری ہی حمد اور تیرا ہی شکر ہے۔ یہ جملے آپ کے جد امجد حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے زندان میں مناجات کے ہیں اور امام حسن عسکری علیہ السلام کی عبادت کا کیا کہنا کہ دشمنوں نے اپنی ساری توانائیاں استعمال کیں، لیکن آپ ان سختیوں اور مصیبتوں کے باوجود عبادت الٰہی میں مشغول رہے، کیوں نہ رہتے کہ آپ جیسا عابد و شاکر امام اپنے زمانے

میں نفس مطمئنہ کے مصداق حقیقی تھے اور تاریخ آپ کی عبادت اور مناجات کے تذکروں سے بھری پڑی ہے، ہم ان میں سے کچھ کو ذکر کرتے ہیں۔

عبید اللہ بن خاقان اپنے بیٹے احمد کے سامنے حضرت امام حسن عسکری کی یوں توصیف کرتا ہے: اگر بنی عباس کی حکومت کو زوال آجائے تو خلافت کے لیے بنی ہاشم میں سے حضرت امام حسن عسکری سے بہتر کوئی نہیں۔ اس لیے کہ آپ جیسا فضل و کرم، عفت و پاکدامنی، نماز و روزہ، تقویٰ و پارسائی، علم و حلم کسی میں نہیں۔ (۱)

محمد شاکری سے روایت ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی عبادت کا یہ عالم تھا کہ جب آپ سجدے میں جاتے تو سجدے کو اتنا طولانی کرتے کہ جب میں سو کر اٹھتا تو آپ کو حالت سجدہ میں پاتا تھا (۲)۔

مرحوم کلینیؒ سے منقول ہے: حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام قید خانہ کے اندر اپنا سارا وقت عبادت خدا اور یادِ پروردگار میں گزارتے تھے، جس کی وجہ سے قید خانے کا داروغہ جو آپ کو آزار و اذیت دینے پر مامور تھا، آپ کی عبادت کا حال دیکھ کر بہت متاثر ہوا۔

اصول کافی میں علی بن محمد نے عبدالغفار سے روایت کی ہے کہ جب امام حسن عسکری علیہ السلام کو سامرہ میں قید کیا گیا تو بنی عباس کے کچھ افراد جن میں صالح بن علی جیسے منحرف افراد بھی شامل تھے، صالح بن وصیف کے پاس آ کر امام حسن عسکری علیہ السلام پر مزید سختی کرنے کا مطالبہ کیا، تو اس نے جواب میں کہا: اس سے

(۱) (مناقب آل ابی طالب ج ۴ ص ۴۳۳ نورالابصار ص ۳۳۷، سیرت آئمہ اہل بیت ص ۵۵۳)

(۲) سیرت آئمہ اہلبیت ص ۵۴۷، ہدایتگران راہ نور ص ۱۵۷

بڑھ کر میں ان کے ساتھ اور کیا سختی کرتا کہ میں نے دو بدترین افراد کو آپؑ پر مامور کیا تھا مگر وہ دونوں حضرت کی عبادت سے موثر ہو کر نماز روزہ میں مشغول ہو گئے' پھر صالح کے حکم پر ان دونوں کو لایا گیا وہ ان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ تم پر وائے! تمہیں اس شخص (حضرت حسن عسکری ؑ نے کیا کر دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: تم اس شخص کے متعلق کیا پوچھتے ہو کہ جو دن میں روزہ رکھتا ہو اور پوری رات عبادت خدا میں بیدار رہ کر گزارتا ہو بلکہ ہر وقت عبادت خدا میں رہتا ہے' اور اس کی جلالت و ہیبت کا یہ عالم ہے کہ جب وہ ہماری طرف نگاہ اٹھا کر دیکھتا ہے تو ہمارے اندر لرزہ طاری ہو جاتا ہے' جس وقت عباسی جماعت نے یہ حال سنا تو سر جھکا لیا اور مایوس ہو کر واپس چلے گئے۔

اسی طرح ابو ہاشم داؤد کہتے ہیں:

حضرت امام حسن عسکری ؑ قید خانے میں روزہ رکھتے' آپ کی افطاری آپ کا غلام سیل بند ظرف میں لایا کرتا تھا' اس غذا میں سے تھوڑا سا تناول فرما کر بقیہ کھانا مجھے کھلا دیا کرتے تھے۔

(فصول المہمہ فی احوال الائمہ ص ر ۲۸۷' بہ انکران راہ نور ص ۱۴۲)

جی ہاں ایسا کیوں نہ ہو حضرت امام حسن عسکری ؑ سلسلہ امامت کے آفتاب تھے کہ جو اپنے نور سے عالم ہستی کو یوں منور فرما رہے تھے' جس طرح آفتاب کی روشنی نہاں خانوں سے چھن چھن کر اپنی نورانیت کا پتہ دیتی ہے' امام کی زندگی کا ہر لمحہ یاد خدا میں صرف ہوا' یہاں تک کہ جس کا اقرار دشمن نے بھی کیا اور

حقیقت میں فضیلت بھی وہ ہوا کرتی ہے کہ جس کا دشمن بھی اعتراف کرتے ہوں۔

الفضل ما اقربه الاعداء۔

چنانچہ محمد بن اسماعیل علوی سے روایت ہے کہ حاکم وقت مہتدی نے امام حسن عسکری ؑ کو علی بن اوتاش کی زیر نگرانی رکھا' یہ شخص آل محمد کا سر سخت دشمن تھا اور آل علی سے بے پناہ عداوت رکھتا تھا۔ چنانچہ اسے حکم دیا گیا کہ وہ امام پر جتنی سختی کر سکے کرے' کچھ دنوں تک اس نے اس حکم پر عمل کیا مگر جب اس نے آپ کی بزرگی و پاکیزگی کا مشاہدہ کیا تو آپکا مطیع ہو گیا یہاں تک کہ اس کا حال یہ تھا کہ وہ ہمیشہ آپ کی تعریفیں کیا کرتا تھا۔

پس امامؑ نے تنگ و تاریک قید خانوں میں رہ کر عبادت خداوندی کے ایسے نمونہ پیش کر کے اپنے پروردگار سے محکم رابطے کو منعکس کیا اور ہمیں یہ درس دیا کہ یاد خدا ہی مشکل ترین حالات کا سرمایہ ہے' دعا و عبادت ہی اطمینان نفس کا ذریعہ ہے ۔ آپ جتنا مادیات سے دوری اختیار کرتے جائیں گے اتنا ہی سکون قلب میں اضافہ ہوتا جائے گا ۔ امام کی مناجات اور راز و نیاز ہمارے لیے استقلال باطنی اور صبر و شکیبائی کا بہترین مظہر ہے۔

لہذا ہمیں چاہیے کہ اس سیرت طیبہ کا تحفظ کریں اور اس سیرت کو اپنی زندگی میں عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں اور ہمیں دعا کرنی چاہیے کہ خداوند ہمیں اس مظلوم کی سیرت کو عملی جامہ پہنانے اور زندہ کرنے کی توفیق دے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام کی سیاسی اور اخلاقی زندگی

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے آباء و اجداد کی طرح اسلام کے سیاسی نظام میں بھی حصہ لیا تا کہ طاغوتی نظام حکومت کا مقابلہ کر کے ظالموں کے ظلم کی مخالفت اور مظلوموں کی نصرت کر سکیں اور اسی طرح استبدادی حکومت اور ظالم حکرانوں کو اسلامی اقتدار کا مذاق اڑانے سے روکا جا سکے' حضرت نے ان مقاصد کے حصول کے لیے بہت سخت حالات کا سامنا کیا۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ اور طرح طرح کے آزار و اذیت کا سامنا کیا اور ساتھ ہی اپنے فرائض کی ادائیگی میں ایک لحظہ بھی غفلت نہیں برتی' یہاں تک کہ آپ کئی دفعہ جیل گئے اور کئی مرتبہ آپ کے قتل کی سازشیں تیار کی گئیں اور آپ کو ایک شہر کے قید خانے سے دوسرے شہر کے زندان میں منتقل کیا گیا' تا کہ حکومت کے جاسوس آپ کی مصروفیات سے باخبر رہیں۔ علاوہ ازیں امامؑ کو چاہنے والوں سے جدا کر کے عوامی طاقت سے امامؑ کو محروم رکھا جا سکے۔

بہر حال عباسی خلفاء کا یہ سلوک صرف امام حسن عسکری علیہ السلام سے نہیں تھا بلکہ آپ سے پہلے بھی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو سالہا سال قید خانوں میں رکھا گیا۔

یہاں تک امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی شہادت بھی زندان ہی میں ہوئی۔ عباسی حکومت کی آپ کے حرکات و سکنات پر کڑی نظر رکھنے کی وجہ یہ تھی تا کہ امام کی سیاسی اور فکری کوششوں کو ناکام بنایا جا سکے' لہٰذا انہیں وجوہات کی بنا پر امام کی سیاسی سرگرمیاں منظر عام پر نہ آ سکیں' مثال کے طور پر علی بن جعفر حلبی کا بیان ہے کہ ہم کچھ لوگ محلہ عسکری میں اکٹھے ہو کر امامؑ کا انتظار کر رہے تھے کہ اتنے میں امام کی جانب سے ایک نوشتہ آیا جو آپ کے دست مبارک سے تحریر شدہ تھا' خبردار تم میں سے کوئی بھی مجھے سلام نہ کرے اور نہ ہی مجھے کوئی اشارہ کرے کیونکہ تمہاری جان محفوظ نہیں رہے گی۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ظالم حکام کی جاسوسی کا نظام کتنا سخت تھا کہ تھوڑی سی غفلت قتل کا سبب بن جاتی یا کم سے کم اگر قتل نہیں تو قید میں ڈالنا معمولی بات تھی' یہاں تک کہ اظہار محبت کرنا جرم تھا اگرچہ وہ سلام یا عرض ادبی کیوں نہ ہو' حیرت تو یہ ہے کہ حکومت نے (ان کی عظمت و جلالت سے واقف ہونے کے باوجود) ان سے بغض و عناد کی انتہا کر دی' عباسی حکام کو یہاں تک معلوم تھا کہ آپ فرزند رسول' فضل و کمال کے اعلیٰ درجہ پر فائز' شریعت اسلام کے محافظ اور علم و حلم میں یگانہ روزگار ہیں مگر خواہشات نفسانی کے اسیروں کو اسلام سے زیادہ اپنی حکومت کے زوال کا خطرہ تھا' جس کی بناء پر امت مسلمہ کو ضلالت و گمراہی میں رکھا اور اپنے تخت و تاج کی حفاظت کی۔

ابو ہاشم جعفری' داؤد بن اسود سے نقل کرتے ہیں: ایک دن حضرت امام

حسن عسکری علیہ السلام نے مجھے بلایا' جب میں آپ کی خدمت میں پہنچا تو انہوں نے مجھے ایک گول سی لکڑی دی جو اندر سے پر نظر آ رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: اس کو عمری کے پاس لے جاؤ' میں وہاں سے روانہ ہوا تو راستے میں مجھے ایک خچر سوار سقاء ملا اور اس نے میرا راستہ روکا' تو میں نے راستے کو صاف کرنے کے لیے اس خچر کو لکڑی سے مارا' جس کی وجہ سے لکڑی ٹوٹ گئی اور میں نے دیکھا کہ لکڑی کے اندر کچھ خطوط تھے' میں نے فوراً ٹوٹی ہوئی لکڑی کو اپنی آستین میں چھپا لیا اور چل پڑا۔ ادھر سقا مجھے آوازیں دیتا رہا اور ساتھ ہی امام کو اور مجھے برا بھلا کہتا جا رہا تھا' جب میں منزل مقصود تک پہنچا تو عیسیٰ نے میرا استقبال کیا اور کہنے لگا امام نے پوچھا ہے تم نے خچر کو کیوں مارا تھا کہ جس کی وجہ سے لکڑی ٹوٹ گئی؟

میں نے کہا چونکہ میرے علم میں نہیں تھا کہ اس لکڑی کے اندر کوئی چیز بھی ہے۔

امام نے فرمایا: آخر ایسا کام کیوں کرتے ہو جس کی وجہ سے تمہیں عذر خواہی کرنا پڑے' کوئی بات نہیں دوبارہ ایسی غلطی مت کرنا یاد رکھو! جب بھی تمہیں کوئی برا بھلا کہے تو اس کی پروا نہ کرو اور اپنے کام سے کام رکھو' کیونکہ تمہیں معلوم ہے کہ ہمارے لیے حالات سازگار نہیں ہیں' لہٰذا اپنے کام کو بڑی ہوشیاری اور ظرافت سے انجام دو' اور تمہارے متعلق ہمیں سب باتیں پتہ چلتی رہتی ہیں۔ (1)

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ امام کی منظم سیاسی مہم تھی کہ جس کے ذریعے لوگوں کے فکر و شعور کو بیدار' اور حکام کے خفیہ مظالم کی نقاب کشائی کی جا

(1) ابن شہر آشوب' مناقب آل ابی طالب ج ر ۴۳۳' نقل از زندگانی حضرت امام حسن عسکری تحریر: علمائے لبنان کی ایک جماعت ترجمہ قاری حمید رضا۔ ک۔ ش۔ ص ر ۳۰' ۳۱

سکے۔ علاوہ ازیں امام نے لوگوں کو احساس ذمہ داری کا درس دیا اور فرمایا مقدس اہداف کے سلسلہ میں لوگوں کی چہ میگوئیوں اور نکتہ چینیوں کی طرف متوجہ نہ ہوں بلکہ الٰہی مشن کی تگ و دو کے لیے مصروف عمل رہیں' یہ نہ دیکھیں کہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں بلکہ اپنے کام کو جاری رکھیں' چونکہ زمانے کے طاغوت اذہان کو منتشر کرنے کے لیے طرح طرح کی پالیسیاں اور پروگرام بناتے ہیں تا کہ پرواز فکر منجمد ہو اور لوگوں کو ایسے معاملات میں الجھا کر رکھ دیا جائے کہ انہیں صحیح صورت حال کی آگاہی ہی نہ ہو سکے' امام نے ابو ہاشم جعفری کو تلقین فرمائی کہ فریضہ کی انجام دہی میں مصروف رہو اور لوگوں کی گفتگو پر توجہ نہ دو شاید امام نے اس آیت اذا خاطبھم الجاھلون قالوا اسلاما پر عمل کرنے کی طرف اشارہ کیا ہو اس بات سے پتہ چلتا ہے کہ فریضہ کی انجام دہی اور احساس ذمہ داری کس قدر اہم ہے۔

امام نے یہ بھی تاکید فرمائی کہ اپنی زندگی میں اپنے افعال و کردار پر کڑی نظر رکھو' جو کام کرنا ہو سوچ سمجھ کر انجام دو تا کہ اپنے کام پر نادم نہ ہونا پڑے کیونکہ فکر و شعور سے کام کرنا عذر خواہی سے کہیں بہتر ہے' لہٰذا ایک انسان کامل کی مانند زندگی بسر کرو۔

مذکورہ واقعہ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ ان دقیانوسی حکومتوں کے خطر ناک حالات کے باوجود اپنی پوری قوت کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے تیار اور اپنے ماننے والوں کو مکمل لائحہ عمل دے کر نہایت صبر و استقامت کے ساتھ اپنے مقدس اہداف کی جانب گامزن رہے۔ جب آپ نے دیکھا کہ عباسی حکومت میں

انہی حالات کے پیش نظر وہ مسائل پیدا ہوئے کہ حکومت کی باگ ڈور غلاموں اور ترکوں کے ہاتھ میں آگئی اور حکومت سیاسی اعتبار سے بری طرح ناکام ہوئی' لہٰذا انہوں نے پالیسی بنائی کہ امامؑ اور آپ کے ساتھیوں کو ڈراؤ دھمکاؤ کہ جس میں وہ لوگ کامیاب نہ ہو سکی اور ڈرانے' دھمکانے کی پالیسی خود اس بات کی دلیل تھی کہ حکومت اپنی سیاست اور اپنے طریقہ کار میں ناکام ہو چکی تھی۔ اگر چہ حکومت وقت کی پوری پوری کوشش رہی کہ امام کی اجتماعی حیثیت کو ختم کر دیا جائے مگر یہ حکومت کی غلط فہمی تھی۔ اس کے علاوہ عباسی حکومت نے ایک پالیسی تیار کی کہ لوگوں کو بغیر جرم کے گرفتار کیا جائے' اسی پالیسی کے تحت حضرت کو گرفتار کیا گیا اگر چہ گرفتاری کی علت تمام لوگوں کو معلوم تھی کہ متوکل کے دل میں آل رسول کا بغض و حسد شعلہ ور ہے' اسی لیے بے بنیاد بہانے بنا کر حضرت کو گرفتار' جلاوطن کیا گیا اور طرح طرح کے مظالم ڈھائے گے۔ بہر حال حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے تمام مظالم کے باوجود اسلامی اقتدار کا تحفظ اور امت مسلمہ کو ظلم سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کی اور حالات سے نمٹنے کیلئے اچھی سے اچھی حکمت عملی تیار کی تا کہ اسلام کا موقف محفوظ رکھا جا سکے۔

شیعوں کی فکری تربیت

امام نے اپنے عہد امامت میں ظالم حکومتوں کے مقابل میں اپنے شیعوں کی سرپرستی اور ان کی علمی و فکری بنیادوں کو مستحکم کیا تا کہ وہ فکری بیداری کے ساتھ شاہراہ پہ گامزن رہیں' ہمیشہ انہیں اسلامی فکر دیتے تھے تا کہ وہ با ایمان ہر اول دستے کی شکل سے آگے بڑھ سکیں' امام اکثر اوقات انہیں حکومت وقت کے ہتھکنڈوں سے خبر دار کرتے تھے کیونکہ بنی امیہ کی نسبت بنی عباس کا دور حکومت طولانی تھا اور اسی دور کو آئمہ معصومین اور شیعوں کیلئے مشکل ترین دور جانا جاتا ہے۔

تاریخ انسانیت اس بات پر شاہد ہے کہ ایسی کوئی مذہبی تحریک نظر نہیں آتی کہ جسے ملت تشیع کی طرح آزار و اذیتیں اور اتنی سختیوں سے دو چار ہونا پڑا ہو بلکہ آج بھی پوری تاریخ اسلام عالم تشیع پہ جو ظلم ڈھائے گئے ہیں' ان پہ نوحہ کناں ہے۔ مگر عاشقان پاک طینت کا کیا کہنا کہ جو دشمن کے ظلم و تشدد کے مقابل سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنے رہے اور کسی طاغوت کے سامنے سر نہ جھکایا' آخر ایسا کیوں نہ ہو کہ جن کی فکری تربیت آئمہ معصومینؑ نے کی ہو وہ بھلا کسی ظالم کے سامنے سر جھکا دیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام کے دور امامت میں ایران' عراق' یمن' حجاز' مصر

اور دیگر ممالک میں لاکھوں کی تعداد میں شیعہ آباد تھے اور اپنے دینی و دنیاوی مسائل اور مشکلات میں آپ سے رجوع کیا کرتے تھے جن کے خمس کی رقم آپ کے ان وکلاء کے توسط سے آپ تک پہنچتی تھی جو آپ کی طرف سے وجوہات شرعیہ کی جمع آوری پہ مامور تھے۔

شیخ طوسی اپنی کتاب "الغیبہ" میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے ایک وکیل جن کا نام عثمان بن سعید تھا کہ جنہیں سمان (روغن فروش) کہتے تھے کیونکہ وہ امام کے معاملات کو خفیہ رکھنے کیلئے "روغنیات" کی تجارت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ خمس کی رقم شیعہ آپ کے سپرد کرتے تھے تو پھر عثمان بن سعید اس رقم کو حکومت کے خوف سے روغن والے برتنوں میں رکھ کر امامؑ تک پہنچا دیتے تھے۔

اور دوسری طرف امام نے کر دیا ورنہ اگر امام ویسے بھی دعا کرتے تو بارش ہو جاتی مگر نماز پڑھ کر اپنے معبود کی عظمت کو روشن کیا' اور دعا مانگ کر عبد و معبود کے رابطے کو عملی طور پر قائم کیا' اس لیے کہ کہیں ناقص الایمان نصیری کے مکتب فکر کی طرف نہ بڑھیں۔ یہی سب سے بڑا شرف ہے کہ آئمہؑ کو جہاں بھی موقعہ ملا انہوں نے اپنے پروردگار کی عظمت اجاگر کیا اور بتایا کہ اگر کوئی بھی کمال چاہتے ہو تو وہ پروردگار کی عبودیت میں منحصر ہے۔ جوں جوں بندگی کرتے جاؤ گے اسی طرح فضائل و کمالات کے دروازے کھلتے جائیں گے۔

امام کا بغیر سوال کے جواب

ابو ہاشم جعفری کی روایت ہے کہ میں ایک دن امامؑ کی خدمت میں حاضری کے لیے نکلا' راستہ میں خیال آیا کہ امام سے آج انگوٹھی کے لیے ایک نگینہ کی درخواست کروں گا' جسے تبرک کے طور پر انگوٹھی بنوا کر پہنوں گا' جب امام کی خدمت میں حاضر ہوا تو باتوں میں اس قدر محو ہو گیا کہ نگینہ مانگنا بھول گیا' جب امام سے رخصت ہونے کی اجازت چاہی تو امام نے اپنے دست مبارک سے انگوٹھی اتار کر مجھے دی اور فرمایا: تم یہ چاہتے تھے کہ نگینہ لے کر چاندی کی انگوٹھی بنواؤں تو تم تیار شدہ انگوٹھی لے لو اور یہ تمہیں مبارک ہو۔

(بحارالانوار ج ۵۰ باب معجزات امام)

حکمرانوں کے ظالمانہ رویے کی بناء پر شیعوں کی اقتصادی اور معاشی مشکلات میں ان کی دستگیری فرماتے اور پھر امامؑ اپنے اصحاب کو تقیہ اور حالات سے نمٹنے کی تلقین کیا کرتے تھے حتی کہ آپ انہیں قید خانوں میں بھی محتاط طریقہ سے رہنے کی سفارش کرتے تھے۔

ایک دفعہ آپ کے کچھ اصحاب گرفتار ہوئے اور صالح بن وصیف کی نگرانی میں رکھے گئے' ان گرفتار ہونے والوں میں ابو ہاشم جعفری' داؤد بن قاسم' محمد بن

ابراہیم عمری اور حسن بن محمد عقیقی بھی تھے۔ امام نے انہیں زندان کے اندر ایک شخص سے نہایت محتاط رہنے کے متعلق سفارش کی جو اپنے آپ کو علوی ظاہر کرتا تھا جب کہ وہ علوی نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا: یہ شخص علوی نہیں ہے اس سے احتیاط کرو' اس نے خلیفہ وقت سے متعلق تمہاری باتیں لکھ کر لباس میں چھپا رکھی ہیں۔ تا کہ وہ خلیفہ کو بتائے۔ اسی وقت بعض لوگ اٹھے اور اس کے لباس کی تلاشی لی تو انہیں وہ تحریر ملی جس میں گفتگو کے اہم حصے بطور کامل لکھے ہوئے تھے۔ (۱)

عباسی حکام نے امامؑ کے دوستوں اور اصحاب پر کڑی نگاہ رکھی اور انکو ڈرایا دھمکایا تا کہ امام کے دستور پر کوئی عمل کرنے کی کوشش نہ کرے' اس کے علاوہ انہوں نے ضمیروں کا سودا کرنے کے لیے بھی کافی اسباب فراہم کیے۔ان پالیسیوں کے مقابل امام نے لوگوں کے اذہان کو بیدار کر کے حقائق سے روشناس کیا' انہیں وعظ و نصیحت کے ساتھ ساتھ ان کی حوصلہ افزائی کی۔ امام نے بلند ہمتی کا درس دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: وہ نادار جو ہمارا ساتھ دے اس تونگر سے بہتر ہے جو ہمارے مخالفین کا ساتھی ہو۔ہمارے دشمنوں کے ساتھ جینے کے بجائے ہماری محبت میں قتل ہو جانا غنیمت ہے' ہم ان لوگوں کی پناہ گاہ ہیں جو ہم سے رہنمائی حاصل کرنے کے خواہش مند ہیں جو ہم سے حفاظت کے خواہاں ہیں ہم ان کے محافظ ہیں جو ہم سے محبت کرے گا وہ جنت کے بلند درجات میں ہمارے ساتھ رہے گا۔ اور جو ہم سے دوری اختیار کرے اس کی منزل جہنم ہے۔

(کشف الغمہ ج ر۲۱۱ نقل از آئمہ معصومین کی سیاسی زندگی کا جائزہ ص ر۳۰۲)

(۱) اعلام الوریٰ' اعلام الہدیٰ ص ر۳۵۲ مطبوعہ مصر بیروت

چالیس حدیثیں

حضرت امام عسکری علیہ السلام کی پاک اور پاکیزہ سیرت سے آشنا ہونے کیلئے چالیس حدیثوں کو نقل کرتے ہیں۔ اس امید کے ساتھ کہ خداوند عالم ان احادیث کے فیوضات و برکات سے ہمیں بہرہ مند کرے' اور ہم اہل بیت کی پاک تہذیب سے فیض یاب ہوسکیں۔

حدیث نمبر ۱:

قال الامام الحسن العسکری علیہ السلام : ان الوصول الی الله عزو جل سفر لایدرك الا بامتطاء الليل

"خداوند قدوس سے قربت حاصل کرنا فقط شب زندہ داری ہی کے ذریعہ ممکن ہے۔"

(میزان الحکمۃ ج ر۸' ص ر۱۱۱' بحارالانوار' ج ر۷۵ ص ر۳۸۰)

حدیث نمبر ۲:

قال الامام الحسن العسکری علیہ السلام اکثروا ذکر الله وذکر الموت وتلاوة القرآن والصلاة علی النبی فان

الصلاۃ علی رسول اللہ عشر حسنات۔

"تم ذکر خدا، ذکر موت اور تلاوت قرآن کثرت سے کرو اور محمد و آل پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجو، کیونکہ ان پر صلوات پڑھنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں۔" (تحف العقول، ص ر ۴۸۷)

حدیث نمبر ۳:

قال الامام الحسن العسکری علیہ السلام : علامات المومن خمس : صلاۃ احدی والخمسین رکعۃ وزیارۃ الاربعین والتختم بالیمین وتعفیر الجبین و الجہر ببسم اللہ الرحمن الرحیم۔

مومن کی پانچ علامتیں ہیں:

(۱) ۵۱ رکعت نماز (۱۷ رکعت نماز پنجگانہ اور ۳۴ رکعت نوافل) کا دن رات میں پڑھنا۔

(۲) زیارت اربعین پڑھنا۔

(۳) دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا۔

(۴) خاک پر سجدہ کرنا۔

(۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو بلند آواز سے پڑھنا۔

(بحار الانوار ج ر ۹۵ ص)

حدیث نمبر ۴ :

قال الامام الحسن عسکری علیہ السلام : لیست العبادۃ

کثرۃ الصلاۃ والصوم انما العبادۃ التفکر فی امر اللہ۔

"عبادت فقط نماز و روزہ ہی نہیں ہے بلکہ اللہ کے امر میں تفکر کرنا بھی عبادت ہے۔" (بحار الانوار ج ر ۷۱ ص ر ۳۲۵)

حدیث نمبر ۵ :

قال الامام الحسن العسکری علیہ السلام : جعلت الخبائث فی بیت والکذاب مفاتیحھا۔

"تمام خبائث (برائیں) کو ایک گھر میں جمع کیا گیا اور اس گھر کی کنجی جھوٹ ہے۔" (اعلام الدین ص ر ۳۱۴)

حدیث نمبر ۶:

قال الامام الحسن العسکری علیہ السلام : من وعظ اخاہ سراً فقد زانہ ومن وعظہ علانیۃ فقد شانہ۔

"جو اپنے مومن بھائی کو مخفی طور پر نصیحت کرے گویا اس نے اسے عزت بخشی اور جس نے اسے اعلانیہ طور پر نصیحت کی اس نے گویا اسے ذلیل کیا۔" (تحف العقول ص ر ۵۲۰)

حدیث نمبر ۷ :

قال الامام الحسن العسکری علیہ السلام : التواضع نعمۃ لا یحسد علیھا۔

ترجمہ۔ تواضع ایسی نعمت ہے جس پر حسد نہیں کیا جاتا۔

(وسائل الشیعہ ج ر ۱۲ ص ر ۹۸)

حدیث نمبر ۸ :

قال الامام الحسن عسکری علیہ السلام : ما من بلیۃ الا وللہ فیھا نعمۃ تحیط بھا

"دنیا میں کوئی بھی ایسی بلاء و مصیبت نہیں ہے' کہ جس میں خداوند عالم کی طرف (انسان کے لیے) ایک نعمت پوشیدہ نہ ہو۔" (میزان الحکمۃ ج ۱/ص ۳۸۷)

حدیث نمبر ۹:

قال الامام الحسن عسکری علیہ السلام : ما اقبح باالمومن ان تکون له رغبة تذله

ایک مومن کے لیے کتنی بڑی بات ہے کہ وہ ایک ایسی چیز کی طرف رغبت کرے کہ جو اس کے لیے باعث ذلت و خواری ہو۔

(تحف العقول ص ۵۱۰)

حدیث نمبر ۱۰:

قال الامام الحسن العسکری علیہ السلام : اوصیکم بتقوی اللّٰه' والورع فی دینکم' والاجتهاد لله' وصدق الحدیث' واداء الامانة الی من ائتمنکم من بر اوفاجر وطول السجود وحسن الجوار' فبهذا جاء محمد۔

(میزان الحکمۃ ج ۱۰/ص ۳۹۱)

"میں تمہیں تقویٰ الٰہی اختیار کرنے اور اپنے دین میں ورع (احتیاط عمل) اختیار کرنے کی' اللہ سے تقرب کی کوشش کرنے' ہمیشہ گفتگو میں سچائی' صاحب امانت کو اس کی امانت ادا کرنے کی ولو امانت دینے والا نیک ہو یا بد (مومن ہو یا کافر) اور اس طرح سجدہ الٰہی میں طول اور اپنے اپنے ہمسائیوں کے

ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ پیغمبر اکرمؐ انہی امور کے لیے مبعوث ہوئے تھے۔"

حدیث نمبر ۱۱:

قال الامام الحسن العسکری علیہ السلام : اورع الناس من وقف عند الشبهة اعبد الناس من اقام علی الفرائض' ازهد الناس من ترك الحرام اشد الناس اجتهاداً من ترك الذنوب (تحف العقول ص: ۵۱۹)

"لوگوں میں پارسا ترین شخص وہ ہے کہ جو اپنے آپ کو مشکوک موارد سے محفوظ رکھے' اور عابد ترین شخص وہ ہے جو واجبات کی ادائیگی پر قیام کرے' زاہد ترین شخص وہ ہے جو حرام کاموں سے باز رہے اور سعی و کوشش میں مضبوط ترین شخص وہ ہے کہ جو اپنے آپ کو گناہوں سے محفوظ رکھے۔"

حدیث نمبر ۱۲:

قال الامام الحسن العسکری علیہ السلام : قلب الاحمق فی فمه وفم الحکیم فی قلبه (تحف العقول ص ۵۱۹)

"بے وقوف کا دل اس کے منہ میں اور عقلمند کا منہ اس کے دل میں ہوتا ہے۔"

حدیث نمبر ۱۳:

قال الامام الحسن العسکری علیہ السلام : من تعدی فی طهوره کان کناقضه۔

جو وضو، غسل اور طہارت میں حد سے زیادہ شک کرے گویا اس کی طہارت ناقص ہے۔ (الحدیث ج ۲/ ص ۸۷)

حدیث نمبر: ۱۴

قال الامام الحسن العسکری علیہ السلام: صدیق الجاهل تعب

"نادان دوست باعث مصیبت ہے۔"

(تحف العقول ص / ۵۴۰ نقل از چہل مجلس ہزار و یک حدیث، تالیف احمد دہقان سال طبع ۲۰۰۲)

حدیث نمبر ۱۵:

قال الامام الحسن العسکری علیہ السلام: خصلتان لیس فوقهما الشیء الایمان بالله ونفع الاخوان

"دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی شی نہیں۔

- اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنا۔
- بھائیوں کو فائدہ پہنچانا۔"

(تحف العقول ص / ۵۴۰)

حدیث نمبر ۱۶:

قال الامام الحسن العسکری علیہ السلام: لیس من باب الادب اظهار الفرح عند المحزون

(بحار الانوار ج / ۷۸ ص ۳۷۴)

"غمزدہ شخص کے سامنے خوشی کا اظہار کرنا بے ادبی ہے۔"

حدیث نمبر ۱۷:

قال الامام الحسن العسکری علیہ السلام: أكيس الكيّسين من حاسب نفسه و عمل لها بعد الموت

"ہوشیار افراد میں سب سے زیادہ عقلمند وہ ہے کہ جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے (اور ایسا عمل کرے) جو اسے موت کے بعد کام آئے" (وسائل الشیعہ ج / ۱۶ ص / ۹۸)

حدیث نمبر ۱۸:

قال الامام الحسن العسکری علیہ السلام: لا تمار فیذهب بهاؤك ولا تمارح فيجترأ عليك

"لڑائی جھگڑا (جنگ وجدال) مت کرو، کیونکہ اس سے تمہاری شخصیت ختم ہوگی اور (ساتھ ہی) کسی سے مذاق بھی نہ کرو کیونکہ مذاق سے مد مقابل کو تم پر جسارت کرنے کی جرأت ہوگی۔"

(بحار الانوار ج / ۷۵ ص / ۳۷۱، میزان الحکمۃ ج ۹ / ص / ۱۳۵)

حدیث نمبر ۱۹:

قال الامام الحسن العسکری علیہ السلام: من التواضع السلام علی کل من تمر به والجلوس دون شرف المجلس۔ (میزان الحکمۃ ج / ۱۰ ص / ۵۱۶)

"تواضع اور انکساری کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ ہر گزرنے والے کو سلام کرے اور کسی محفل میں داخل ہوتے وقت صدر مجلس کی تلاش میں نہ رہے بلکہ جہاں بھی جگہ مل جائے وہیں پہ بیٹھ جائے۔"

حدیث نمبر ۳۰:

قال الامام الحسن العسکری علیہ السلام: اقل الناس راحة الحقود (تحف العقول ص/۵۱۹)

"سب سے زیادہ بے چین وہ شخص ہے کہ جو لوگوں سے بغض وکینہ رکھتا ہو۔"

حدیث نمبر ۳۱:

قال الامام الحسن العسکری علیہ السلام: من رکب ظهر الباطل نزل به الندامة۔

"جو شخص باطل کی پشت پر سوار ہو گا وہ ندامت کے ساتھ سقوط کرے گا۔ (یعنی پشیمانی سے دو چار ہو گا)

(بحار الانوار ج/۷۵ص/۳۷۹)

حدیث نمبر ۳۲:

قال الامام الحسن العسکری علیہ السلام: من رضی بدون الشرف من المجلس لم یزل الله وملائکته یصلون علیه حتی یقوم۔ (بحار الانوار ج/۷۵ص/۳۶۵)

"جو شخص صدر مجلس کے علاوہ بیٹھنا پسند کرے تو خدا وند متعال اور اس کے فرشتے اس وقت تک اس پر درود بھیجتے ہیں جب تک کہ وہ وہاں سے نہیں اٹھتا۔"

حدیث نمبر ۳۳:

قال الامام الحسن العسکری علیہ السلام: من انس بالله استوحش من الناس

"جسے خداوند عالم سے انس و محبت ہو جائے وہ لوگوں (کے تعلقات) سے بھاگتا ہے۔" (بحار الانوار ج/۷۵ص/۳۷۹)

حدیث نمبر ۳۴:

قال الامام الحسن العسکری علیہ السلام: شیعة علی هم الذین یؤثرون اخوانهم علی انفسهم ولو کان بهم خصاصة، هم الذین لایراهم الله حیث نهاهم ولا یفقدهم حیث امرهم وشیعة علی هم الذین یقتدون بعلی فی اکرام اخوانهم المومنین۔

(میزان الحکمۃ ج/ص/۲۳۱)

"حضرت علیؑ کے شیعہ وہ ہیں کہ جو اپنے دینی بھائیوں کی ضرورت کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہوں، جبکہ وہ خود ضرورتمند ہوں، اور یہ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے نہی کردہ امور سے پرہیز کرتے ہیں اور جس چیز کا اللہ نے انہیں حکم دیا ہے، اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور اپنے مولیٰ علیؑ کی سیرت پر عمل کر کے اپنے دینی برادران کی عزت وتکریم کرتے ہیں۔"

حدیث نمبر ۳۵:

قال الامام الحسن العسکری علیہ السلام: ان الرجل اذا ورع فی دینه وصدق فی حدیثه وادی الامانة وحسن خلقه مع الناس قیل: هذا شیعی فیسرنی ذلك

(تحف العقول ص ر ۵۲۰)

"جب کوئی اپنے دین میں باورع (پارسا) گفتگو میں سچا اور اداء امانت کا پابند' اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق والا ہو' تو ایسا شخص ہمارا شیعہ ہے اور اس کے ایسے کاموں سے ہمیں خوشی ہوتی ہے۔"

حدیث نمبر ۳۶:

قال الامام الحسن العسکری علیہ السلام: اتقوا الله وکونوا زیناً ولا تکونوا شیناً (تحف العقول ص / ۵۱۸)

"تقویٰ الٰہی اختیار کرو اور ہمارے لیے باعث زینت بنو نہ ذلت۔"

حدیث نمبر ۳۷:

قال الامام الحسن عسکری علیہ السلام: الله هو الذی یتأله الیه عند الحوائج والشدائد کل مخلوق عند انقطاع الرجاء من کل مادونه

(بحار الانوار ج ر ۷۵ ص ر ۳۷۱' میزان الحکمۃ ج ۹ر ص ر ۱۳۵)

"جب انسان سختیوں اور مصیبتوں میں گھر کر رہ جاتا ہے اور

غیر خدا سے ناامید ہو جانے کے بعد جس ذات کی طرف متوجہ ہوتا ہے' اس ذات کا نام اللہ ہے۔"

حدیث نمبر ۳۸:

قال الامام الحسن العسکری علیہ السلام: والله لیغیبن غیبة لا ینجوا فیها من الهلکة الا من ثبت الله عزوجل علی القول بامامته و وفقه الدعاء بتعجیل فرجه۔

"خدا کی قسم حضرت امام مہدیؑ کی غیبت اس قدر طولانی ہو گی کہ اس کی غیبت کے زمانے میں کوئی بھی ہلاکت سے نجات نہیں پائے گا' مگر وہ لوگ کہ جن کے دلوں میں امامت مہدیؑ کا عقیدہ اللہ کی طرف سے راسخ ہو چکا ہو گا اور خدا نے انہیں توفیق دی ہو گی کہ امام زمانہ (عج) کے ظہور کے تعجیل کی دعا کریں۔" (کمال الدین ج ۲ر ص ر ۳۸۴)

حدیث نمبر ۳۹:

قال الامام الحسن عسکری علیہ السلام: فرض الله تعالیٰ الصوم' لیجد الغنی مس الجوع فیحنو علی الفقیر۔

(من لا یحضرہ الفقیہ ج ۲ر حدیث ر ۱۷۳۳' تحلیلی از زندگانی امام حسن عسکری ص ر ۱۱۶)

"خداوند عالم نے روزے کو اس لیے واجب کیا کہ امیر بھوک کی شدت کا احساس کر سکے تا کہ فقیر پر توجہ دے۔"

حدیث نمبر ۴۰:

قال الامام الحسن العسکری علیہ السلام: المومن برکة علی

المومن وحجة على الكافر۔

"مومن کا وجود دوسرے مومن کے لیے باعث برکت ہے اور کافر کے لیے اتمام حجت ہے۔ (تحلیل از زندگانی امام حسن عسکری ص ۱۱۸)

حدیث نمبر ۳۱:

قال الامام الحسن العسکری علیہ السلام: ریاضة الجاهل ورد المعتاد عن عاداته كالمعجز۔

"جاہل کی تربیت کرنا اور کسی شخص کی عادت چھڑوانا معجزے سے کم نہیں۔" (تحلیل از زندگانی امام حسن عسکری ص ۱۱۹)

حدیث نمبر ۳۲:

قال الامام الحسن العسکری علیہ السلام: لا تكرم الرجل بما يشق عليه۔

"کسی کا اس قدر احترام نہ کرو کہ جو اس کے لیے باعث مشقت ہو۔" (تحف العقول ص ۵۲۰)

حدیث نمبر ۳۳:

قال الامام الحسن العسکری علیہ السلام: كفاك ادباً تجنبك ماتكره من غيرك۔

"تمہیں غیروں کی جس بات سے نفرت ہو، اس سے اپنے آپ کو بچانا ہی تمہارے ادب کے لیے کافی ہے۔"
(تحلیل از زندگانی امام عسکری ص ۱۲۰)

حدیث نمبر ۳۴:

قال الامام الحسن العسکری علیہ السلام: خير اخوانك من نسي ذنبك اليه وذكر احسانك اليه

"تمہارا بہترین دوست وہ ہے جو تمہاری خطاؤں سے درگزر کرے اور جو تم نے کے اوپر احسان کئے ہیں، انہیں یاد رکھے۔" (تحلیل از زندگانی امام عسکری ص ۱۲۰)

حدیث نمبر ۳۵:

قال الامام الحسن العسکری علیہ السلام: حسن الصورة جمال ظاهر وحسن العقل جمال باطن

چہرے کی خوبصورتی ظاہری جمال ہے اور عقل کی خوبصورتی باطنی جمال ہے۔ (تحلیل از زندگانی امام عسکری ص ۱۲۰)

حدیث نمبر ۳۶:

قال الامام الحسن العسکری علیہ السلام: بسم الله الرحمن الرحيم أقرب الى اسم الله الاعظم من سواد العين الى بياضها

"کلمہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم سے، آنکھ کی سیاہی اور سفیدی سے بھی زیادہ قریب ہے۔"
(تحلیل از زندگانی امام عسکری ص ۱۲۰)

حدیث نمبر ۳۷:

قال الامام الحسن العسکری علیہ السلام: بئس العبد، عبد

ذا وجهین وذا لسانین یطری اخاه شاهداً او یاکله

غائباً ' ان اعطی حسده وان ابتلی خانه

"دوہرے منہ اور زبان والا شخص بہت برا ہے کہ جو اپنے بھائی کے سامنے اس کی تعریف کرے اور اس کی عدم موجودگی میں اس کی برائی کرے اور اگر اسے کوئی نعمت ملے تو اس پر حسد کرے اور اگر اس پر کوئی مشکل پڑے تو منہ چھپائے۔"

(بحارالانوار ج ۷۵/ ص/ ۳۷۹)

حدیث نمبر ۳۸:

قال الامام الحسن العسکری علیہ السلام: الغضب مفتاح کل شر'

"غصہ ہر برائی کی جڑ (کنجی) ہے۔"

(تحلیل از زندگانی امام عسکری ص/ ۱۱۸)

حدیث نمبر ۳۹:

قال الامام الحسن العسکری علیہ السلام: لا یعرف النعمة الا

الشاکر' ولا یشکر النعمة الاالعارف

(تحلیل از زندگانی امام عسکری ص/ ۲۱)

"نعمت کی قدر کوئی نہیں جانتا' سوائے شکر گزار کے اور نعمت پر شکر کوئی نہیں کرتا مگر با معرفت انسان۔"

حدیث نمبر ۴۰:

قال الامام الحسن عسکری علیہ السلام: ان کلام الله فضلاً

علی الکلام کفضل الله علی خلقه و لکلامنا فضل

علی کلام الناس کفضلنا علیهم۔

(تحلیل از زندگانی امام عسکری ص/ ۱۳۲)

"بے شک اللہ تعالیٰ کا کلام بقیہ کلاموں سے اس طرح بافضیلت ہے جس طرح اس کی ذات تمام مخلوق پر' اور ہم اہل بیت کا کلام لوگوں کے کلام پر اس طرح فوقیت رکھتا ہے جس طرح ہمیں ان پر فضیلت حاصل ہے۔"

فصل دوم

امام حسن عسکری علیہ السلام کے دور امامت میں سیاسی حکام

امام حسن عسکری علیہ السلام کے
دور امامت میں سیاسی حکام

اگرچہ یہ بات مسلم ہے کہ نظام امامت کے لیے قیادت اور رہبری جزء لاینفک ہے' لیکن مکر غاصب اور جابر حکمرانوں نے خاندان رسالت کے تمام رہنماؤں کو اس حق سے محروم رکھا۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا دور تین عباسی خلفاء (معتز' مہتدی اور معتمد) کی حکومت میں گزرا' ان تینوں نے گمراہی پھیلانے کے لیے دم توڑ کوششیں کی' ظلم و جور ان کی سیاست کا مہم حصہ تھا' عباسی حکومتوں میں اخلاق کا نام و نشان نہیں تھا' وہ حکومت و خلافت کو شاہی نظام کی طرح سمجھنے لگے یعنی بیٹا باپ کی موت کے بعد حکومت کو ترکہ وارثت سمجھ کر پانے لگا۔ البتہ یہ طریقہ کار بنی امیہ کی ایجاد کردہ بدعتوں میں سے ہے' جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ بنی امیہ نے زبردستی حکومت پر قبضہ کیا' اور معاویہ کو حاکم مقرر کیا اور یہ سلسلہ چل نکلا کہ

معاویہ کے بعد یزید جیسا فاسق و فاجر برسر اقتدار آیا اور اس کے بعد دوسرے اموی حکام قابض رہے' چنانچہ بنی عباس نے بھی اس منحوس روش پر بڑھ چڑھ کر عمل کیا' جس کے نتیجے میں عباسیوں کی سیاہ کاریوں پر تاریخ گواہ ہے' مثال کے طور پر مامون اور امین (ہارون رشید کے بیٹوں) کے درمیان اقتدار حاصل کرنے کے لیے شدید جنگ ہوئی اور مامون نے امین کو قتل کروا کر اور اس کا سر طشت طلائی میں رکھ کر دربار میں منگوایا' جس تاریخ کے اندر بھائی بھائی کا احترام نہیں' اس میں سماج کی فلاح و بہبود کا کیا تصور؟ اس سے بڑھ کر منتصر نے اپنے باپ متوکل کو قتل کروایا اور پھر اپنے دونوں بھائیوں کو حکومت سے برطرف کیا' تا کہ اپنی حکومت کی بنیادوں کو محکم کر سکے (مزید معلومات کے لیے تاریخ یعقوبی ج ۲ کا مطالعہ کریں۔)

امام حسن عسکری نے ان جیسے خود غرض حکمرانوں کے دور میں زندگی گزاری اور عوام کو ان کی کارستانیوں سے آگاہ کیا۔ عباسی حکام نے حکومت کو بازیچہ اطفال بنا رکھا تھا اور بیت المال کو بے دریغ خرچ کرنا اپنا معمول بنا لیا تھا کہ جو ان کی تباہی کا باعث بنا' یہاں تک کہ معتز کی حکومت کو سال بھی نہیں گزرا تھا کہ ترکوں نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ اور معتز کے بعد ۲۵۵ ہجری میں مہتدی عباسی محمد بن واثق تخت خلافت پر بیٹھا۔ جس کے متعلق یعقوبی یوں رقم طراز ہیں:

"مہتدی نے ترکوں کو برطرف کر کے ان کی جگہ اپنے بیٹوں کو منصوب کیا۔ جب ترکوں نے ان حالات کو دیکھا تو اس پر تنقید کی' مہتدی نے ترکوں کے ایک گروہ کو اپنے پاس بلایا' اس گروہ کے سردار کا نام "بایکباک" تھا اور اسے قتل کر ڈالا' ترکوں نے اجتماع کر کے مہتدی کے خلاف اعلان بغاوت کر دیا۔ مہتدی نے

اپنی گردن میں قرآن لٹکایا اور ہتھیار لے کر ان کی طرف روانہ ہوا اور انہیں خوب ڈرایا دھمکایا پھر مہتدی نے ترکوں کے خون و مال کو حلال کر دیا تو ان کے گھر لوٹ لئے گئے' جس کے نتیجے میں ترکوں کی کثیر تعداد مخالف ہو گئی اور دوسرے لوگوں نے بھی ان کے پاس کھسکنا شروع کر دیا جب مہتدی تنہا رہ گیا تو اپنی منزل کی طرف روانہ ہوا اور احمد بن جمیل (جو کہ ترکوں کا ایک سردار تھا) کے گھر قیام کیا تو تھوڑی دیر بعد کچھ ترک آئے اور انہوں نے اسے پکڑ کر اونٹ پر بٹھایا اور تقاضا کیا کہ خلافت سے معزولی کا اعلان کر دے مگر وہ نہ مانا' چنانچہ دو دن کے بعد ۲۵۶ھ کو منگل کے دن قتل ہو گیا۔ البتہ یہ تمام حالات عباسیوں کی سیاست اور اخلاقی کمزوریوں کا نتیجہ ہیں اور عباسی حکام نظام عدل و انصاف کے دشمن تھے۔ عباسی قصر خلافت کے عشرت کدے' لہو ولعب اور فضول خرچی کی مثالیں تو اس قدر معروف ہیں کہ قلم تحریر کرتے ہوئے شرم محسوس کرتا ہے' ان محلات کی عیاشیوں کا کچھ منظر لوگوں کے سامنے آیا۔ چنانچہ طبری اپنی تاریخ میں متوکل کی ایک کنیز کی دولت کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کا نام "قبیحہ" تھا اور اس کے پاس بیس لاکھ دینار تک کی دولت موجود تھی' بنی عباس کی کنیزوں اور درباریوں کے پاس اس قدر مال و متاع اور جواہرات جیسے خزانے موجود ہیں اور دوسری طرف عوام فقر و فاقوں میں جان بلب ہیں اور ادھر کنیزیں زرق و برق' عیش و عشرت اور رقص میں مشغول ہیں جبکہ دوسری طرف امت مسلمہ کے کلیجے بھوک و فقر کی وجہ سے تڑپ رہے ہیں۔

(تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۵۰۴' ۵۰۶)

جناب طبری اس صورت حال سے یوں پردہ اٹھاتے ہیں: ۲۶۰ھ میں تمام

اسلامی شہروں میں مہنگائی بے انتہا ہو گئی' جس کی وجہ سے لوگ نقل مکانی کر رہے تھے' مکہ سے مدینہ اور دوسرے شہروں کی طرف جا رہے تھے۔ اور شہر کا شہر ویران ہو رہا تھا' کھانے پینے کی اشیاء اس قدر مہنگی تھیں کہ ایک عام انسان کا جینا مشکل تھا۔ پس عباسیوں کی طرف سے عائد کردہ مشکلات کے مقابل میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے ان کے منحوس اور غاصب چہروں کو بے نقاب کیا' انقلابی سرگرمیوں کی حمایت کی تاکہ لوگوں میں احساس ذمہ داری پیدا ہو اور جرأت و ہمت کے ساتھ طاغوتوں کا مقابلہ کر سکیں۔ علماء کو حقائق کی طرف متوجہ کیا' خفیہ تشکیلات کے ذریعے فکری' سیاسی اور اعتقادی سرگرمیوں کے علاوہ اقتصادی اور معاشی مسائل کو حل کرنے میں مشغول رہے۔

حکومت ان حالات کے پیش نظر' خصوصاً خلیفہ معتز عباسی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے شدید بغض و عداوت رکھتا تھا' چنانچہ مناقب ابن شہر آشوب سے نقل ہے۔ حاکم وقت معتز نے سعید حاجب کو حکم دیا کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کو کوفہ لے جا کر خفیہ طور پر قتل کرو' راوی مزید کہتا ہے کہ انہی دنوں امام کا ایک رقعہ ہمارے پاس پہنچا کہ جس میں آپ نے تحریر فرمایا تھا: جو کچھ تم کو حکم ملا ہے انشاء اللہ اس پر عمل کرنے سے محفوظ رہو گے پس اس کے بعد تین ہی دن گزرے تھے کہ معتز کو قتل کر دیا گیا۔

اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام اپنے شیعوں کو بے چینی میں نہیں دیکھ سکتے' لہٰذا خط لکھ کر اطمینان دلایا کہ جو ہمارے قتل کے درپے ہے وہ ابھی تین دن میں خود ذلیل و رسواء ہو کر قتل ہونے والا ہے' قبل از وقت بتانے میں تعجب کس بات کا

جبکہ امامؑ تو علم غیب سے آگاہ ہوتا ہے۔ معتز کے قتل کے بعد مہتدی آیا اور تخت خلافت پر بیٹھتے ہی اس نے اپنے آپ کو آل رسولؐ میں شمار کرنا شروع کر دیا اور اپنا شجرہ نسب امام علی سے جا ملایا' لوگ تعجب سے سوال کرتے کہ آخر کار یہ شخص کیونکر اپنے آپ کو علوی کہلواتا ہے جبکہ وہ اعمال و کردار کے لحاظ سے دشمن اہلبیت تھا اور اس کے ساتھی بھی نہایت بری صفات کے حامل تھے۔ درحقیقت اس کا مقصد اپنی تحریک کو محکم بنانا اور اپنے حامیوں کی تعداد میں اضافہ کرنا تھا'

امام حسن عسکری علیہ السلام کو جب خبر ملی تو آپ نے اس کے دعویٰ کی تردید فرمائی' کیونکہ وہ نہایت ظالم شخص تھا کہ بوڑھوں اور بچوں کو قتل کرواتا اور عورتوں کو قیدی بنا کر گھروں اور بستیوں کو آگ لگا دیتا تھا' بالکل اس کی مثال ایسے ہے جیسے اسرائیل فلسطین پر مظالم ڈھا رہا ہے۔ گویا مہتدی اسرائیلی صفت کا مالک تھا۔ اس امامؑ نے اس کے مظالم کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

مہتدی کا ہم اہلبیت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پس امام نے اپنے دور کی غلط سیاست کے خلاف قیام کیا اور جن افراد نے علویوں کا روپ اپنایا ہوا تھا ان کے مکروہ چہروں کو بھی بے نقاب کیا۔

بہر کیف مہتدی کا رویہ امام کے ساتھ گذشتہ عباسی حکام کی طرح تھا اور اس کے زمانے میں امام نظر بند رہے' کوئی بھی آپ سے رابطہ نہیں کر سکتا تھا۔ تمام مسائل خط و کتابت کے ذریعہ ہی حل ہوتے تھے' حالانکہ حاکم وقت امام کو ایک بہت بڑا خطرہ محسوس کرتا تھا جس کی وجہ سے ہردم اس کی کوشش رہی کہ انہیں زیر نظر رکھ کر ان کی حرکات و سکنات کو نوٹ کیا جائے۔ لیکن امام کی عظمت و جلالت کا ہر حکومت کو

علم تھا کہ خلافت و حکومت کے اصلی حقدار امام حسن عسکری ہیں۔ حتیٰ معتمد جب حکومت پر آیا تو امام کے مکان پر حاضر ہوا کہ آپ میرے لیے دعا کریں' خدا میری عمر کو دراز کرے اور مجھے بیس سال تک کی حکمرانی عطا کرے۔ امامؑ نے مصلحت کے تحت دعا فرمائی اور اس نے بیس سال تک حکومت کی۔ معتمد عباسی اس لیے گھبرایا ہوا تھا کہ گذشتہ عباسی حکومتیں سال چھ مہینوں میں ہی ختم ہو جاتی تھیں۔ لہٰذا اس نے امام سے دعا کا سہارا لیا اور وہ ایسی دعا کا طالب تھا کہ جو اللہ کے ہاں مقبول ہو اور ایسی دعا سوائے امام حسن عسکری علیہ السلام کے کسی سے ممکن نہ تھی' اس کے باوجود وہ مخالفت وعناد کو اپنی خاندانی وراثت سمجھ کر انجام دیتا رہا۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اتنا احسان فراموش تھا کہ اس نے کئی دفعہ آپ کو قید کروایا اور طرح طرح کے مظالم ڈھاتا رہا' جبکہ بعض روایات بتاتی ہیں کہ معتمد کے درباری آپ کی بہت عزت و اکرام کیا کرتے تھے جو بعد میں خلفاء کے غیض وغضب کا نشانہ بنتے تھے اور ادھر امامؑ کے پیرو کاروں پر طرح طرح کی سختیاں کی جاتی تھیں' یہاں تک کہ قم مقدسہ میں متعدد علماء اور محدثین کو قتل کروایا' چنانچہ تاریخ ابن کثیر کی پانچویں جلد میں ہے کہ ان حکمرانوں نے فقط اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ آپ کے خلاف برابر بغض قائم رکھا اور اسی بغض وحسد کی بناء پر آپ کو عین شباب کے عالم میں زہر جفا سے شہید کروایا۔

عباسی حکام کے مدمقابل امامؑ کی حکمت عملی

آئمہ طاہرین کے مقابلے میں بنی عباس کی سیاست واضح تھی کہ ان کو مسلسل نگرانی میں رکھ کر عوامی حمایت سے محروم کیا جائے اور ساتھ یہ بھی کوشش تھی کہ

آپ دربار خلافت سے مربوط رہیں جبکہ امام حسن عسکری علیہ السلام کا دور تو اتنا سخت ترین دور تھا کہ حکومت نے آپکو اتنا مجبور کر رکھا تھا کہ ہفتے میں کم از کم دو دن (پیر اور جمعرات) دربار میں حاضر ہوا کریں' ایسے سنگین حالات کے پیش نظر امام نے اپنے آباء واجداد کی مانند نہایت محتاط طریقہ کار اختیار کیا' اسی بناء پر آپ کی عزت و احترام اور شان وشوکت' عفت و پاک دامنی کا اعتراف خود حکومت نے کیا۔ چنانچہ اس سے پہلے ہم عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان اور اس کے بیٹے کا واقعہ نقل کر چکے ہیں کہ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی حکومت ہر عام وخاص کے دلوں پر تھی' چونکہ امام ہمیشہ ابطال باطل اور احقاق حق کی پالیسی پر گامزن رہے چاہے عوام الناس میں ہوں یا دربار خلافت میں' اپنے ہدف میں صادق نظر آتے تھے' امام کا دربار میں جانا دین اسلام کے تحفظ اور امت مسلمہ کی فکری تربیت کے پیش نظر تھا اور آپ کا جانا شاید اس لیے ہو کہ حق کی حمایت کر سکیں' کیونکہ ظالم حکام اس تلاش میں رہتے تھے کہ کوئی بہانہ ملے لیکن اس کے برعکس آپ کی کوشش تھی کہ انہیں موقع ہی نہ دیں اور یہ سمجھانے کے لیے کہ ہم آل رسولؐ تو صرف دین حق کی سربلندی اور امت اسلام کی سعادت چاہتے ہیں' ہمیں تخت وتاج کی ضرورت نہیں' اور ہم تو الٰہی نمائندے ہیں ہمارا کام تو صرف پیغام پہنچانا ہے۔

پس امام بہت احتیاط سے کام لیتے تھے' جس کی بناء پر بسا اوقات کچھ مسائل پر خاموش رہتے تھے یعنی خاموشی اس جہت سے کہ ان مسائل پر صراحت کے ساتھ مثبت یا منفی ردعمل کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ یہ بات مسلم ہے کہ ہر چیز کا جواب صراحت کے ساتھ نہیں دیا جاتا بلکہ بعض مسائل میں حالات کے پیش نظر خاموش رہنا

بہترین عمل ہوا کرتا ہے' جس طرح یوں کہا جاتا ہے کہ "الکنایۃ ابلغ من التصریح" (کنایہ صراحت سے زیادہ فصیح و بلیغ ہوتا ہے)' اس لحاظ سے امامؑ کی خاموشی اسلام کی سربلندی کے لیے تھی اور اگر امام سکوت کا مظاہرہ نہ کرتے تو مسائل حکومت وقت کے فائدے میں جاتے جیسا کہ "زنگی تحریک" کا مقصد عباسیوں کی طاقت کو توڑنا تھا۔ امام نے مشترکہ دشمن سمجھ کر صراحت کے ساتھ زنگی تحریک کا اعلان نہیں کیا۔ اس لیے کہ زنگی تحریک کے قائد کی بغاوت حکومت وقت سے وقتی تھی جبکہ امام کی حکمت عملی دور رس اثرات کے پیش نظر تھی۔ لہٰذا زنگی تحریک بہت جلد دم توڑ گئی اور حکومت نے اسے جڑ سے اکھاڑ دیا۔ لیکن امام کی تحریک کا عباسیوں کو اچھی طرح علم تھا کہ ان کی تحریک زنگی تحریک سے کہیں زیادہ خطرناک ہے' مگر ظاہری عوامل کے پیش نظر عباسی حکام امام کی حکمت عملی کے مقابل گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گئے۔ لہٰذا ہر مسئلہ کا جواب صراحتاً نہیں دیا جاتا' بلکہ خاموشی اور سکوت بسا اوقات بہت بڑا جواب اور حالات کے مقابل میں بہت بڑی ضرب ہوتی ہے۔

امام پہ سخت پابندی ہونے کے علل و اسباب

قارئین ہماری گذشتہ گفتگو سے یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ اموی اور عباسی حکمرانوں نے آئمہ اطہار " کے ساتھ کیا کیا پالیسیاں اختیار کیں اور ان پالیسوں کے مقابلے میں آئمہ طاہرینؑ نے (مقتضائے زمان کے لحاظ سے) کس طرح کی حکمت آمیز تدبیریں پیش کیں' دراصل بنوامیہ اور بنو عباس کی ظالمانہ سیاست کا محور یہ تھا کہ آئمہ طاہرین" عوام الناس سے کوئی رابطہ نہ رکھ سکیں جس کے نتیجے میں ان کی حکمت عملی حکومت الٰہی کو تشکیل دینے میں کارساز نہ رہے' پس ان امور کے حصول کیلیے اموی اور عباسی حکام نے مکتب اہلبیت سے تعلق رکھنے والے کو اپنے قہر و غضب اور ظلم کا نشانہ بنایا تا کہ یہ لوگ آئمہ معصومینؑ کے افکار کو عملی جامہ نہ پہنا سکیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام کا دور دیگر آئمہ سے کہیں زیادہ مشکل دور تھا' اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بالآخر امام حسن عسکری علیہ السلام پر اس قدر زیادہ مصائب اور سختیاں کیوں کی گئیں' اور ان سختیوں کے عوامل اور اسباب کیا تھے؟ عباسی حکام کی

جانب سے امام پر زیادہ سختی اور مصائب کے کئی عوامل ہیں لیکن ہم ان میں سے کچھ اہم عوامل کو ذکر کرتے ہیں۔

(الف) نظریہ انتظار مہدی

بنی عباس کی ملحدانہ اور ظالمانہ روش "نظریہ انتظار مہدیؑ" کو پائمال کرنا تھی' انہیں خوف تھا کہ نسل رسولؐ سے گیارھویں امامؑ کے صلب سے ایک بیٹا ہوگا جو زمین کو عدل الٰہی سے بھر دے گا اور ظلم کا خاتمہ کرے گا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انہیں اس نظریہ کا علم کیسے ہوا؟ حضرت امام مہدی علیہ السلام (عج) کے بارے میں رسول خدا اور آئمہ اطہارؑ کی پیشین گوئیاں کثیر تعداد میں اور متواتر احادیث کی صورتمیں موجود ہیں کہ جن کو صحاح کے مولفین نے اپنی کتب میں تواتر کے ساتھ نقل کیا ہے۔ یعنی کتب اہل سنت (صحاح ستہ) میں سے سرفہرست صحیح بخاری' مسلم، مسند احمد بن حنبل ہیں جنہوں نے اس مسئلہ کو نقل کیا ہے۔ نظریہ انتظار مہدیؑ کے بارے میں روایات' اور احادیث بہت زیادہ ہیں اس کے علاوہ دعاؤں اور زیارتوں میں بھی مسلسل امام زمانہ کا تذکرہ کیا گیا ہے' مثال کے طور پر دعائے ندبہ کہ جو امام زمانہ کی یاد میں جمعہ کی صبح کو پڑھی جاتی ہے' اس دعا کا ایک جملہ یہ ہے:

این بقیۃ اللہ التی لا تخلوا من العترۃ الھادیۃ'

"کہاں ہیں وہ بقیۃ اللہ (امام زمانہ عج) جو عترت پیغمبر اور
ہادیاں برحق میں سے ہیں اور دنیا ان کے بغیر نہیں رہ سکتی؟"

روایتوں میں بتایا گیا ہے کہ زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہیں رہتی اور آئمہ اطہارؑ نے امت اسلام کو یہ درس دیا کہ معرفت امامؑ حاصل کرو اور ساتھ ہی

اللہ کی آخری حجت کی نشاندہی بھی کی۔ جس طرح قرآن مجید میں اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے:

بقیۃ اللہ خیر لکم ان کنتم مومنین۔ (سورہ ہود/۸۶)

"اگر مومن ہو تو بقیہ اللہ تمہارے لیے باعث خیر و برکت ہے۔"

(کلمہ بقیۃ اللہ یعنی جنہیں اللہ نے باقی رکھا ہے)

اور اس کلمہ بقیۃ اللہ کے حقیقی مصداق امام زمانہ (عج) ہیں۔ فصول المہمہ کے باب ۱۲ میں مذکورہ آیہ کریمہ کے ذیل میں بقیۃ اللہ سے مراد حضرت امام مہدیؑ کو ذکر کیا گیا ہے۔ اکمال الدین میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: جب (حضرت مہدی) موعود قیام کریںگے تو فرمائیں۔

بقیۃ اللہ خیرلکم ان کنتم مومنین۔

پھر فرمائیں گے' میں بقیۃ اللہ' حجت خدا اور تمہارے درمیان اللہ کا خلیفہ برحق ہوں' اس کے بعد لوگ آپ کو یوں خطاب کریں گے

"السلام علیك یا بقیۃ اللہ فی ارضہ"

چنانچہ یہ جملہ زیارت آل یٰسین کا ہے جس کو خود حضرت نے اپنے کسی صحابی کو تعلیم دیا تھا۔

اسی طرح دعائے ندبہ کے دوسرے جملات کو ملاحظہ فرمائیں:

این معد لقطع دابر الظلمۃ۔ این المنتظر لاقامۃ الامت و العوج۔ این المرتجیٰ لازالۃ الجور و العدوان۔ این المدخر لتجدید الفرائض والسنن

"کہاں ہے وہ (ہستی) جسے (اہل) ظلم وستم کو ختم کرنے کے
لیے مہیا کیا گیا۔ کہاں ہے وہ منتظر (جس کا سارا جہاں انتظار کر
رہا ہے) جو گمراہی اور ضلالت سے نجات دلائیں گے؟ کہاں
ہے وہ (امام جس سے ہماری امیدیں وابستہ ہیں) ہماری
امیدوں کا محور جو ظلم و بربریت کا خاتمہ کرے گا' کہاں ہے وہ
ذخیرہ الٰہی جو فرائض وسنن (آئین اسلام) کو زندہ کرے گا۔"

پس روایات اور دعاؤں کے مضامین سے پتہ چلتا ہے کہ امام زمانہ (عج) ظالموں کا قلع قمع اور ظلم کی بنیادوں کا خاتمہ کریں گے۔ امام ظلم وستم کا خاتمہ اور عدل و انصاف کرنے کیلئے تیار ہیں' فقط اذن الٰہی کے منتظر ہیں اور اس عظیم مقصد میں خداوند امام زمانہ (عج) کی اس طرح نصرت کریگا جس طرح تمام گذشتہ انبیاء و اولیاء کی مدد کی ہے' جس کے نتیجے میں ظلم و بربریت کا خاتمہ اور ہر انسان کو عدل و انصاف کی زندگی گزارنے کا موقع ملے گا' لہٰذا انتظار حضرت مہدی موعود (عج) مومنین کے دلوں کا سہارا اور دشمنان اسلام اور اہل ظلم کیلئے خطرے کی گھنٹی ہے۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ظہور سے پہلے نظریہ انتظار کا ہمیں کیا فائدہ؟ نظریہ انتظار ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس کی بدولت مومنین کے قلوب زندہ اور امیدیں قائم ہیں اور دشمنان اسلام کیلئے مسئلہ انتظار نا امیدی اور بے چینی کا سبب ہے' اسی لیے اہل باطل اس نظریہ کو کمزور کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں' اس وقت استعمار کی ہر دم کوشش ہے کہ نظریہ انتظار کو دلوں سے نکال دیا جائے اور وہ اسی وجہ سے جوانوں کو گمراہ کرنے میں مصروف عمل ہے کہ انہیں اہل بیتؑ اور خصوصاً امام زمانہ (عج) کی

محبت سے محروم رکھ کر اس مودت اور محبت کے بجائے' ہوا و ہوس اور باطل محبتوں کے جال میں جکڑ دیا جائے اور دوسری طرف دشمنان اسلام انتظار کے مسئلہ کو کھوکھلا کرنے کیلئے امام زمانہ (عج) کے خلاف طرح طرح کے شبہات و اعتراضات پھیلائے جا رہے ہیں جیسے وجود امام زمانہ (عج) کا انکار کیا جا رہا ہے۔ لہٰذا مومنین کو چاہیے کہ وہ امام زمانہ (عج) کے خلاف ہر سازش کو ناکام بنائیں اور خطباء اور مقررین کو چاہیے کہ امام زمانہ (عج) کی شخصیت کو قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کریں۔

بہرکیف نظریہ مہدویت اور انتظار' قرآن واحادیث کی بنیادوں پر استوار ہے اور دشمنان اسلام کو عباسی دور سے لے کر آج تک شکست ناپذیر کا سامنا ہے' کیونکہ عقیدہ انتظار سے مومنین کے دلوں کو سکون و اطمینان حاصل ہوتا ہے اور نظریہ انتظار کو ختم کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے' اس لیے کہ جس کے لیے ہزاروں قربانیاں دی گئیں ہوں اور جس کی آئمہ معصومینؑ کے پاک خون سے آبیاری ہو چکی ہو اسے کون مٹا سکتا ہے اور اس سے بڑھ کر کیا ہوگا کہ جسے خدا رکھنا چاہے اسے کون ختم کرے گا' لہٰذا عقیدہ مہدویت پر تمام مسلمانوں کو ایمان رکھنا چاہیے' کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

ومن کذب المہدی فقد کفر

"جس نے (ظہور) مہدی کا انکار کیا وہ کافر ہے۔"

صرف یہی حدیث نہیں بلکہ اہل سنت اور اہل تشیع کے بزرگان نے تفصیل سے احادیث نبوی کا ذکر کیا ہے' جیسے اہلسنت کے معروف عالم حافظ علاء الدین علی

بن حسام الدین متقی ہندی برہانپوری (م: ۹۷۵) نے اپنی مشہور کتاب "کنز العمال" کی ۱۴ویں جلد میں (باب خروج المہدی) کے ذیل میں ۵۸ روایتوں کو نقل کیا ہے اور اسی طرح مسند احمد بن حنبل میں سو (۱۰۰) سے زیادہ روایتیں "امام مہدی" سے متعلق نقل کی ہیں اور امام بخاری نے صحیح بخاری میں "کتاب بدء الخلق باب نزول عیسیٰ" میں روایت نقل کی ہے۔

"كيف انتم اذا نزل ابن مريم فيكم وامامكم منكم"

"اس وقت تمہاری کیا کیفیت ہوگی جب آسمان سے حضرت عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا۔"

صحیح بخاری کے شارحین نے "امامکم" کی تفسیر حضرت امام مہدیؑ سے کی ہے۔ سنن ترمذی میں "ماجاء المہدی" کے نام سے مستقل باب ہے جس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث منقول ہے:

"دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک میرے اہل بیت میں سے میرا ہم نام شخص سارے عرب پر حکومت نہ کرے" اور سنن ابوداؤد میں "کتاب المہدی" کے عنوان سے ایک فصل ہے جس میں دیگر روایات کے علاوہ یہ روایت بھی ہے'

قال رسول الله (ص): "المهدى من عترتى من ولد فاطمه"

"مہدی موعود میری عترت سے اور اولاد فاطمہ زہراؑ میں سے ہے۔"

ان تمام واضح دلائل اور روشن براہین کے باوجود انکار' تعصب اور تنگ نظری کے سوا کچھ نہیں۔

ان دلائل قرآنی و شواہد سنن اور حقائق مورخین سے بالکل واضح ہے کہ عقیدہ مہدویت صرف شیعوں تک محدود نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کا مسلم عقیدہ ہے۔

بنی عباس واضح براہین اور روشن دلائل کو مدنظر رکھتے ہوئے اس نتیجے پر پہنچ چکے تھے کہ گزشتہ معصومین میں سے "المہدی" کے نام سے کوئی نہیں تھا' اگر ہے تو وہ نسل امام عسکریؑ سے ہی ممکن ہے' کیونکہ وہ امام کی عصمت سے بخوبی آگاہ تھے' لہٰذا انہوں نے نظریہ مہدویت کو ختم کرنے کیلئے امام حسن عسکریؑ کے قتل کا منصوبہ بنایا' اس لیے کہ جب امام حسن عسکریؑ خود نہیں ہوں گے تو مہدی برحق کہاں سے آئے گے' چنانچہ اس امر کی جانب خود امامؑ کا ایک خط موجود ہے' جس میں فرماتے ہیں:

"وہ (بنی عباس) یہ چاہتے ہیں کہ مجھے قتل کر دیا جائے تا کہ میری نسل منقطع ہو جائے مگر خداوند عالم نے ان کی سازشوں کو ناکام بنا دیا ہے جس پہ میں خداوند متعال کا شکرگزار ہوں۔"

(ب) بغض وحسد

امامؑ کی عظمت و بزرگی لوگوں پر روز روشن کی طرح واضح تھی گویا ان کی حکومت دلوں پر تھی' اسی لیے لوگ چاہے دوست ہوں یا دشمن سبھی آپ کا بے حد عزت و احترام کیا کرتے تھے اور آپ کی ہیبت کا یہ عالم تھا کہ ظالم حکام اپنے درباریوں کو ان (امام) کی عزت کرنے سے روکتے تھے لیکن خود کو جب امام کا سامنا

ہوتا بے اختیار تخت و تاج چھوڑ کر حضرت کا احترام کیا کرتے تھے' جب عباسی حکام آپ کی عزت کا یہ عالم دیکھتے تھے تو ان کے دلوں میں بغض و حسد کی آگ بھڑک اٹھتی تھی' کیونکہ مال و دولت اور تخت و تاراج تو ہمارے پاس ہے اور عزت و احترام حسن عسکری کے پاس آخر کار ایسا کیوں؟

(ج) علویوں کا قیام

عباسیوں کے مظالم اور مفاسد کے خلاف کئی قسم کی انقلابی تحریکیں اٹھیں' جن میں سے ایک علویوں کی تحریک تھی' جس کا مقصد مسلمانوں کو عباسیوں کے چنگال سے نکالنا تھا تا کہ عدل و انصاف پر مبنی سیاست رائج ہو سکے' جس کے ذریعے معاشرے میں اسلامی نظام قائم ہو۔ علویوں کی اس تحریک کو تمام مسلمانوں کی باطنی حمایت تو حاصل تھی لیکن ظالم حکام کے سامنے ڈٹ کر مقابلہ کرنا سب کے بس کی بات نہ تھی' اس کے باوجود حکومت کو چین و سکون نہیں تھا (جس طرح آج کے دور میں اسرائیلی حکومت کے ظلم و تشدد کے باوجود فلسطینی تحریکیں اپنے مقدس ہدف کی طرف رواں دواں ہیں) اسی لیے عباسی حکمرانوں نے اس تحریک کو کچلنے کیلئے اپنے جاسوسوں کو حکم دے رکھا تھا کہ علویوں کا قلع قمع کر دو' کیونکہ عباسی حکومت کی نظر میں یہ بات تھی کہ امام حسن عسکری علیہ السلام نہ صرف علویوں کے سرپرست ہیں بلکہ امت مسلمہ کے لیے ہادی و رہبر کے منصب پر فائز ہیں' اسی لیے انہوں نے آپ کو ہمیشہ ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا۔

دو اہم امر

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے حکام کے مقابل اپنے حامیوں کی علمی و فکری تربیت اور ان کی سرپرستی کرتے ہوئے ان کو سیاسی شعور بخشا' مگر ان تمام امور کے علاوہ امام نے دو اساسی امور کی جانب بہت زیادہ تاکید کی۔

(ا) عقیدہ مہدویت کی ترویج

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ پیغمبر اسلامؐ اور آئمہ طاہرینؑ کی جانب سے امام زمانہ (عج) کے متعلق متواتر احادیث وارد ہوئی ہیں۔ لیکن حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی تاکید بذات خود بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ اس لیے کہ امام زمانہ آپ کے وصی' جانشین اور خلیفہ ہیں لہٰذا آپ کی تاکید دلوں میں محبت کو راسخ اور ذہنوں کو قریب کرنے کے لیے لوگوں کو احساس ذمہ داری دلانا تھی' پیغمبر اسلام اور آئمہ طاہرین کی احادیث اور روایات نے ذہنوں کو آمادہ کیا اور حضرت امام حسن عسکریؑ نے عملی طور پر لوگوں کے دلوں میں امام زمانہ کی محبت کو راسخ کیا۔

علاوہ ازیں حضرت امام حسن عسکریؑ کے لیے سب سے مشکل مرحلہ یہ تھا کہ ثابت کریں غیبت کا وہ زمانہ آ چکا ہے جس کے مصداق حضرت امام مہدی (عج)

ہیں' اس لیے کہ لوگوں کے درمیان عمومی زندگی گزار کر غائب ہو جانا اور بات ہے' مگر مجمع عام میں آئے بغیر غائب رہنا اور بات۔ چونکہ اس سے عقاید و نظریات کو اچانک دھچکا لگنے کا خطرہ تھا اور ساتھ یہ بھی خوف تھا کہ کہیں لوگ امام زمانہ (عج) کے وجود سے انکار نہ کریں۔ اس لیے امامؑ نے مومنین کو غیبت کے لیے آمادہ کیا اور اس پیغام کو بطریق احسن پہنچانے کی ذمہ داری انجام دی' یعنی لوگوں کو نظریہ غیبت سے آگاہ کیا اور غیبت کے تقاضوں کا متحمل بنایا' حتیٰ غیبت کی تیاری کے سلسلے میں بذات خود امام حسن عسکریؑ اپنے خاص اصحاب کے علاوہ عام لوگوں کی نظروں سے خود کو مخفی رکھتے تھے۔ لوگوں کے مسائل کے لیے نمائندے مقرر کیے تھے' تا کہ لوگ زمانہ غیبت میں کٹھن محسوس نہ کریں اور لوگوں کو اس روش کا عادی بنائیں۔ امام نے نظریہ مہدویت کو امت مسلمہ اور اپنے حامیوں کے لیے ثابت کیا' ادھر امام زمانہ (عج) کی حفاظت کیلئے عملی اقدامات کئے امام زمانہ (عج) کی ولادت کو مخفی رکھا اور لوگوں کے مسائل کو وکلاء اور خط و کتابت کے ذریعہ حل کیا۔ جس کی بدولت حکومت وقت کو تمام تر کوششوں کے باوجود امام زمانہ (عج) کی ولادت کی خبر نہ ہو سکی اور اس طرح امام اپنے نور چشم کو دشمن کے شر سے محفوظ رکھنے میں کامیاب ہوئے اور ادھر حضرت امام عسکری علیہ السلام نے اپنے اصحاب کے درمیان امام زمانہ (عج) کا تعارف کرایا۔

احمد بن اسحاق بن سعید اشعری کی روایت ہے کہ میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا کہ آپ کے جانشین اور وصی کے متعلق سوال کروں۔ امام نے بغیر کسی تمہید کے فرمایا: اے احمد بن اسحاق ! خداوند عالم نے

حضرت آدم کی خلقت سے لے کر آج تک زمین کو حجت خدا سے خالی نہیں رکھا اور یہ سلسلہ تا قیام قیامت جاری و ساری رہے گا' کیونکہ حجت (امام معصوم) کے صدقے میں لوگوں سے بلائیں ٹلتی ہیں اور باران رحمت کا نزول ہوتا ہے اور حجت خدا کے طفیل ہی سے زمین میں نعمات و برکات موجود ہیں۔

احمد بن اسحاق نے عرض کیا: یا بن رسول اللہ ! آپ کے بعد آپ کا جانشین کون ہوگا؟

امام فوراً کمرے میں گئے اور جب باہر تشریف لائے تو آپ کی آغوش میں تین سالہ بچہ تھا' جس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی مانند چمک رہا تھا' تو امام نے مجھ سے فرمایا:

اے احمد ! اگر تمہاری عظمت' خدا اور ہمارے (آئمہ معصومین) نزدیک عزیز نہ ہوتی۔ تو تمہیں کبھی بھی یہ راز نہ بتاتا اور اس فرزند کی زیارت بھی تجھے نصیب نہ ہوتی۔ اس کا نام رسول خداؐ کا نام اور اس کی کنیت رسول خدا کی کنیت ہے۔

اے احمد ! خدا نے اسے وہ مقام دیا ہے کہ جس کے ذریعے خداوند عالم زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح ظلم و جور سے پر ہوگی۔

اے احمد! اس کی مثال اس امت میں ایسے ہے جیسے حضرت خضر اور ذوالقرنین کی تھی۔ خدا کی قسم اس کا زمانہ غیبت بہت طولانی ہوگا' اس دوران گمراہی و ہلاکت سے وہی لوگ نجات پائیں گے جو اس کی امامت کے معتقد ہوں گے' اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں کو اپنے امام کے ظہور کی تعجیل کے لئے دعا کرنے کی توفیق حاصل ہوگی۔

امام نے اس حدیث سے واضح کر دیا کہ معصوم کا وجود لطف پروردگار ہے کہ جس کے صدقے خداوند عالم نعمات اور برکات کو نازل کرتا ہے اور حدیث میں یہ بھی ثابت ہے کہ امام زمانہ کی زندگی بہت طولانی ہو گی' جس طرح حضرت ذوالقرنین نبی اور حضرت خضر کی ہے اور اسی طرح اس کی غیبت (کبریٰ) کے دوران خداوند عالم اپنے بندوں کو آزمائے گا کہ کون ہے جو اپنے زمانے کے امام کو دیکھے بغیر ان کی امامت و ولایت پر ثابت قدم رہے۔ اے پروردگار! بحق محمد و آل محمد امام زمانہ (عج) کے ظہور میں تعجیل فرما اور ہمیں ان کے یار و انصار میں سے قرار دے (الٰہی آمین)۔

(۲) نظام مرجعیت

جیسا کہ حضرت کے وکلاء کے سلسلے میں پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔ امام نے ان کی اہمیت اور عظمت کو روشناس اور غیبت کے زمانے میں دین اسلام کی رہبری کا تعارف کرایا' اور خود امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے دور امامت میں اکثر مسائل' احکام اور وجوہات شرعیہ کو مراجع اور وکلاء کے سپرد کیا' درحقیقت دور حاضر میں فقہاء دین راہ امامت و ولایت میں پاسبان ہیں یعنی امام زمانہ (عج) کی امامت کے زیر سایہ مراجع و فقہاء بھی رسالت الٰہی اور اسی طرح ملت اسلام کی بقاء کے ضامن ہیں' اسی لیے تو ان کے وجود سے ہر ظالم و جابر گھبراتا ہے اور انہی سے کفار و مشرکین کے حربے ناکام ہوتے ہیں۔

درحقیقت نظام مرجعیت نظام امامت کی ترویج کا نام ہے اور نظام مرجعیت کا اجراء امام حسن عسکریؑ کی طرف سے ہوا' بلکہ (مسئلہ مرجعیت کا سلسلہ

امام صادق کے زمانے ہی سے جاری ہے) فقہا و مجتہدین امامؑ کی طرف سے خدا کے حلال و حرام میں امین ہیں' چنانچہ حضرت امام حسن عسکریؑ کی زندگی میں نظام مرجعیت کی بنیادوں کو مستحکم کیا گیا تا کہ شیعہ اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہو جائیں اور بلا جھجک اپنے مسائل کو فقہاء کے سامنے پیش کرے۔ امام نے سفیران آل محمد (یعنی فقہاء و محدثین) کا تعارف اس انداز سے کرایا کہ یہ ہماری طرف سے حلال و حرام خداوندی پہ امین ہیں' ان کی مخالفت ہماری (اہل بیت) مخالفت ہے' اور یہ (فقہاء) ہماری طرف سے تم پر حجت ہیں جس طرح ہم ان پر ہیں۔

یہ صرف ہماری طرف سے ادعا نہیں ہے بلکہ بطور مثال امام حسن عسکریؑ نے اپنے جد بزرگوار امام صادق علیہ السلام کی حدیث کو یوں نقل کیا ہے:

> فاما من کان من الفقهاء صائناً لنفسهٖ حافظًا لدینه مخالفاً لهواه' مطیعاً لامر مولاه فللعوام ان یقلدوه
>
> "پس فقہاء میں سے جو اپنے نفس پر کنٹرول رکھتا ہو اور دین اسلام کا محافظ' خواہشات نفسانی کا مخالف اور اپنے مولا کے امر کا مطیع و فرمانبردار ہو تو عوام کو چاہیے کہ ایسے مجتہد (Jurist) کی تقلید کریں۔"

امام نے فقہاء مجتہدین کی صفات اور شرائط کو واضح طور پر بیان کر دیا کہ جن میں یہ صفات پائی جائیں ان کی تقلید کریں' لہٰذا تقلید کرنا حکم امام ہے اور اگر حکم امام کی خلاف ورزی کی تو اس کے اعمال باطل ہو جائیں گے۔ مذکورہ حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نظام مرجعیت دراصل امامت کے زیر نظر نظام کا نام ہے کہ جس

نظام کی بنیاد عدل و انصاف اور تقویٰ الٰہی پر استوار ہے۔ اس نظام سے معاشرے میں شگوفائی' پاکیزگی اور روشن فکری پیدا ہوتی ہے جو اسلام کے زیر سایہ ہے اس سلسلہ فقاہت کی مثال بالکل چاند کی روشنی کے مانند ہے یعنی جس طرح چاند کی روشنی اس کی اپنی ذاتی نہیں ہے بلکہ سورج کی روشنی کی بدولت ہے' اسی طرح نظام مرجعیت کی روشنی نور امامت و ولایت سے حاصل ہوتی ہے۔

پروردگارا: بحق محمد و آل محمد ہمیں نظام مرجعیت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق اور ان کے حامیوں میں سے قرار دے اور ہمارے امام برحق مہدی موعود (امام زمانہ عج) کے ظہور میں تعجیل فرما۔ (آمین یا رب العالمین)۔

فصل سوم

امام کے اصحاب اور راویان حدیث

امام کے اصحاب اور راویان حدیث

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا دور بھی دیگر آئمہ معصومین کے مانند علوم و معارف کا مرکز رہا، مسلسل حق کی نشر و اشاعت اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا سلسلہ چلتا رہا، آپ کے اصحاب اور شاگردوں میں کچھ ایسے افراد بھی تھے جنہوں نے آپ سے پہلے دیگر معصومین سے کسب فیض کیا تھا۔ آپ کے اصحاب اور راویان احادیث مستقیما (ڈائرکٹ) امامؑ سے کسب فیض کر کے لوگوں تک پہنچاتے تھے، ظاہر ہے، راویان احادیث میں سے بعض صرف روایت نقل کرتے تھے اور کچھ ساتھ ہی ساتھ تالیفات اور تصنیفات میں مشغول رہتے تھے، اور جبکہ دوسری طرف عباسی حکومت فقہاء اور علماء کو امامؑ سے ملنے نہیں دیتی تھی تا کہ امامؑ کا مقام لوگوں میں آشکار نہ ہونے پائے اور عباسی حکومت کے خلاف بغاوت کی فضا ہموار نہ ہو سکے، بہر حال ان سختیوں اور پابندیوں کے باوجود عاشقان ولایت خدمت امامؑ میں شرفیاب ہو کر کسب علوم کرتے تھے، ہم یہاں پہ آپ کے چند اصحاب اور راویان احادیث کا اجمالی طور پر ذکر کرتے ہیں۔

(۱) ابراہیم بن ابی حفص

ان کے متعلق نجاشی نے یوں تحریر کیا ہے: ابراہیم بن ابی حفص کا شمار حضرت امام حسن عسکریؑ کے بزرگ اصحاب میں ہوتا ہے، یہ بہت موثق اور امام کی نظر عنایت ان کے شامل تھی۔ انہوں نے ایک کتاب غالیوں کی رد میں لکھی۔
(رجال نجاشی)

(۲) ابراہیم بن خضیب

شیخ طوسیؒ نے انہیں امام کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔ (رجال طوسی)

(۳) احمد بن محمد بن عیسیٰ اشعری

احمد بن محمد بن عیسیٰ روایت نقل کرنے میں بہت محتاط تھے، غالباً قم کے علماء کی یہ روش رہی ہے کہ آئمہ کو ان باتوں سے بری الذمہ رکھیں، جن باتوں کو غالی اور منحرف افراد آئمہ علیہم السلام کی طرف غلط منسوب کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی بناء پر روایتوں کو نقل کرنے میں نہایت احتیاط کرتے تھے۔

(۴) ابراہیم بن عبدہ

شیخ طوسیؒ نے انہیں امام علی النقی علیہ السلام اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے اصحاب میں سے شمار کیا ہے۔ (رجال طوسیؒ)

گزشتہ مباحث میں ہم نے امام کے ایک خط میں ان کا تذکرہ کیا تھا کہ امام کو ان پر کتنا اعتماد کرتے تھے، آپ نے انہیں اپنا نمائندہ قرار دیا، جو بذات خود ان کے عظیم المرتبہ ہونے پر دلیل ہے۔

(۵) احمد بن ابراہیم

احمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن داؤد بہت بڑے اہل لغت تھے۔ انہوں نے امام اور آپ کے پدر بزرگوار سے روایات نقل کی ہیں۔ (رجال طوسی) نجاشی ان کے متعلق یوں اظہار خیال کرتے ہیں کہ منقول ہے کہ احمد بن ابراہیم کا تعلق آپ کے خاص اصحاب میں سے تھا۔ ان کی کئی تالیفات ہیں' جن میں سے "اسماء الجبال والمیاہ الاودیہ" بنی عقیل' نوادر الاعراب" جیسی معروف کتابیں ہیں۔

(۶) احمد بن اسحاق

احمد بن اسحاق بن عبداللہ بن سعد بن مالک بن احوص' ان کی کنیت ابو علی قمی ہے' انہیں اہل قم نے امام کی خدمت میں بھیجا تھا' احمد بن اسحاق کا شمار امام کے خاص روایان حدیث میں ہوتا ہے' شیخ طوسی ان کے متعلق لکھتے ہیں کہ احمد بن اسحاق کا تعلق ان افراد میں سے ہے کہ جنہوں نے امام زمانہ (عج) کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے۔

ایک دفعہ محمد بن صلت قمی نے امام زمانہ (عج) کی خدمت میں خط لکھا جس میں احمد بن اسحاق کا تذکرہ کیا کہ وہ حج کا ارادہ رکھتے ہیں

انہیں ایک ہزار دینار کی ضرورت ہے اگر آپ اجازت فرمائیں تو انہیں وجوہات شرعیہ میں سے قرض کے عنوان سے دے دوں اور جب وہ واپس آئیں تو ادا کر دیں' امام نے جواب میں تحریر فرمایا:

ایک ہزار دینار انہیں دے دو اور جب وہ حج سے واپس آئیں تو اس رقم کے علاوہ بھی ان کا حق ہمارے پاس موجود ہے۔ (رجال کشی) امام کی اس توقیع

سے احمد بن اسحاق کی مزید عظمت اجاگر ہوتی ہے کہ وہ امام کی نگاہ میں کس قدر با ایمان اور قابل اطمینان شخص تھے۔

(۷) اسحاق بن اسماعیل:

اسحاق بن اسماعیل نیشاپوری قابل اعتماد اور مورد وثوق شخص تھے' شیخ طوسیؒ نے انہیں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے اصحاب میں سے شمار کیا ہے۔

(۸) احمد بن ہلال

شیخ طوسیؒ نے انہیں امام حسن عسکری علیہ السلام کے اصحاب میں شمار کیا ہے' مگر یہ شخص قابل اعتماد نہیں تھا کیونکہ فاسد المذہب تھا (رجال طوسیؒ)

(۹) اسحاق بن محمد

اسحاق بن محمد بصری جن کی کنیت ابو یعقوب ہے۔ شیخ طوسی نے انہیں حضرت امام حسن عسکریؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے (رجال طوسی) لیکن کشی نے اپنی رجال کی کتاب میں انہیں غالیوں کے گروہ میں سے قرار دیا ہے۔

(۱۰) اسماعیل بن محمد

اسماعیل بن محمد بن علی بن اسماعیل ہاشمی عباسی' جنہیں شیخ طوسی نے حضرت امام حسن عسکریؑ کے اصحاب میں سے قرار دیا ہے۔ (رجال طوسی)

(۱۱) جابر بن سہیل

جابر بن سہیل صیقل ان کا شمار حضرت امام علی نقی علیہ السلام' حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اور امام زمانہ (عج) کے وکلاء میں شمار ہوتا ہے۔ (رجال طوسی)

(۱۲) حفص بن العمری:

حفص بن العمری کو شیخ طوسی نے حضرت امام عسکری علیہ السلام کے اصحاب میں سے ذکر کیا ہے' حضرت امامؑ نے اپنے اصحاب میں سے ان کے متعلق توقیع میں ارشاد فرمایا:

> "شہر مرو سے عمری تک جاؤ اور ان سے ملاقات کرو' خداوند عالم ان سے ہماری ولایت کی بناء پر راضی وخوشنود ہے' جب ملاقات ہوتو انہیں میرا اسلام کہنا اور انہیں اپنا تعارف کرائیں تا کہ وہ تمہیں پہچان سکیں وہ بہت ہی پاک طینت اور ہمارے امین ہیں اور وجوہات شرعیہ میں سے جو کچھ ہمارا حصہ ان تک پہنچتا ہے وہ ہم تک پہنچا دیتے ہیں۔" (حیاۃ الامام العسکری ص/۱۴۲)

(۱۳) حمدان بن سلیمان:

شیخ طوسی نے انہیں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے اصحاب میں سے قرار دیا۔ یہ بہت موثق تھے اور ان کا شمار بزرگان شیعہ میں ہوتا ہے۔

(حیاۃ الامام العسکری ص/۱۴۲)

(۱۴) داؤد بن ابی زید

داؤد بن ابی زید کا تعلق نیشا پور سے ہے' وہ بہت موثق اور دیندار تھے' شیخ طوسیؒ نے انہیں دسویں اور گیارہویں امام کے اصحاب میں سے ذکر ہے۔

(۱۵) سندی بن ربیع

ان کا تعلق کوفہ سے تھا' شیخ طوسیؒ نے انہیں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے اصحاب میں سے قرار دیا اور لکھا ہے کہ ان کا شمار موثق ترین افراد میں سے ہوتا تھا۔ (رجال طوسیؒ)

(۱۶) شاہویہ بن عبداللہ

شیخ طوسیؒ نے انہیں گیارھویں امام کے اصحاب میں ذکر کیا ہے۔

(۱۷) صالح بن عبداللہ:

صالح بن عبداللہ کو شیخ طوسیؒ نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔

(۱۸) سید شاہ عبدالعظیم حسنی

سید بزرگوار حضرت عبدالعظیم حسنیؒ کا شجرہ طیبہ جناب امام حسن مجتبیٰ سے جا ملتا ہے' آپ کے پدر بزرگوار حضرت عبداللہ بن علیؒ ہیں' آپ اپنے زمانے کے بہت بڑے محدث اور مجتہد تھے' آئمہ علیہم السلام نے اپنے شیعوں کو فقہاء کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا تھا' جس طرح ابو حماد رازی کی روایت ہے: میں شہر سامراء میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ سے کچھ شرعی مسائل کے متعلق سوالات کئے۔ امامؑ نے میرے تمام سوالوں کے جواب دیئے اور جس وقت میں نے امامؑ سے اجازت مانگی تو امامؑ نے مجھے فرمایا:

حماد! اگر تمہیں اپنے علاقہ میں کوئی شرعی مسئلہ در پیش آ جائے تو سید عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی سے پوچھ لینا' جب جانا' تو انہیں ہمارا اسلام پہنچا دینا۔ ا

ور حضرت شاہ عبدالعظیم حسنی اپنے زمانے میں باعظمت شخصیت اور اہل تشیع کی پناہ گاہ تھے۔ (حیاۃ الامام الحسن العسکری ص ر ۱۴۹)

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک شیعہ نے رات کو خواب میں جناب رسول خدا کو دیکھا کہ آپ نے فرمایا:

میرا ایک فرزند محلہ موالی اور عبدالجبار بن عبدالوھاب کے باغ میں دفن ہو گا' جب یہ خواب باغبان کو سنایا تو عبدالجبار نے کہا' میں نے بھی اسی طرح کا خواب دیکھا ہے' چنانچہ اس باغ کو آپ کے نام وقف کر دیا گیا' اس سے کچھ دن ہی بعد حضرت عبدالعظیمؒ بیمار ہوئے اور اسی دوران اپنے خالق سے جا ملے غسل دیتے وقت آپ کی جیب سے ایک نوشتہ نکلا جس میں آپ نے اپنا شجرۂ نسب لکھا ہوا تھا (رجال نجاشی) آپ کا روضہ اقدس تہران "شہر رے" میں ہے۔ جو آج بھی عاشقان ولایت کی زیارتگاہ ہے' آپ کی قدر و منزلت کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ امام علی نقی علیہ السلام نے آپ کی زیارت کے متعلق فرمایا:

جو بھی شاہ عبدالعظیم حسنی کی قبر کی زیارت کرے گا تو اس کا ثواب زیارت حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کے برابر ہے۔

(۱۹) عبداللہ بن جعفر حمیری

عبداللہ بن جعفر شہر قم کے بہت نامی گرامی فقیہ تھے' آپ نے بہت سی کتابیں تالیف کیں تقریباً ۲۹۰ھ میں کوفہ تشریف لائے' کافی حد تک لوگوں نے آپ سے روایتیں نقل کیں۔ (حیاۃ الامام الحسن العسکری ص ر ۱۵۱)

۲۰۔ علی بن جعفر ہانی:

یہ بہت فاضل شخص اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے وکیل تھے۔ ان کے متعلق ایک بہت دلچسپ واقعہ منقول ہے کہ: متوکل کے دور میں علی بن جعفر کو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے ارتباط رکھنے کے جرم میں قید کر دیا گیا اور ان کی قید کی مدت روز بروز زیادہ ہوتی گئی یہاں تک کہ آزادی کی کوئی امید نہ رہی' تو انہوں نے متوکل کے وزراء میں سے ایک وزیر (عبداللہ بن خاقان) کو تین ہزار درہم دینے کو کہا تا کہ وہ متوکل سے میری رہائی کے متعلق سفارش کرے' جب عبداللہ نے متوکل سے بات کی تو متوکل نے کہا: تمہارے متعلق مجھے شک ہو رہا ہے کہ تم رافضی ہو' کیا تمہیں معلوم نہیں کہ علی ابن جعفر امام کا وکیل ہے' میں نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ جب یہ خبر علی بن جعفر تک پہنچی تو انہوں نے امام کی خدمت میں لکھا:

اے میرے آقا! خدا کیلئے میری مدد کیجئے۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں میں شک و تردید کا شکار نہ ہو جاؤں۔

امام نے جواب تحریر فرمایا: اگر تم اس حد تک پہنچ چکے ہو تو میں تمہاری رہائی کیلئے خداوند عالم سے دعا کروں گا' یہ سارا ماجراہ شب جمعہ کا تھا کہ دوسرے دن متوکل کو شدید بخار ہوا جس کے نتیجے میں سوموار تک بخار نے اسے نڈھال کر دیا' اسی اثنا میں متوکل نے حکم دیا کہ میرے سامنے کچھ قیدیوں کے نام لیے جائیں تا کہ وہ آزاد کر دوں ان ناموں میں سے علی بن جعفر کا نام بھی پکارا گیا تو متوکل نے ان کی رہائی کا حکم دے دیا' جب علی بن جعفر آزاد ہوئے تو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے

انہیں مکہ بھیجا اور وہ وہیں مجاور ہو گئے۔ (حیاۃ الامام الحسن العسکری ص ر ۱۵۶)

(۲۱) عثمان بن سعید (ابو عمرو)

بہت ہی جلیل القدر، صاحب تقویٰ صحابی تھے، آئمہ علیہم السلام کو ان پر بہت زیادہ اعتماد تھا، احمد بن اسحاق بن سعد قمی کی روایت ہے کہ میں ایک دفعہ حضرت امام ابو الحسن علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوا، میں نے عرض کیا میرے آقا! میں کبھی یہاں کبھی وہاں رہتا ہوں تو ایسی صورت حال میں آپ تک رسائی نہیں ہو پاتی، تو ایسے موقع پر میں کس کی بات پر عمل کروں؟

امام نے فرمایا: ابو عمرو کی، اس لیے کہ ابو عمرو میرے نزدیک بہت ہی موثق اور امین شخص ہیں۔ جو کچھ بھی وہ کہتے ہیں وہ ہماری طرف سے کہتے ہیں اور جو کچھ وہ ادا کرتے ہیں وہ میری طرف سے ہوتا ہے۔ اور حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی شہادت کے بعد، (احمد بن اسحاق) کہتے ہیں کہ جب میں آپ کے فرزند ارجمند حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، جو باتیں امام علی نقی علیہ السلام سے پوچھیں تھیں امام حسن عسکری علیہ السلام سے پوچھیں تو امام نے فرمایا:

ابو عمرو ہمارے لیے بہت قابل اعتماد اور امین شخص ہیں اور وہ میرے باپ کے نزدیک بھی مورد اعتماد تھے، پس وہ جو کہتے ہیں میری طرف سے کہتے ہیں اور جو ادا کرتے ہیں وہ میری طرف سے ہوتا ہے۔ (الکنی والالقاب ۳ر۲۶۷)

عثمان بن سعید وہ جلیل القدر صحابی ہیں کہ جو تقریباً پچاس سال تک حضرت امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے وکیل خاص بھی رہے ہیں زمانہ غیبت میں شیعہ ان سے مسائل پوچھتے تھے اور عثمان بن سعید امام زمانہ علیہ السلام سے پوچھ کر لوگوں کو بتاتے تھے۔

مورخین ان کے متعلق لکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنی زندگی میں ہی قبر تیار کی ہوئی تھی، وہ ہر روز اپنی قبر میں جا کر قرآن مجید کے ایک جزو کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ عثمان بن سعید کا جمادی الاولیٰ ۳۰۳ یا ۳۰۴ ہجری کو انتقال ہوا، انہوں نے اپنی وفات کی پہلے سے خبر دے دی تھی، ان کی قبر مطہر بغداد میں ہے، بغداد کے لوگ ان کی قبر کو شیخ خلاقی کے نام سے پہچانتے ہیں۔

(۲۲) علی بن ہلال

شیخ طوسیؒ نے ان کو حضرت امام حسن عسکریؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے، نجاشی ان کے بارے میں کہتے ہیں وہ دراصل بغداد کے رہنے والے تھے، بعد میں واسط کی جانب گئے۔ امام حسن عسکریؑ نے اسحاق کے نام توقیع میں فرمایا:

اے اسحاق! ہمارے خطوط کبھی کبھار علی بن ہلال کو سنایا کرو، وہ ہمارے بہت قابل اعتماد، امانت دار اور واجبات کی معرفت رکھنے والے ہیں۔

(الکنی والالقاب ص ر ۲۶۸)

(۲۳) فضل بن شاذان

شیخ طوسی نے ان کا شمار امام حسن عسکریؑ کے اصحاب میں کیا ہے، وہ شیعان آل محمدؐ میں بہت فعال تھے۔ علماء متقدمین میں سے بے حد قدر و منزلت کے حامل تھے، ان کی بہت سی تالیفات موجود ہیں، ان کی تالیفات کو امام کی خصوصی عنایت حاصل تھی۔ فضل بن شاذان کی ایک سو اسی (۱۸۰) تالیفات ہیں ان میں سے بعض تالیفات جب امام کو دکھائی گئیں تو آپ نے ان پر عمل کرنے کا حکم دیا اور فرمایا:

"یہ کتاب صحیح ہے اور اس پر عمل کرنا سزاوار ہے"

امام ؑ فضل بن شاذان کا بہت زیادہ احترام کیا کرتے تھے اور تین مرتبہ انھیں اپنا دوست پکار کر ان کیلئے مغفرت کی دعا فرمائی (رجال کشی)

علامہ کشی نے فضل ابن شاذان کے متعلق کینہ توزوں کی وہ باتیں نقل کی ہیں کہ جو دشمنوں نے سازش کے طور پر پھیلائی تھیں تا کہ ان کے مقام کو لوگوں کی نظروں سے گرایا جائے۔ فضل ابن شاذان نے آئمہ علیہم السلام کے مشن کی ترویج میں کافی حد تک زحمتیں اٹھائیں۔ خداوند متعال ان کے درجات عالیہ میں اضافہ فرمائے۔

(۴۴) محمد عثمان

محمد بن عثمان عمری' جن کی کنیت ابو جعفر ہے۔ بہت موثق اور قابل اعتماد صحابی تھے۔ ان کی عظمت و جلالت میں کافی روایات وارد ہوئی ہیں۔ احمد بن اسحاق کی روایت ہے کہ میں نے حضرت امام حسن عسکریؑ سے دریافت کیا۔ یا بن رسول اللہ! میری معاشرت کس سے ہونی چاہیے اور کس سے اپنے دینی مسائل پوچھوں اور میں کس کی باتوں پہ عمل کروں؟

امام نے جواب میں فرمایا: عمری (عثمان بن سعید) اور ان کے بیٹے (یعنی محمد) کی' اس لیے کہ یہ دونوں ثقہ ہیں۔ یہ جو کہتے ہیں وہ ہماری طرف سے ہوتا ہے(۱) ان کے پدر کی وفات پر امام زمانہ (عج) نے اپنی توقیع میں تعزیت پیش کی اور ان کی مغفرت کی دعا اور انہیں صبر کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

"خداوند تمہیں اجر جزیل اور اس مصیبت پر صبر دے اور ہم بھی تمہارے ساتھ اس مصیبت میں شریک غم ہیں' خداوند عالم ان کو جوار رحمت میں جگہ عطا کرے اس سے بڑھ کر ان کی خوش

(۱) کافی' ج ۱' کتاب الحجہ

بختی کیا ہو سکتی ہے کہ جنھیں پروردگار نے تم جیسا بیٹا نصیب کیا ہو تا کہ تم ان کی رحلت کے بعد ان کے جانشین بنو اور ان کے لیے طلب مغفرت کرو۔"

پھر امام نے فرمایا:

"خدا کا شکر ہے' خداوند عالم نے تمہیں وہ صفات عطا کی ہیں کہ جن کی بناء پر لوگ تم سے محبت کرتے ہیں' میری دعا ہے کہ خداوند عالم تمہارا ناصر و مددگار رہے اور تمہاری توفیقات خیر میں اضافہ کرے۔" (معجم الرجال الحدیث ۱۶/۳۶۰)

شیخ صدوقؒ نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں: میں نے محمد بن عثمان عمری سے پوچھا: کیا آپ امام زمانہ (عج) کی زیارت سے شرفیاب ہوتے ہیں؟

انہوں نے کہا: جی ہاں' میری آخری ملاقات بیت اللہ میں ہوئی کہ امام اپنی دعا میں فرما رہے تھے۔ اے پروردگار! اس وعدہ کو جلدی پورا کر' جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔

محمد بن عثمان بہت امین اور موثق شخص تھے' جمادی الاولی (۳۰۵) میں رحلت فرمائی۔

(۴۵) محمد بن عیسٰی

شیخ طوسیؒ نے محمد بن عیسٰی بن یقطین کا شمار حضرت امام حسن عسکریؑ کے اصحاب میں سے کیا ہے۔ نجاشی رقمطراز ہیں کہ محمد بن عیسٰی کا شمار جلیل القدر شیعوں

میں ہوتا ہے۔ بہت قابل اعتماد' ثقہ اور عظیم صفات کے حامل تھے اور آپ کی تصانیف بہت زیادہ ہیں۔

ہم یہاں پہ امام کے اصحاب کے احوال کو اختصار کی بناء پر تمام کر رہے ہیں' اگر چہ بعض کتب میں راویان حدیث کے سلسلہ کو ایک سو انچاس تک لکھا ہے' مزید معلومات کیلئے "مسند الامام العسکری" تالیف شیخ عزیز اللہ عطاردی کی کتاب کی طرف رجوع کریں۔ امام کے راویوں اور اصحاب کا آل محمدؐ کے مشن کی ترویج و تبلیغ میں کافی حصہ رہا ہے' ان میں سے امام کے کچھ ایسے وکلاء اور نائبین بھی تھے جن کا شمار نظام مرجعیت کے ارکان میں سے ہوتا تھا' یہ حضرات خود امام سے فیض حاصل کر کے امت کی ہدایت کرتے تھے۔ انہوں نے امام اور امت کے درمیان رابطے کو مستحکم کیا' کیونکہ یہ وہ نظام ہے جو ہر قسم کے فتنے اور فساد سے بچاتا ہے۔ نظام مرجعیت نظام ولایت کا ترجمان ہے۔ جس نے زمانہ غیبت میں اس نظام سے رابطہ محکم کیا وہ دور حاضر کے ہر ظالم کے ظلم اور استعماری سازشوں سے محفوظ رہے گا کیونکہ اس سلسلہ مرجعیت کی سپر ولایت و امامت ہے۔' اس وقت عالم طاغوت کی نگاہیں نظام مرجعیت کی بربادی پر لگی ہوئی ہیں' دشمن اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ شیعیت کی بقاء کا راز نظام مرجعیت ہے' اسی لیے دشمن میڈیا اور دوسرے تمام وسائل کو نظام مرجعیت ختم کرنے کیلئے استعمال کر رہا ہے لیکن دشمن کی یہ بھول ہے کیونکہ اس نظام مقدس کا حامی و ناصر پردہ غیب میں موجود ہے البتہ مگر اس کا مقصد یہ نہیں ہے کہ قوم شیعہ ہاتھوں پہ ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائے بلکہ ہمارا شرعی فریضہ ہے کہ صبح و شام حکومت اسلامی کے قیام کے لیے کوشاں رہیں' نہ کہ دشمن کی سازشوں کا شکار ہوتے نظر آئیں۔

نظام مرجعیت کی چند خصوصیات

امام حسن عسکریؑ نے اس نظام کو مستحکم کیا' اس لیے نظام مرجعیت' ولایت معصومینؑ کے زیر سایہ رواں دواں ہے اور یہ نظام امور دنیوی و اخروی کا ذمہ دار ہے' لہٰذا اس کے کچھ ابعاد (Dimenion) کو ذکر کرتے ہیں۔

- اس نظام کا سر چشمہ امامت ہے اور یہ نظام فطرت و وجدان کے تقاضوں کے مطابق مسلمانوں کے درمیان نقطہ اجتماع ہے۔
- اس نظام کی بنیاد تقویٰ الٰہی پر ہے' اسی لیے اس نظام میں قوم پرستی' جغرافیائی حدحدود' امیر و غریب' رنگ و روپ اور لسانی تعصبات کی کوئی اہمیت نہیں بلکہ معیار' ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ۔ ہے۔
- نظام مرجعیت کا ہرگز یہ مقصد نہیں ہے کہ قوم و قبیلے کا انکار کیا جائے بلکہ خداوند کریم نے قوم و قبیلے کو ایک دوسرے کی پہچان کا ذریعہ قرار دیا۔ جس طرح ارشاد رب العزت ہے:

یا ایہا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثی وجعلنا شعوباً وقبائل لتعارفوا۔

پس اسلام میں معیار قوم و قبیلہ کی شرافت و بزرگی نہیں بلکہ تقویٰ الٰہی ہے (یعنی قوم و قبیلہ محض ایک پہچان کا ذریعہ ہیں)۔ جس طرح تاریخ میں کنعان (حضرت نوح کا بیٹا) قرابت کے ہوتے ہوئے غرق آب ہوا' اور ادھر سلمان فارسیؓ عجم ہوتے ہوئے "منا اہلبیت" کا مصداق قرار پائے۔

- جس طرح خدا نے نبوت و امامت کو لوگوں پر اپنی حجت قرار دیا' اسی

طرح زمانہ غیبت میں نظام مرجعیت (کہ جو ترجمان امامت ہے) کو اپنی حجت قرار دیا' پس جس نے نظام مرجعیت کو اپنایا وہ سعادت مند ہوا اور جس نے اس نظام سے گریز کیا تو روز قیامت اس کے پاس کوئی قابل قبول عذر نہیں ہوگا' کیونکہ اس کے جواب میں کہا جائے گا' ہم نے فقہاء کو تمہارے لیے زمانہ غیبت میں حجت قرار دیا تھا' تو نے کس لیے ان کی پیروی نہیں کی۔

خطوط:

(۱) ابراہیم کے متعلق امام کا خط

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے ابراہیم بن عبدہ کو اپنا وکیل شرعی بنایا تا کہ وہ شیعوں سے وجوہات شرعیہ جمع کریں اور ان کو دینی کاموں میں خرچ کریں' امام کے اس خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابراہیم کتنے امین شخص تھے۔

اس خط میں آپ نے ان کی بہت تجلیل اور تکریم کی۔ بعد میں کچھ افراد نے امامؑ سے پوچھا کہ کیا ابراہیم بن عبدہ کے متعلق آپ کی کوئی تحریر ہے؟ چنانچہ امامؑ نے جواب میں فرمایا:

وكتابي الذي ورد على ابراهيم بن عبدة بتوكيلي اياه بقبض حقوقي من موالينا هناك' نعم هو كتابي بخطي اليه اقمته لهم ببلدهم حقاً غير باطل فليتق الله حق تقاة وليخرجوا من حقوقي' وليد فعوا اليه' فقد جوزت له ما يعمل به فيها وفقه الله ومن عليه بالسلامة من التقصير

(رجال کشی ص/۳۵۸)

میرا خط جس میں ابراہیم ابن عبدہ کو میں نے اپنی طرف سے وکیل بنایا ہے

تاکہ وہ [illegible] سے جمع آوری کریں (آپ

حضرات نے ابراہیم بن عبدہ کی وکالت کے متعلق اور وجوہات شرعیہ وصول کرنے کے بارے میں پوچھا) جی ہاں میرے ہاتھ کا تحریر شدہ خط' ان کے پاس موجود ہے۔ ابراہیم بن عبدہ کو انتخاب کرنا (ہماری نظر میں) اس شہر کے لوگوں کے حق میں صحیح تھا نہ کہ غلط۔ پس ابراہیم کو اس طرح تقویٰ الٰہی اختیار کرنا چاہیے جس طرح کہ اختیار کرنے کا حق ہے۔ لوگوں کو چاہیے کہ ہمارے حقوق اپنے اموال سے نکال کر ان کے سپرد کر دیں اور میری طرف سے انہیں اجازت ہے کہ ان اموال کو جہاں مصلحت سمجھیں خرچ کریں' خداوند عالم انہیں کامیاب کرے۔ ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور انہیں ہر قسم کی لغزش و کوتاہی سے محفوظ رکھے۔

فقیہ اہل بیت (علی بن حسین) کے نام خط

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فقیہ بزرگوار ابوالحسن علی بن حسین بن بابویہ قمی (کہ جو بہت بڑے شیعہ عالم اور فقہ و حدیث کے استاد تھے) کے نام آپ خط لکھا جس میں آپؑ نے بسم اللہ کے بعد تحریر فرمایا:

الحمد لله رب العالمين' والعاقبة للمتقين' والجنة للموحدين' والنار للملحدين' ولاعدوان الا على الظالمين' ولا اله الا الله احسن الخالقين' والصلاة على خير خلقه محمد وعترته الطيبين:

اما بعد اوصيك ياشيخي ومعتمدي و فقيهي ابا الحسن علي بن الحسين القمي' وفقك الله لمرضاته فانه لا تقبل الصلاة من مانعي الزكاة واوصيك بمغفرة الذنب' وكظم الغيظ' وصلة الرحم و مواساة الاخوان' والسعي في

حوائجهم في العسر واليسر' والحلم عند الجهل' والتفقه في الدين' والتثبت في الامور' والتعهد للقرآن' وحسن الخلق' والامر بالمعروف' والنهي عن المنكر قال الله عزوجل ﴿لاخير في كثير من نجواهم الا من امر بصدقة او معروف او اصلاح بين الناس﴾ (نساء / ۱۱۴) واجتناب الفواحش كلها' وعليك بصلاة الليل فان النبي اوصى علياً فقال: يا علي عليك بصلاة الليل- ثلاث مرات- ومن استخف بصلاة الليل فليس منا' فاعمل بوصيتي' وأمر شيعتي حتىٰ يعملوا عليه' وعليك بانتظار الفرج فان النبي قال: افضل الاعمال امتي انتظار الفرج' ولا يزال شيعتنا في حزن حتىٰ يظهر ولدي الذي بشرته-

''حمد و ثناء ہے اس پروردگار کی جو عالمین کا پالنے والا ہے (اسی خدا نے) متقین کیلئے عاقبت بخیر' موحدین کیلئے جنت اور بے دینوں کے لیے جہنم قرار دیا' اور خداوند متعال کسی کو دشمن نہیں رکھتا مگر ظلم کرنے والوں کو' خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہی بہترین خالق ہے اور درود و سلام ہو اس کی بہترین مخلوق حضرت محمدؐ اور ان کی پاک و پاکیزہ آلؑ پر۔

امابعد! اے شیخ اور میرے قابل اعتماد فقیہ ابوالحسن علی بن حسین قمی' خداوند عالم تجھے اپنی رضا کے مطابق کامیاب کرے اور تمہارے صلب میں اپنی رحمت سے اولاد قرار دے' میں تمہیں تقویٰ الٰہی' نماز قائم کرنے اور زکاۃ کی ادائیگی کی سفارش کرتا ہوں' بے شک جو شخص زکوۃ کو روکے (یعنی ادا نہ کرے) اس کی نماز قبول نہیں

ہے۔ اور اسی طرح گناہوں سے طلب مغفرت، غصے کے وقت بردباری، صلہ رحمی، دینی برادران میں مساوات، اور اپنے دینی برادران کے مسائل کو تحمل اور آسانی میں حل کرنے کی کوشش، جہالت کے وقت صبر و تحمل، اور دین میں تفقہ (تلاش و کوشش کرنے)، اپنے کاموں میں استقامت، قرآن سے عہد و پیمان و بہترین اخلاق اپنانے، نیکی کا حکم اور برائی سے روکنے کی سفارش کرتا ہوں، جس طرح ارشاد پروردگار بھی ہے (غالباً ان لوگوں کے راز میں کوئی خیر نہیں مگر جب وہ صدقہ یا کار خیر یا لوگوں کے درمیان اصلاح کا حکم دیں)، اسی طرح تجھے تمام برائیوں سے اجتناب کرنے کی سفارش کرتا ہوں اور تمھیں چاہیے کہ نماز شب پڑھو کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو سفارش کرتے ہوئے فرمایا:

یا علی تم پر نماز شب ضروری ہے (اس جملے کو تین مرتبہ ارشاد فرمایا) اور جو بھی نماز شب کو اہمیت نہ دے وہ ہم سے نہیں ہے۔ پس میری وصیت پر عمل کرو اور میرے شیعوں کو بھی اس کا حکم دو تاکہ وہ بھی اس پر عمل کریں اور تمھیں ظہور امام زمانہ (عج) کا منتظر رہنا چاہیے، اس لیے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"میری امت کا سب سے بہترین عمل انتظار فرج ہے۔"

اور ہمارے شیعوں سے پریشانیاں، اس وقت تک ختم نہیں ہوں گی جب تک میرے بیٹے (جس کی میں نے بشارت دی ہے) کا ظہور نہیں ہوگا:

انه يملأ الارض عدلاً وقسطاً كما ملئت ظلماً وجوراً فاصبر يا شيخي، وأمر جميع شيعتي بالصبر ﴿ان الارض الله يورثها من يشاء من عباده والعاقبة للمتقين﴾ (اعراف / ۱۲۸) والسلام عليك وعلى جميع شيعتنا و رحمة الله وبركاته وحسبنا الله ونعم

الوكيل، ونعم المولىٰ ونعم النصير ......"(۱)

"بے شک یہ (میرا فرزند) زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا، جس طرح وہ ظلم و جور سے پر ہو گی۔ اے میرے شیخ! پس تم صبر کرو اور میرے شیعوں کو بھی صبر و استقامت کی تلقین کرو (بیشک زمین اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کو زمین کا وارث بناتا ہے اور متقین کی عاقبت بخیر ہے) اے شیخ ہمارا اسلام اور خدا کی رحمت و برکت نازل ہو تم پر اور ہمارے شیعوں پر اور ہمارے لیے تو اللہ کافی ہے اور وہی ہمارا بہترین وکیل، مولا اور مددگار ہے۔

امام کے اس خط سے چند اقتباس

- امام حسن عسکری علیہ السلام نے علی بن حسین کی اس قدر تعریف و تمجید کی کہ انھیں اپنا فقیہ اور قابل اطمینان شخص ہونے کی تائید کی، یہاں تک کہ اپنے امور ان کے سپرد کیے اور ان کی توقیعات میں اضافے اور ان کے لیے اولاد صالح کی دعا کی۔ امام کی تحریر سے واضح ہے کہ علی بن حسین واقعاً صاحب تقویٰ و تطہیر باطنی کی اعلیٰ منزل پر فائز تھے۔ جس کی بناء پر امام نے انھیں عظیم القاب سے یاد کیا، اور علی بن حسین کے علمی مقام کا یہ عالم تھا کہ فقہاء و مجتہدین ان کے فتاویٰ کو اپنے لیے دلیل سمجھتے ہیں، پس ملت تشیع کو چاہیے کہ خداوند عالم کا شکر ادا کرے کہ اس نے ہمیں کس قدر عظیم اور بزرگ علماء (جو دور حاضر میں دین اسلام کی سپر بنے ہوئے ہیں)

ا۔ روضات الجنات ج ۴ / ص ۲۷۳، ۲۷۴، نقل از تحلیلی از زندگانی امام حسن عسکری ص ۹۴، ۹۶

کی نعمت سے نوازا ہے' کیونکر شکر نہ کریں کہ جن علماء کرام نے کسب علوم آل محمدؐ اور دین اسلام کی ترویج اور سر بلندی کیلئے اپنی پوری زندگی امام زمانہ (عج) کے زیر سایہ صرف کردی اور زمانہ غیبت میں انبیاء آئمہ معصومینؑ کی سیرت و کردار کے پیکر ہیں۔

- امامؑ کی دعا کے بدولت علی بن حسین کو شیخ صدوق جیسا بیٹا عطا ہوا اور وہ شیخ صدوق کہ جن کو دنیاء فقاہت میں بہت بڑا مقام حاصل ہے' انہوں نے شریعت مقدس اور آئمہ معصومین کی سیرت کو زندہ کیا شیخ صدوق کی کتب میں سے "من الایحضرہ الفقیہ" (کہ جس کا شمار کتب اربعہ میں ہوتا ہے) ایک ایسی کتاب ہے کہ جو گذشتہ زمانے کی طرح آج بھی فقہاء و مجتہدین کے درمیان استدلالی کتاب سمجھی جاتی ہے۔
- امام نے علی بن حسین قمی کو واجبات الٰہی کی تاکید کرتے ہوئے دنیا کو بتا دیا کہ اللہ کے حدود کا خیال رکھیں اور اس کے وعدوں کو پورا کر کے اس کی رضا حاصل کریں اسی طرح نماز کی پابندی اور زکاۃ کی ادائیگی کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: جو بھی زکات ادا نہیں کریگا اس کی نماز قبول نہیں ہوگی اور راز داری کے متعلق امام نے فرمایا: کہ اگر راز داری صدقہ' کار خیر اور لوگوں کے درمیان اصلاح کی ہو وہ قابل تحسین ہے' کیونکہ ان امور کے علاوہ رازداری سازش بن سکتی ہے۔
- امام نے مکارم باخلاق کی تاکید کی اور اخلاق کے مہم پہلوؤں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: صلہ رحمی انجام دو' اپنے غصے پر قابو رکھو' مومنین کے مسائل اور حاجت روائی کی کوشش کرو' جس کے نتیجے میں انسان معرفت و کمال کی آخری منزل تک پہنچ سکتا ہے۔

- **امامؑ کی سفارش نماز شب کے متعلق :** کیونکہ نماز شب مومن کا شرف' بدن کی صحت' گناہوں کا کفارہ' قبر میں مونس و یاور' وحشت قبر سے دوری کا باعث' چہرے کے نورانیت کا سبب اور رزق و روزی کی ضمانت ہے آئمہ معصومینؑ کی احادیث میں موجود ہے کہ جس طرح مال و اولاد دنیاوی زندگی کی زینت ہیں' اسی طرح نماز شب آخرت کی زینت ہے اور امام حسن عسکریؑ سے نقل ہے کہ رسول خدا نے حضرت علی علیہ السلام کو نماز شب کے بارے میں تین مرتبہ تاکید کرتے ہوئے فرمایا: اے علیؑ نماز شب کی ادائیگی تم پر لازم ہے' درحقیقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس تاکید سے نماز شب کی اہمیت کو اجاگر کرنا چاہتے تھے' وگرنہ وہ علیؑ جو پوری رات عبادت خدا کرتے ہوں' یہاں تک کہ ہر رات ہزار رکعت نوافل ادا کرتے ہوں' ان سے تاکید کی کیا ضرورت تھی؟ بلکہ حضرت علیؑ رات کی تاریکی میں ستاروں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

"اے ستارو! کوئی ایسی رات تو بتاؤ کہ جس میں تم نے علیؑ کو سویا ہوا پایا ہو۔"

امام حسن عسکری علیہ السلام نے رسول خدا کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنے فقیہ کو نماز شب اور خدا سے مناجات کرنے کی سفارش کی۔ ہم اسی مناسبت سے نماز شب کے متعلق چند روایات ذکر کرتے ہیں:

- رسول خداؐ نے فرمایا: رات کی تاریکی میں دو رکعت نماز پڑھنا ہمارے لیے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔
- امام زین العابدینؑ سے کسی نے سوال کیا کہ اے فرزند رسول جو لوگ نماز

شب پڑھتے ہیں ان کے چہروں میں نورانیت کی کیا وجہ ہے؟

امام نے جواب دیا: کیونکہ وہ لوگ خداوند عالم سے جب خلوت میں راز و نیاز کرتے ہیں' تو خدا ان کے چہروں کو اپنے نور سے نورانیت بخشتا ہے۔

- امام صادق علیہ السلام نماز شب کے متعلق فرماتے ہیں:

غالباً ہر انسان رات کو دو تین مرتبہ بیدا رہتا ہے' اگر وہ نماز کیلئے اٹھ جائے تو بہتر ورنہ شیطان اس کے کانوں میں پیشاب کر دیتا ہے۔

- حضرت امام باقر علیہ السلام سے شیخ برقی نے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا: ہر شخص کے سرہانے ایک شیطان (جس کا نام "رھا" ہے) آتا ہے اور جب صبح کے وقت انسان بیدار ہوتا ہے تو شیطان تھپکی دیکر سلا دیتا ہے' یہاں تک کہ صبح صادق گزر جاتی ہے اور شیطان اس کے کانوں میں پیشاب کر کے چلا جاتا ہے۔
- حضرت امام باقر علیہ السلام کی ایک اور روایت ہے کہ آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: تم میں سے جو بھی رات کو سوتا ہے' تو شیطان اس کے سرہانے آ کر تین گرہ لگاتا ہے اور یہ کہ کر پھونکتا ہے "علیک لیل طویل فارقد" سوتے رہو ابھی رات (طولانی) باقی ہے۔ مگر جب وہ شخص بیدار ہو کر یاد خدا کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے' جب وضو کر لے تو دوسری گرہ اور جب نماز پڑھتا ہے تو تیسری گرہ کھل جاتی ہے اگر تم میں سے کوئی اس طرح کرے تو وہ صبح کو پاک و پاکیزہ طبیعت کے ساتھ ہو گا' ورنہ اس کے مزاج میں سستی اور کسالت ہو گی۔
- قطب راوندی نے حضرت امیر المومنین امام علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ

آپ نے فرمایا: تین چیزوں کے ہوتے ہوئے تین چیزوں کی تمنا نہ کرنا۔

(الف) پیٹ بھر کے کھانا کھانے کے بعد شب بیداری کی تمنا نہ کرنا۔

(ب) رات بھر سوئے ہوئے رہنے کے بعد چہرے کی نورانیت کی توقع نہ کرنا۔

(ج) فاسقوں کی دوستی میں دنیا میں امن و سکون کی آرزو نہ کرنا۔

(د) امام حسن عسکری علیہ السلام نے علی بن حسین کو فلسفہ انتظار بتاتے ہوئے واضح کر دیا کہ امام زمانہ (عج) کے ظہور کا انتظار نہ صرف امر عبادی ہے بلکہ افضل ترین عبادت ہے' حضرت نے اپنے فقیہ کو زمانہ غیبت میں صبر و استقامت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

ہمارے شیعوں کو بھی صبر و شکیبائی کی تلقین کرو' اگر چہ زمانہ غیبت میں مشکلات حد سے زیادہ ہوں گے' اس حال میں تمہیں چاہیے اپنے زمانے کے حقیقی وارث امام زمانہ (عج) کے ظہور کی دعا کرو' کیونکہ ظہور ہی میں تمہارے لیے نجات ہے اور جب ان کا ظہور ہو گا' تو وہ ظالموں کا قلع قمع اور زمین پر عدل و انصاف کا نظام قائم کریں گے۔

- اس خط کے آخر میں امام نے دعا دیتے ہوئے اپنے شیعوں کو پیغام دیا کہ تمہاری امیدیں خدا کے ساتھ وابستہ ہوں' اس لیے کہ وہ ہی تمہارے لیے بہترین معین و مددگار ہے۔

امام کا خط ایک محبّ کے نام

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اس خط میں بسم اللہ کے بعد تحریر فرمایا:

كل مقدور كائن متوكلِ على الله عز و جل يكفيك
وثق به لا يخيبك وشكوت اخاك ماعلم يقيناً ان الله

عزو جل لا یعین علی قطیعه رحم' وهو جل ثناؤه من وراء ظلم کل ظالم ومن بغی علیه لینصره الله' ان الله قوی عزیز' وسألت الدعا ان الله عزوجل حافظ و ناصر و ساتر وا رجوا من لله الکریم الذی عرفك من حقه وحق اولیائه ما عمی عنه غیرك ان لا یزیل عنك نعمة انعم بها علیك' انه ولی حمید "

"ہر چیز پر خدا کی قدرت موجود ہے۔ پس تمہارا توکل خداوند پر ہو اور وہی تمہارے لیے کافی ہے' اس لیے کہ وہ تمہیں ناامید نہیں کریگا' تم نے ایک دینی بھائی کی شکایت کا اظہار کیا ہے' مگر یہ یقین کرو کہ خداوند عالم اس شخص کی مدد نہیں کرتا جو قطع رحم (Breaking Ties with relatives and friends) کرے اور خداوند عالم ہر ظالم کے ظلم کا بدلہ اس سے ضرور لے گا اور ہر مظلوم کا مددگار ہے' بیشک اللہ تعالیٰ قوی (قدرتمند) اور عزیز ہے۔ اور تم نے اپنے خط میں التماس دعا کی ہے' تو خداوند عزوجل تمہارا حافظ' مددگار اور ستار (تمہارے عیبوں پر پردہ ڈالنے والا) ہے' اس خدا (کہ جس کی ذات کریم ہے) سے امید کرتا ہوں کہ تمہیں اور دوستوں کو حقوق کی معرفت عطا کرے۔ تمہارے علاوہ بہت سے ایسے لوگ ہیں جنہیں دوسروں کے حقوق کی خبر نہیں اور میری دعا ہے کہ خداوند تم سے اپنی نعمتیں سلب نہ کرے بیشک وہی صاحب اختیار اور لائق تعریف ہے۔

(الدر النظیم' منقل از تحلیلی از زندگانی امام حسن عسکری ص ر۱۰۴)

امام علیہ السلام نے اس خط میں اللہ پر بھروسہ کرنے کی دعوت دی کہ جس نے خدا پر توکل کیا وہ کبھی کسی کا محتاج نہیں ہوگا اور خدا بھی اسے کبھی ناامید نہیں کرے گا۔ اور اس کے علاوہ اپنے دینی بھائی کی شکایت کرنے پر امام نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

قطع رحم کرنے والے کی خدا مدد نہیں کرتا اور ساتھ ہی اشارہ کیا کہ ظالم کے ظلم کا انتقام خداوند ضرور لے گا پس تمہیں خدا سے ڈرنا چاہیے کیونکہ خدا کے یہاں دیر ہے اندھیر نہیں اور اس کی لاٹھی بے آواز ہے۔ خط کے آخر میں امام نے ان کے حق میں دعا کی کہ خدا ان پر اپنی نعمتوں کو جاری رکھے اور ان کے زوال سے انہیں محفوظ رکھے۔

امام کا جواب ایک شیعہ کے نام

امام حسن عسکری علیہ السلام کو ایک شیعہ نے خط لکھ کر شیعوں کے حالات سے باخبر کیا تو امام نے اس کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا:

انما خاطب الله تعالی العاقل...... والناس علی طبقات : المستبصر علی سبیل نجاة' متمسك بالحق' متعلق بفرع الاصل غیر شاك' ولا مرتاب' ولا یجد عنی ملجأ' وطبقة لاتأ خذا الحق من اهله' فهم کراکب البحر لموج عند موجه ولیکن عند سکونه' وطبقة استحوذ علیهم الشیطان' شأنهم الرد علی اهل الحق ودفع الباطل حسداً من عند انفسهم فرح من ذهب یمیناً وشمالاً فان الراعی اذا اراد ان یجمع غنمه

جمعھا باھون مسمی و ایاك والاذاعه وطلب الریاسة فانھما یدعو ان الی الھلکة ...... "

خداوند عالم نے فقط عقلمندوں کو مخاطب کر کے فرمایا: میرے نزدیک لوگوں کی چند قسمیں ہیں:

(الف) ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ جو راہ نجات (Salvation) کی معرفت رکھتے ہوئے حق سے متمسک کسی قسم کا ان کے دل میں شک و شبہ نہیں ہے' اور میرے علاوہ کسی غیر کو اپنی پناگاہ نہیں جانتے۔

(ب) اور ان میں سے بعض ایسے ہیں جنہوں نے حق کو اہل حق سے نہیں لیا' پس ان لوگوں کی مثال دریا کے مسافروں کے مانند ہے کہ جو دریا کی تلاطم خیز موجوں میں موجزن اور دریا کے سکون کے دوران پرسکون رہتا ہے۔

(ج) تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں کہ جن پر شیطان مسلط ہے' ان کا کام اہل حق کی باتوں کو جھٹلانا اور اپنی مرضی کے مطابق (حق سے حسد کرتے ہوئے) باطل کا دفاع کرنا ہے' پس ایسے لوگ جو ادھر ادھر بھٹکیں ان کو اپنے حال پر چھوڑ دو" اس لیے کہ چرواہا جب ریوڑ کو جمع کرنا چاہے تو معمولی کوشش سے جمع کر لیتا ہے' پس تمہیں چاہیے کہ ریاست اور شہرت طلبی سے اجتناب کرو کیونکہ یہ دونوں ہلاکت کا باعث ہیں۔

امام کا خط اپنے ایک شیعہ کے نام:

والی آزار و اذیت پر امام حسن عسکری نے اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

مامنی احد من آبائی بمثل مامنیت به من شك هذه العصابة' بان كان هذا الامر امراً اعتقدتموه ودمتم به الی وقت ثم ینقطع فلشك موضع وان كان متصلاً ما اتصلت امور الله فما معنی الشك ......

(بحارالانوار ج ر۷۸ ص ر۳۷۲)

"میرے آباء و اجداد میں سے کسی کو بھی اس قسم کے مسائل کا سامنا نہیں کرنا پڑا کہ جس طرح اس قوم نے مجھے شک و تردید کا نشانہ بنایا' اگر چہ مسئلہ امامت کہ جس پر تمہارا عقیدہ ہے اگر یہ سلسلہ امامت رک جاتا تو شک و شبہ کی گنجائش تھی جبکہ سلسلہ امامت حکم الٰہی سے جاری و ساری ہے تو شک کس بات پر؟"

درحقیقت بعض لوگ گمراہ اور منحرف ہو گئے تھے کہ ان پر شیطان مسلط تھا اسی وجہ سے وہ لوگ حقائق سے بے خبر اور یاد خدا سے غافل ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جو امام کی امامت میں شک و تردید اور نکتہ چینیاں کرتے تھے' چنانچہ امام نے اپنے مکتوب میں واضح فرمایا۔ امر امامت کسی ایک خاص دور اور ایک وقتی (Limtied) مسئلہ نہیں ہے بلکہ امامت کا تعلق عہد الٰہی سے ہے' دراصل یہ سازش دشمن نے تیار کی تھی کہ جس کی وجہ سے شیعوں کے درمیان اختلاف پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی یہاں تک کہ شیعوں کو طمع اور لالچ دی گئی ساتھ ہی ان کو ڈرایا دھمکایا گیا کہ اہل بیت علیہم السلام سے دور ہو جائیں ورنہ ـــ جس کے نتیجے میں دشمن کے پروپیگنڈے سے ضعیف الایمان شیعہ تحت تاثیر قرار پائے اور انہوں نے امام حسن

دیکھنا شروع کردیا' چنانچہ امام نے خط میں تحریر فرمایا کہ سلسلہ امامت رکا نہیں ہے بلکہ یہ سلسلہ قیامت تک باقی رہے گا۔

امام حسن عسکریؑ کا خط ایک اور شیعہ کے نام

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے ایک شیعہ نے آپ کی خدمت میں خط لکھا' جس میں اس نے اپنے اوپر ہونے والے ظلم وستم کا ذکر کرتے ہوئے آپ سے مدد چاہی تو امام نے جواب میں یوں تحریر فرمایا:

نحن نستكفي بالله عز و جل في هذا اليوم من كل ظالم وباغ و حاسد و ويل لمن قال : ما يعلم الله عز و جل خلافه' ما ذا يلقى من ديان يوم الدين !! فان الله عزوجل للمظلومين ناصر' وعضد فثق به جل ثناؤه و استعن به يزل محنتك ويكفك شر كل ذي شر' فعل الله ذلك بك ومنّ علينا فيك' انه على كل شي قدير' استدرك الله كل ظالم في هذه الساعة ما احد ظلم و بغى فافلح' الويل لمن اخذته اصابع المظلومين فلا تغتم' وثق بالله وتوكل عليه فما اسرع فرجك' والله عزو جل مع الذين صبروا والذين هم محسنون ......'

(الدرالنظیم ص ر۳۲۵ ' نقل از تحلیلی از زندگانی امام عسکری ص ر۱۰۶)

"آج ہم ہر ظالم کے ظلم' سرکش اور حاسد شخص کے شر سے محفوظ رہنے کیلئے بارگاہ خداوند میں التجا کرتے ہیں' وائے ہو ایسے شخص پر جو خود کچھ کہے مگر خداوند عالم اُس کے متعلق آگاہ ہے کہ ایسا شخص قیامت کے دن خداوند متعال سے کس طرح روبرو ہوگا

پر بھروسہ کرو اور اسی سے ہی مدد چاہو تو خدا تمہاری مشکلات کو حل کرے گا' اور (دعا ہے کہ) خداوند عالم تمہیں ظالموں کے شر سے محفوظ رکھے' پس خدا تمہارے ساتھ ایسا ہی کرے گا یعنی تم محفوظ رہو گے۔ ہماری وجہ سے بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے اور پروردگار سے ابھی ہر ظالم اور سرکش کی سزا کیلئے درخواست کرو' اس لیے کہ کوئی ستمگر اور باغی کامیاب نہیں ہوگا اور وائے ہو' ایسے شخص پر کہ جس کی طرف مظلوموں کی انگلیاں اٹھیں' لہٰذا پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں' خداوند عالم پہ بھروسہ کرو' تو بہت جلد تمہاری مشکل حل ہو جائیگی۔ پس خدا صبر اور احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے اس مکتوب سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ظالموں' ستمگروں اور حاسدوں کے ظلم کا نشانہ بنے رہے اور ان سے سخت نالاں تھے' چنانچہ امام نے ان حالات میں صرف خدا سے پناہ مانگی کیونکہ وہی بہترین سہارا ہے' اس خط میں امام نے اعلیٰ درجہ کے توکل کا درس دیا کہ سخت حالات میں گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ تمہاری توجہ پروردگار کی طرف زیادہ سے زیادہ ہونی چاہیے' اس لیے کہ وہ ہی قادر مطلق ہر ظالم اور ستمگر کو کیفر کردار تک پہنچا سکتا ہے۔

ہم نے امام کے کچھ مکتوبات کو ذکر کیا کہ جو مکتوب تقویٰ الٰہی' حسن اخلاق اور مومنین کیلئے خیر وصلاح پر مشتمل تھے' انہیں چند مکتوب پر اختصار کے پیش نظر اکتفا کرتے ہیں' اس امید کے ساتھ کہ خداوند عالم ہمیں آئمہ معصومین کے فرامین پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

(آمین یا رب العالمین)

فصل پنجم

شہادت امام حسن عسکری علیہ السلام

سرکاری طبیبوں نے عمل کرتے ہوئے ان حالات سے لوگوں کو بے خبر رکھا تا کہ کسی کو انگشت نمائی کا موقع نہ ملے' یہی وجہ تھی کہ نمک خوار طبیب مسلسل یہ اعلان کرتے رہے کہ انہیں زہر نہیں دیا گیا بلکہ ویسے ہی طبیعت ناساز ہے' مسلسل علاج ہو رہا ہے ' امکان ہے جلد ہی صحت یاب ہو جائیں گے۔

احمد بن عبیداللہ کے بیان کا ایک حصہ پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ امام کی شخصیت' کمالات اور فضائل کا سبھی اعتراف کرتے تھے' دوسرا حصہ امامؑ کی شہادت کے سلسلے میں ہے' چنانچہ مرحوم کلینیؒ، شیخ مفیدؒ اور شیخ صدوقؒ نے بھی اس پر اعتماد کیا ہے۔

احمد کہتے ہیں. حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کے وقت خلیفہ معتمد اور روسائے حکومت پر ایسی کیفیت طاری تھی کہ میں حیرت میں پڑ گیا کہ جس کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا' چنانچہ امام عسکری علیہ السلام بستر بیماری پر ہیں اور میرے والد کو اطلاع ملی تو وہ فوراً قصر خلافت پہنچے' جب واپس آئے تو ان کے ساتھ خلیفہ کے پانچ مخصوص غلام تھے' انہیں امامؑ کے مکان پر رہنے کا حکم دیا گیا' پھر کچھ اطباء کو بلایا گیا کہ وہ یکے بعد دیگرے ان کے پاس رہیں' صبح و شام ان پر نظر رکھیں۔

اس کے دو یا تین دن بعد میرے والد کو خبر ملی کہ امامؑ کی کمزوری بڑھ گئی ہے تو وہ صبح سویرے آپ کی خدمت میں پہنچے' تمام اطباء کو حکم دیا گیا کہ وہ گھر ہی پر رہیں' اس کے بعد انہوں نے قاضی القضاۃ (Chief Justic) کو حکم دیا کہ دس متقی اور پارسا افراد کو امامؑ کے مکان پر رات دن رہنے کا حکم دیدیں' قاضی القضاۃ نے حکم کی تعمیل کی۔ (اکمال الدین ج ۱/ص ۱۴۷)

جس نے بھی امام کی شہادت کو بیان کیا ہے اسی نے اس روایت کو نقل کیا

کئی عباسی سلاطین کا دور دیکھا' اور ہر ایک نے اپنے اپنے اعتبار سے آپ پر ظلم ڈھائے۔ آپ کی امامت کے ابتدائی دور میں متوکل حاکم وقت تھا جس کی عادات اور خصلتیں یزید سے کم نہ تھیں اور متوکل کے بعد منتصر نے حکومت سنبھالی اور ایک سال کے بعد اس کا بھی خاتمہ ہو گیا' تو مستعین تخت پر بیٹھا اور چار برس اس نے حکومت کی' اس کے بعد ۲۵۲ھ میں معتز باللہ نے حکومت ہاتھ میں لی اور تین برس میں اس کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ پھر معتز باللہ کے بعد مہتدی کا دور آیا تو ایک سال کے عرصے میں یہ بھی قتل کر دیا گیا' جس کے بعد معتمد باللہ نے تخت حکومت سنبھال لیا اور یہ بد بخت تئیس ۲۳ سال تک حکومت پر مسلط رہا اور ان ظالم حکمرانوں نے آپ کو شہید کرنے کیلئے ہر قسم کی سازشیں تیار کیں اور اسی طرح مسلمانوں کو ذلیل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی اور امام کو قید و بند کی صعوبتوں میں رکھا تا کہ وہ حجت خدا وجود میں نہ آئے پائے کہ جو ہر ظلم کا خاتمہ اور نظام عدالت کو استوار کرنے والا ہے۔

واقعات شہادت

متوکل کے قتل کے وقت تقریباً آپ پندرہ یا سولہ برس کے تھے اور اسی جوانی کے عالم میں آپ پر کیسے کیسے ظلم ڈھائے گئے کہ جس کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے کہ امام کی اٹھائیس ۲۸ سالہ زندگی میں ہی ضعیفی کے آثار نمودار ہو گئے تھے' بھلا ایسا کیوں نہ ہوتا کیونکہ عالم غربت کے ساتھ ساتھ قید و بند کی صعوبتوں کا سامنا تھا' امام حسن عسکری علیہ السلام بچپنے ہی میں اپنے پدر بزرگوار حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے ساتھ نظر بند رہے اور اپنے والد کی شہادت کے بعد قید کی زندگی گزاری' حکومت کی ستم ظریفی کا یہ حال تھا کہ نہ فقط شیعہ ملاقات سے محروم تھے بلکہ آپ کے اہلبیت

کا بھی ملنا ممکن نہیں تھا۔ گویا ہر آنے والے طاغوت کی یہی کوشش رہی کہ کسی طریقے سے انہیں قتل کر دیا جائے' اسی لیے ہر قسم کا حیلہ و حربہ استعمال کیا گیا' قید خانے میں درندوں کو چھوڑا گیا' کبھی سرکش گھوڑوں پر سواری کروائی گئی یہاں تک کہ تمام مکاریوں کو بروئے کار لایا گیا' مگر قدرت ہر مرحلے پر ان کی فضیلتوں کا اظہار کرتی رہی' بہرکیف حکومتیں ستاتی رہیں اور اللہ فضیلتوں کے چراغ روشن کرتا رہا' قید و بند کی صعوبتوں سے جسم تو نحیف ہو سکتا ہے مگر کردار کی روشنی میں ضعف نہیں آسکتا' ۲۵۵ھ میں معتمد نے آپ کو زندان سے رہا کیا اور ۲۵۶ھ میں امام عصر عجل اللہ فرجہ الشریف کی ولادت ہوئی' فرعونیت کے سارے حربے نقش بر آب ہوئے' چنانچہ جسے اللہ حیات دینا چاہے اسے کون مٹا سکتا ہے' حجت خدا کی زندگی حالات کے تابع نہیں ہوتی بلکہ حالات حجت خدا کے تابع ہوا کرتے ہیں' ہر خاص و عام کی توجہ امامؑ کی طرف مرکوز تھی اور آپ ہی مرکز خلائق تھے' یہ حالات معتمد کیلئے قابل برداشت نہ تھے اس لیے اس نے اپنے آباء واجداد کے طریقے پر عمل کرتے ہوئے آپ کو شہید کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا' لہٰذا معتمد عباسی نے زہر آلود کھانا تیار کروا کر اپنے خادم کے ذریعہ امامؑ تک بھجوایا اور حکم دیا کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کو یہ کھانا ضرور کھلایا جائے خادم نے آ کر عرض کی: حضور یہ کھانا خاص طور پر آپ کیلئے تیار کیا گیا ہے' امام نے فرمایا: جب میرے لیے ہی تیار کیا گیا ہے

تو پھر میں ہی کھاؤں گا' چنانچہ کھانا کھاتے ہی جسم اطہر پر زہر نے اثر دکھانا شروع کیا اور ادھر حکومت کو حالات کی خبر تھی' اپنے قدیمی رویے اور مکر و فریب کے تحت تیمارداری کا انتظام کروایا اور حکومت کے مخصوص طبیبوں کو بھیجا گیا تا کہ وہ نظر رکھیں کہ زہر کی شدت میں کمی کوئی نہ ہونے پائے' اسی پالیسی کے تحت

سرکاری طبیبوں نے عمل کرتے ہوئے ان حالات سے لوگوں کو بے خبر رکھا تا کہ کسی کو انگشت نمائی کا موقع نہ ملے' یہی وجہ تھی کہ نمک خوار طبیب مسلسل یہ اعلان کرتے رہے کہ انہیں زہر نہیں دیا گیا بلکہ ویسے ہی طبیعت ناساز ہے' مسلسل علاج ہو رہا ہے' امکان ہے جلد ہی صحت یاب ہو جائیں گے۔

احمد بن عبیداللہ کے بیان کا ایک حصہ پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ امام کی شخصیت' کمالات اور فضائل کا بھی اعتراف کرتے تھے' دوسرا حصہ امامؑ کی شہادت کے سلسلے میں ہے' چنانچہ مرحوم کلینیؒ، شیخ مفیدؒ اور شیخ صدوقؒ نے بھی اس پر اعتماد کیا ہے۔

احمد کہتے ہیں. حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کے وقت خلیفہ معتمد اور روسائے حکومت پر ایسی کیفیت طاری تھی کہ میں حیرت میں پڑ گیا کہ جس کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا' چنانچہ امام عسکری علیہ السلام بستر بیماری پر ہیں اور میرے والد کو اطلاع ملی تو وہ فوراً قصر خلافت پہنچے' جب واپس آئے تو ان کے ساتھ خلیفہ کے پانچ مخصوص غلام تھے' انہیں امامؑ کے مکان پر رہنے کا حکم دیا گیا' پھر کچھ اطباء کو بلایا گیا کہ وہ یکے بعد دیگرے ان کے پاس رہیں' صبح و شام ان پر نظر رکھیں۔

اس کے دو یا تین دن بعد میرے والد کو خبر ملی کہ امامؑ کی کمزوری بڑھ گئی ہے تو وہ صبح سویرے آپ کی خدمت میں پہنچے' تمام اطباء کو حکم دیا گیا کہ وہ گھر ہی پر رہیں' اس کے بعد انہوں نے قاضی القضاۃ (Chief Justic) کو حکم دیا کہ دس متقی اور پارسا افراد کو امامؑ کے مکان پر رات دن رہنے کا حکم دیدیں' قاضی القضاۃ نے حکم کی تعمیل کی۔ (اکمال الدین ج ۱ ص ۱۲۰)

جس نے بھی امام کی شہادت کو بیان کیا ہے اس نے اس روایت کو نقل کیا ہے کہ راوی کہتا ہے: حضرت امام صادق فرماتے ہیں:

"ہم (آئمہ معصومین) میں سے ہر فرد یا تو قتل کیا جائے گا یا اسے زہر دیا جائے گا"

علاوہ ازیں احمد بن عبیداللہ بن خاقان کی روایت خود اس امر کا ثبوت ہے کہ معتمد عباسی کا رویہ امام کے متعلق کیا تھا' اس نے کیا کیا حیلے و حربے استعمال کیے تا کہ اصل واقعے پر پردہ پڑ جائے' لیکن ان تمام حقائق کے پیش نظر وہ کس طرح امام کے خون سے بری الذمہ ہو سکتا ہے' جبکہ اس حقیقت کا راز اسی دن لوگوں پر واضح ہو گیا تھا کہ اگر امام کی موت طبعی تھی تو درباری اطباء کی نگرانی' مخصوص افراد کو گواہی کیلئے پیش کرنا' عوام کو حقیقت حال سے بے خبر رکھنا' امام کے اہل خانہ کو ملاقات سے روکنا' مخصوص افراد کا پہرہ' اور دوسری پابندیاں کس بنیاد پر تھیں؟ اور اسی طرح قاضی القضاۃ کو کیوں حکم دیا گیا کہ وہ دس دیندار افراد کو دن رات امام پر مامور رکھے' پھر ابوعیسیٰ نے امام کے چہرے کو کھول کر علویوں' ہاشمیوں' عباسیوں اور قاضیوں کو کیوں دکھایا کہ آپ کی موت طبعی طور پر ہوئی ہے۔ اگر وہ اس جرم میں ملوث نہ ہوتا تو ان تمام حیلوں کا کیا مقصد؟

عقید کا بیان ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ نے مجھ سے فرمایا:

"مجھے زہر دیا گیا ہے اور میرے انتقال کا وقت قریب ہے" زہر کی شدت سے امامؑ کی حالت دگرگوں ہوئی تو امامؑ نے فوراً پانی طلب کیا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے پانی پیش کیا' آپ نے وضو کیا اور مصلی عبادت پر تشریف لے گئے۔ نماز ادا کی' بارگاہ الٰہی میں راز و نیاز کی' اس کے بعد بستر پر تشریف لائے' پھر پانی طلب

کیا' مگر ہاتھوں میں اتنا رعشہ تھا کہ پانی پی نہ سکے۔ پیالہ کنیز کے حوالے کر دیا' اس کے بعد آپ خاموش ہو گئے' آٹھ ربیع الاول ۲۶۰ ھ کو حضرت امام حسن عسکری کی شہادت ہوئی' تاریخ عزا میں اس تاریخ کی بہت اہمیت ہے' کیونکہ وارث غم اور صاحب عزا موجود ہیں' لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم سب مل کر اپنے بارہویں امام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی خدمت میں تعزیت پیش کریں اور عرض کریں: یا بن رسول اللہ! آپ تو ہر روز کربلا کے غم کو' حسینؑ مظلوم کی تشنہ لبی کو اور کبھی خیام حسینی کو یاد کر کے روتے ہیں اور جیسا کہ فرماتے ہیں:

لئین اخرتنی الدهور و عاقنی عن نصرك المقدور
...... فلا ندبنك صباحاً و مساءً ولا بكين عليك بدل
الدموع دماً (زیارت ناحیه)

"اے جد بزرگوار اگر چہ زمانے کے لحاظ سے مجھے بعد میں رکھا گیا اور مجھے موقع نہ مل سکا کہ کربلا میں آپ کی نصرت کر سکوں تو اب میں آپ کی مظلومیت پر صبح و شام گریہ و ماتم کرتا ہوں اور صبح و شام آپ کے مصائب پر روتا ہوں اور (اے جد مظلوم جب تک میں زندہ ہوں تمہاری مظلومیت پر) گریہ کرتا رہوں گا' اگر میری آنکھوں سے آنسو تمام ہو گئے تو تم پر خون کے آنسو روؤں گا۔"

امام بستر شہادت پر بہت ضعیف ہو چکے تھے کہ عقید نامی غلام نے کہا کہ مولیٰ نے مجھے حکم دیا کہ دوسرے کمرے میں چلے جاؤ اور ایک بچہ کہ جو سجدہ میں ہو گا' اُسے بلا لاؤ۔ غلام گیا تو دیکھا کہ بچہ سجدہ الٰہی میں ہے' جس کا چہرہ چاند کی طرح چمک رہا تھا اور گندمی رنگ تھا میں نے عرض کیا: آپ کو امام نے طلب کیا ہے تو وہ

اپنے پدر بزرگوار کے پاس تشریف لائے۔ جب امام عسکری کی نگاہ اس بچہ پر پڑی تو زار و قطار رونے لگے اور فرمایا:

یا سید اهلبیته اسقنی الماء فانی ذاهب الی ربی'

"اے اہل بیت کے وارث اب پروردگار سے ملاقات کا وقت قریب آ گیا ہے' مجھے پانی پلا دو۔"

شہزادے نے پانی پیش کیا اور اپنے ہاتھوں سے پانی پلایا' پھر امام نے فرمایا: بیٹا! میرے لیے نماز کا اہتمام کرو' شہزادے نے وضو کا انتظام کیا' امام نے اُن سے فرمایا: "اے بیٹا تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ تم صاحب الزمان اور مہدی برحق ہو' تم ہی اس زمین پر اللہ کی حجت ہو اور یہ عہدۂ الٰہی ہے کہ جسے میرے بابا نے مجھے دیا اور میرے آباء طاہرین نے رسول خدا (ص) سے لیا ہے۔

(منتہی الامال ج ۲ ص ۲۷۸' سوگنامہ آل محمد ص ۱۵۱' ۱۵۲)

پس امام عسکری علیہ السلام نے امام زمانہ (عج) کا وہیں تعارف کرا دیا تا کہ امت کا سلسلہ امامت کے ساتھ مربوط رہے' بہر کیف مولیٰ نے آخری دم تک اپنے بابا کو پانی پلایا اور وضو و نماز کا اہتمام کیا'

ہاں اے امام زمانہ آپؑ اپنے بابا کے پاس موجود تھے' مگر کربلا میں بھی ایک بیٹا تھا جو اپنے باپ کے سرہانے نہ آ سکا اور اپنے مظلوم باپ کو پانی نہ پلا سکا اور حد یہ ہوئی کہ باپ کا لاشہ تپتے ہوئے صحرا میں پڑا ہوا اور جوان بیٹے کو قیدی بنا کر لایا جا رہا ہے اور دوسری طرف ثانی زہراؑ فریاد کر رہی ہیں:

اے نانا جان! یہ آپ کا حسینؑ جلتی زمین پر پڑا ہے۔ ذرا بیٹیوں کا حال تو دیکھئے' رسن بستہ قیدی بن کر جا رہی ہیں۔

ابن حجر نے بھی نقل کیا ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت آٹھ ربیع الاول جمعہ کے دن بوقت نماز صبح ہوئی۔ جیسے ہی شہادت کی خبر پھیلی' پورے سامراء میں کہرام برپا ہو گیا' (جلاء العیون ص/۲۹۶' صواعق المحرقہ ص/۱۴۴)

ہر طرف آہ بکا کی آوازیں آ رہی تھی' ماتم و فریاد سے سامراء کی گلیوں میں قیامت کا منظر تھا' بازار بند ہو گئے ہیں' تمام بنی ہاشم' فوجی افسران' ارکان حکومت' امرائے دربار اور تمام دوسرے لوگوں نے آپ کی تشییع جنازہ میں شرکت کی۔ امام کی بڑی شان و شوکت سے تجہیز و تکفین کی گئی' نہایت عزت و احترام کے ساتھ آپ کا جنازہ اٹھایا گیا' ایسے میں معتمد کے حکم سے عیسیٰ بن متوکل جو عموماً نماز جنازہ پڑھایا کرتا تھا' آگے بڑھا' اُس نے کفن کو سر سے ہٹا کر بنی ہاشم اور سب کو چہرہ دکھایا اور کہا:

مات حتف انفه علی فراشه

"اے لوگو! دیکھیں یہ اپنے بستر پر قضائے الٰہی سے فوت ہوئے ہیں۔"

پھر اُس نے چہرہ مبارک پر کپڑا ڈال دیا۔

(تذکرۃ المعصومین ص/۲۳۹' سیرہ حلبیہ ص/۵۷۴)

شہادت کے سلسلہ میں ابو الادیان کی روایت

اکمال الدین میں شیخ صدوقؒ نے ابوالادیان سے روایت کی ہے کہ میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت کیا کرتا تھا' اور جب بھی امامؑ کسی جگہ تشریف لے جاتے تو میں اُن کے ہمراہ ہوتا تھا۔ حضرت کے خطوط کو پہنچانے کی سعادت بھی مجھے حاصل تھی' چنانچہ امامؑ بستر بیماری پر تھے کہ جس کے باعث آپ کی شہادت ہوئی' اسی دوران میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے کئی خطوط لکھے' اور فرمایا:

تم ان خطوط کو مدائن پہنچاؤ' جب تم ان خطوط کے جوابات لے کر پندرہ روز کے بعد سامراء واپس آؤ گے تو ہمارے گھر میں عزاداری اور ماتمداری ہو رہی ہو گی' میرا جنازہ تجہیز و تکفین کیلئے آمادہ ہو گا'

ابوالادیان بہت غمگین ہوئے اور پوچھا: یا ابن رسول اللہ! آپ کی عدم موجودگی میں' میں کس کی طرف رجوع کروں؟

فرمایا: تم ایسے شخص کی طرف رجوع کرنا کہ جس میں یہ نشانیاں موجود ہوں' وہ تم سے خطوط یک جوابات کا مطالبہ کرے گا' وہ ہی میرے بعد میرا نائب ہو گا' اور اس کی دوسری نشانی یہ ہو گی کہ وہ میری نماز جنازہ پڑھائے گا اور تیسری نشانی یہ ہو گی کہ اُسے غیب کی باتوں سے آگاہی ہو گی' چنانچہ وہ میرے بعد ہمارا قائم مقام ہو گا۔

امام کی جلالت اور عظمت مانع ہوئی کہ مزید کوئی سوال کر سکوں' میں آپ کے خطوط لے کر مدائن چلا گیا اور ان کے جوابات لے کر پندرہویں دن جب شہر سامراء میں داخل ہوا تو میں نے امام کے گھر سے گریہ وزاری کی آواز سنی اور دروازے پر آپ کے بھائی جعفر کذاب کو دیکھا۔ جعفر کے اردگرد بہت سے شیعہ جمع تھے' وہ جعفر کو امام کی شہادت کا پرسا دے رہے تھے اور کچھ لوگ جعفر کو حضرت کے بعد امام بننے پر مبارک باد بھی دے رہے تھے' میں نے دل ہی دل میں کہا کہ اگر جعفر ہی امام ہیں تو پھر امامت کا خدا ہی حافظ ہے' ایسے میں عقید نامی غلام نے جعفر سے کہا : آپ کے بھائی کو غسل و کفن دے دیا گیا ہے' اب آپ نماز جنازہ پڑھایئے' تو جعفر گھر کے اندر آئے اور جب امام حسن عسکری علیہ السلام کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے آگے بڑھے اور تکبیر کہنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ پانچ سالہ بچے (بارہویں تاجدار ولایت) نے آگے بڑھ کر کہا:

"تاخر یا عم فأنا احق بالصلاۃ علی ابی "

"اے چچا جان! رک جایئے! میں اپنے بابا کی نماز جنازہ پڑھانے کا آپ سے زیادہ حق دار ہوں۔"

امام زمانہ (عج) نے چچا کو روک کر ہمارے لیے واضح کر دیا کہ (معصوم کی نماز جنازہ غیر معصوم نہیں پڑھا سکتا) یہ سن کر جعفر ہٹ تو گئے' مگر ان کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ پس شہزادے نے آگے بڑھ کر آپ کی نماز جنازہ پڑھائی' اس کے بعد جسد اطہر کو اٹھایا گیا اور پھر آپ کو اپنے بابا علی نقیؑ کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔ اس کے بعد شہزادے نے مجھ سے فرمایا:

ان خطوط کے جوابات جو تمہارے پاس موجود ہیں وہ لے آؤ۔

میں نے ان خطوط کو امام زمانہ (عج) کی خدمت میں پیش کیا اور اپنے آپ

سے کہا کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے بعد ہونے والے امامؑ کے متعلق دو نشانیاں تو اس بچے میں موجود ہیں لیکن تیسری واضح نشانی نہیں۔

بعد ازیں میں جعفر کذاب کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ بہت زیادہ پریشان ہے "حاضر وشا" نامی شخص نے جعفر سے کہا:

وہ صاحبزادہ (جس نے نماز جنازہ پڑھائی) وہ کون تھا؟ (دراصل حاضر کا مطلب یہ تھا کہ جعفر کو شرمندہ کرے)

جعفر نے کہا: خدا کی قسم! میں نے اس سے پہلے اس شہزادے کو نہیں دیکھا اور اُسے پہچانتا بھی نہیں۔

ابو الادیان کہتے ہیں:

اسی دوران قم سے چند افراد پر مشتمل ایک وفد آیا۔ انہوں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے متعلق سوال کیا' انہیں بتایا گیا کہ امام کی شہادت ہو گئی ہے' انہوں نے بعد کے امام کے متعلق دریافت کیا کہ وہ کون ہیں؟ لوگوں نے جعفر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ گیارہویں امام کے جانشین یہ ہیں۔ اہل قم کے وفد نے جعفر کو تعزیت اور تسلیت پیش کی اور جانشینی پر انہیں مبارک باد دی اور عرض کیا، ہمارے پاس کچھ خطوط اور کچھ اموال ہیں۔ اتنا ضرور بتائیں کہ خطوط کو کس نے لکھا اور اموال کو کس نے بھیجا ہے؟

جعفر اپنے مقام سے کپڑوں کو جھاڑتے ہوئے اٹھے جبکہ زمزمہ کر رہے تھے۔ "کیا ہم سے علم غیب پوچھنا چاہتے ہو؟ اسی دوران (امام زمانہ) کی طرف سے ایک خادم آیا اور اس نے کہا: تمہارے پاس فلاں فلاں آدمی کے خطوط ہیں اور تمہارے پاس ایک تھیلی میں ہزار دینار کہ جس میں دس دینار سونے کے ہیں۔

قم سے آئے ہوئے وفد نے وہ دینار اور اشرفیوں والی تھیلی اور خطوط خادم کے حوالے کر دیئے اور کہنے لگے۔

""جس نے آپ کو ہمارے پاس بھیجا ہے اصل میں وہی امام ہے"

اس واقعہ کے بعد جعفر کذاب معتمد عباسی کے پاس گیا اور کہا: میرے بھائی حسن عسکری علیہ السلام کے گھر ایک بچہ ہے کہ جس کی امامت پر شیعہ ایمان لا رہے ہیں۔

جعفر کون تھے؟ جعفرؔ حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے بیٹے اور تعلیمات اسلامی سے بیگانہ تھے' امام علی نقیؑ نے اپنے اصحاب کو اس سے دور رہنے کا حکم دیا اور فرمایا:

وہ (جعفر) میرے لیے اس طرح ہے جس طرح کنعان (حضرت نوحؑ کا بیٹا) نوحؑ کیلئے تھا' حضرت نوحؑ نے کہا: خدایا یہ میرا بیٹا ہے' خدا نے جواب دیا اے نوحؑ یہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے بلکہ وہ بدکاری کا ایک نمونہ ہے" (۱)

بہرکیف جعفر کی مخبری پر معتمد نے فوری طور پر اپنے کارندوں کو امام حسن عسکری علیہ السلام کے گھر کی تلاشی کے لیے بھیجا تو اس کے سپاہیوں نے پورے گھر کی تلاشی لے لی مگر انہیں کچھ نہ ملا تو انہوں نے امامؑ کا گھر کے ساز و سامان لوٹنا شروع کر دیا تو اسی دوران امام زمانہ (عج) گھر سے باہر نکل گئے مگر آپ کو کوئی دیکھ نہ سکا۔ اس وقت امام کا سن چھ سال کا تھا۔ آخر کار انہوں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی کنیز بنام "صیقل" کو گرفتار کیا اور امام زمانہ (عج) کے متعلق پوچھ تاچھ کی' مگر اس نے صاف انکار کر دیا اور اس بات پر ثابت قدم رہی کہ کہیں راز فاش نہ ہو جائے' پھر اس نے جستجو کرنے والی کمیٹی سے کہا: (تا کہ امام زمانہ کو ان کے شر سے

۱۔ تاریخ سامراء ج ۲ / ۲۵۱' نقل از آئمہ معصومین کی زندگی کا تحقیقی جائزہ ص / ۲۳۱ ۔ ۲۳۲' سیرہ اہلبیت ص ۲۰۱۔

محفوظ رکھ سکے) "میں حاملہ ہوں" تو حکام نے فوراً اس کی کڑی نگرانی شروع کر دی' انہوں نے اُسے معتمد' موفق اور قاضی ابن ابی الشوراب کی خواتین کے ساتھ رکھا' اس سے ایک لمحہ بھی غافل نہ رہے' طویل عرصہ گزر گیا مگر کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا اور صیقل دو سال تک اسی حال میں مقید رہی' آخر کار عبید اللہ بن خاقان کا انتقال ہو گیا اور صاحب زنج نے بصرہ پر چڑھائی کر دی' جس کی وجہ سے اس مسئلے کو بھول گیا اور خاتون کو گھر بھیج دیا۔

(۔ اکمال الدین ج ۲/ ص / ۱۵۰، ۱۵۲' بحار الانوار ج ۵۰/ ص ۳۳۲' ۳۳۳)

امام حسن عسکری علیہ السلام کا جنازہ عالم غربت میں ہونے کے باوجود اس شان سے اٹھایا گیا' جس میں سران مملکت' بادشاہ وقت سے لے کر عوام الناس تک شریک تھے' غرض آپ کے جنازے میں ہزاروں کی تعداد موجود تھی اور حضرت کو اپنے پدر بزرگوار امام علی نقی علیہ السلام کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔ یہ تو حسن عسکریؑ کا جنازہ تھا کہ بڑی شان و شوکت سے اٹھایا گیا' لیکن مجھے ایک اور حسن کا جنازہ دکھائی دیتا ہے جس کو مدینہ رسول میں اٹھایا گیا' مگر اس جنازے پر تیروں کی بارش ہوئی یہاں تک کہ تابوت میں ستر تیر پیوست ہو گئے آخر میں دعا:

خدایا! تجھے واسطہ اپنی عزت و جلالت کا اور محمدؐ و آل محمدؐ کی حرمت کا' امام زمانہ' قائم برحق' الحجہ ابن الحسن کے ظہور میں تعجیل فرما۔

یا اللہ! ہمیں امام زمانہ (عج) کے اعوان و انصار اور راہ ولایت کے مبلغین میں سے قرار دے۔

بار الہا! تو ہمارے گناہوں کو بخش دے، ہمیں امام زمانہ (عج) کی دعائیں نصیب فرما۔

پروردگارا! بحق امام زمانہ (عج) مسلمانوں میں وحدت اور مومنین کو سر بلندی عطا کر اور عالم طاغوت پر فتح و نصرت عطا فرما۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

غلام حسین عدیل
۱۵ شوال
بروز جمعرات ۱۴۲۳ھ
۱۹ دسمبر ۲۰۰۲
برنلے برطانیہ

زیارت نامہ حضرت امام حسن عسکری (ع)

شیخ نے معتبر سند کے ساتھ آنحضرت سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ نے فرمایا:

"میری قبر سر من رای میں ہو گی جو تمام لوگوں کے لئے امن اور جانثین کے لئے بلاؤں اور عذاب خدا سے محفوظ رہنے کا ذریعہ ہے۔ (مجلسی اول نے جانثین سے مراد شیعہ و سنی لیا ہے۔)" آپ نے فرمایا:

دوست و دشمن سب آپ کے مرقد مطہر سے فیض حاصل کر رہے ہیں، آپ کا روضہ انور بالکل ایسے ہی مقام امن جیسے کاظمین میں روضہ مبارک بغداد والوں کے لئے امن کی جگہ ہے۔

سید بن طاؤس فرماتے ہیں:

" جب تم امام حسن عسکری ں کی زیارت سے مشرف ہونا چاہو تو وہ تمام امور بجا لاؤ جو آپ کے پدر بزرگوار حضرت امام ہادی (ع) کی زیارت سے فیض یاب ہونے کے لئے بجا لاتے ہو۔"

اس کے بعد ضریح مطہر کے پاس کھڑے ہو کر یوں کہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَوْلَايَ يَا اَبَا مُحَمَّدٍ

سلام آپ پر اے میرے مولا! اے ابو محمدؑ

اَلْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ الْهَادِيَ الْمُهْتَدِيَ وَرَحْمَةُ

حسنؑ ابن علیؑ ہادی مہدی (اور اللہ کی رحمت ہو اور اس کی

اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَلِيَّ اللّٰهِ وَ

برکات ہوں) ، سلام آپ پر اے ولی خدا اور فرزند

ابْنَ اَوْلِيَآئِهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حُجَّةَ اللّٰهِ وَ

اولیاءِ خدا، سلام آپ پر اے حجت خدا اور فرزند

ابْنَ حُجَجِهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَفِيَّ اللّٰهِ وَ

حجت خدا، سلام آپ پر اے منتخب خدا اور فرزند

ابْنَ اَصْفِيَآئِهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ اللّٰهِ

منتخب خدا، سلام آپ پر اے خلیفہ خدا اور فرزند

وَابْنَ خُلَفَآئِهِ وَاَبَا خَلِيْفَتِهٖ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

خلفاء خدا اور پدر خلیفہ خدا ، سلام آپ پر اے فرزند

يَا ابْنَ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ

خاتم الانبیاء سلام آپ پر اے فرزند سید

سَيِّدِ الْوَصِيِّيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ اَمِيْرِ

الاوصیاء ، سلام آپ پر اے فرزند امیر المومنین

الْمُؤْمِنِيْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ سَيِّدَةِ نِسَآءِ

سلام آپ پر اے فرزند سیدہ نساء العالمین

الْعَالَمِيْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ الْاَئِمَّةِ

سلام آپ پر اے فرزند آئمہ ہادین

الْهَادِيْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ الْاَوْصِيَآءِ

سلام آپ پر اے فرزند اوصیاء راشدین

الرَّاشِدِيْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عِصْمَةَ

سلام آپ پر اے نگہبانِ اہل تقوی

الْمُتَّقِيْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِمَامَ الْفَآئِزِيْنَ ،

سلام آپ پر اے کامیاب لوگوں کے امام

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارُکْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ،

سلام آپ پر اے مومنین کے سہارے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا فَرَجَ الْمَلْهُوْفِیْنَ ،

سلام آپ پر اے غم ناک دلوں کی کشادگی

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ الْاَنْبِیَآءِ الْمُنْتَجَبِیْنَ ،

سلام آپ پر اے برگزیدہ خدا انبیاء کے وارث

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَازِنَ عِلْمِ وَصِیِّ رَسُوْلِ

سلام آپ پر اے رسول خدا کے وصی کے علم کے خزینہ دار

اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا الدَّاعِیْ بِحُکْمِ

سلام آپ پر اے حکم خدا سے مخلوق کو دعوت دینے والے

اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّاطِقُ بِکِتَابِ اللّٰهِ ،

سلام آپ پر اے کتاب خدا سے کلام کرنے والے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حُجَّةَ الْحُجَجِ

سلام آپ پر اے خدا کی حجتوں کے حجت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا هَادِیَ الْاُمَمِ

سلام آپ پر اے امتوں کے ہادی

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَلِیَّ النِّعَمِ

سلام آپ پر اے ولی نعمت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَیْبَةَ الْعِلْمِ ،

سلام آپ پر اے علم کے خزینہ دار

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَفِیْنَةَ الْحِلْمِ ،

سلام آپ پر اے حلم کا سفینہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا الْاِمَامِ الْمُنْتَظَرِ

سلام آپ پر اے امام منتظر کے والد بزرگوار

اَلظَّاهِرَةِ لِلْعَاقِلِ حُجَّتُهُ وَالثَّابِتَةِ فِی الْیَقِیْنِ

جس کی حجت عقل مندوں کے لیے ظاہر ہے اور جس کی معرفت یقین کی دنیا میں

مَعْرِفَتُهُ الْمُحْتَجَبِ عَنْ اَعْیُنِ الظَّالِمِیْنَ وَ

ثابت ہے ، جو ظالموں کی نگاہوں سے غایب ہے اور

الْمُغَیَّبِ عَنْ دَوْلَةِ الْفَاسِقِیْنَ ، وَالْمُعِیْدِ رَبُّنَا

فاسقوں کی حکومت سے پوشیدہ ہے ، جس کے ذریعے ہمارے رب

بِهِ الْاِسْلَامَ جَدِیْدًا بَعْدَ الْاِنْطِمَاسِ وَالْقُرْآنَ

نے دین اسلام کے از سر نو وجود کا وعدہ کیا ، بعد اس کے کہ وہ محو ہو چکا ہے

غَضًّا بَعْدَ الْاِنْدِرَاسِ ، اَشْهَدُ یَا مَوْلَایَ اَنَّكَ

قرآن کو پژمردگی کے بعد سرسبز بنائے گا ، میں گواہی دیتا ہوں اے میرے مولا

اَقَمْتَ الصَّلٰوةَ ، وَاٰتَیْتَ الزَّكٰوةَ وَاَمَرْتَ

کہ آپ نے نماز قائم کی ، زکاۃ ادا کی

بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَیْتَ عَنِ الْمُنْكَرِ ، وَدَعَوْتَ

اور امر بالمعروف نہی از منکر کیا اور اپنے رب کے

اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ

کے راستے کی طرف دعوت دی حکمت اور موعظہ

الْحَسَنَةِ ، وَعَبَدْتَ اللّٰهَ مُخْلِصًا حَتّٰی اَتٰیكَ

حسنہ کے ذریعہ اور خلوص کے ساتھ اللہ کی عبادت کی یہاں تک

الْیَقِیْنُ ، اَسْئَلُ اللّٰهَ بِالشَّانِ الَّذِیْ لَكُمْ عِنْدَهٗ

کہ موت کا وقت آ گیا ۔ میں اللہ سے سوال کرتا ہوں ، اس شان کے واسطہ

اَنْ یَّتَقَبَّلَ زِیَارَتِیْ لَكُمْ ، وَیَشْكُرَ سَعْیِیْ

سے جو اللہ کے نزدیک آپ کی ہے کہ میری زیارت قبول کر لے اور کوشش کو قبول

اِلَیْكُمْ ، وَیَسْتَجِیْبَ دُعَآئِیْ بِكُمْ ، وَ

کرلے اور میری دعا کو قبول کر لے آپ کے ذریعہ ، اور

یَجْعَلَنِیْ مِنْ اَنْصَارِ الْحَقِّ وَاَتْبَاعِهٖ ، وَ

مجھ کو حق کے مددگاروں ، پیروی کرنے والوں

اَشْیَاعِهٖ وَمَوَالِیْهِ وَمُحِبِّیْهِ وَالسَّلَامُ عَلَیْكُمْ

اس کے شیعوں ، اس کے دوستوں اور محبوں میں قرار دے اور سلام آپ پر

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اور اللہ کی رحمت و برکات ہوں

پھر ضریح کا بوسہ دے اور داہنا خسارہ اس پر رکھے

پھر بایاں رخسارہ رکھے اور پڑھے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ وَ

خدایا درود نازل کر میرے سردار محمدؐ ، اور ان کے اہل بیت پر اور

صَلِّ عَلَی الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ الْهَادِیْ اِلٰی دِیْنِكَ

درود بھیج حسن ، بن علی ، پر جو ہادی دین ہیں

وَالدَّاعِیْ اِلٰی سَبِیْلِكَ عَلَمِ الْهُدٰی وَ

اور تیری راہ کی دعوت دینے والے ہیں ، ہدایت کی نشانی اور

مَنَارِ التُّقٰی وَمَعْدِنِ الْحِجٰی وَمَاْوَی النُّهٰی

تقویٰ کا منارہ اور معدن خردمندی اور محل عقل کامل ہیں ،

وَغَيْثِ الْوَرٰى وَسَحَابِ الْحِكْمَةِ وَ

باران رحمت اور سحاب حکمت ' اور

بَحْرِ الْمَوْعِظَةِ وَوَارِثِ الْاَئِمَّةِ وَ

موعظہ کا دریا اور آئمہ کے وارث ہیں

الشَّهِيْدِ عَلَى الْاُمَّةِ الْمَعْصُوْمِ الْمُهَذَّبِ وَ

اور امت پر گواہ ہیں ' معصوم ' ہر عیب سے پاک

الْفَاضِلِ الْمُقَرَّبِ وَالْمُطَهَّرِ مِنَ الرِّجْسِ

فضل والے ' قربت خدا والے ' رجس سے پاک و پاکیزہ ہیں

الَّذِيْ وَرَّثْتَهُ عِلْمَ الْكِتَابِ وَاَلْهَمْتَهُ فَصْلَ

جن کو تو نے وارث علم کتاب بنایا ہے اور حق و باطل میں فیصلے کی قوت دی ہے '

الْخِطَابِ وَنَصَبْتَهُ عَلَماً لِاَهْلِ قِبْلَتِكَ وَ

اور جن کو اہل قبلہ کے لیے امامت کی نشانی بنایا ہے

قَرَنْتَ طَاعَتَهُ بِطَاعَتِكَ وَفَرَضْتَ مَوَدَّتَهُ عَلٰى

جن کی اطاعت کو اپنی اطاعت سے ملایا ہے اور جن کی مودت کو تمام

جَمِيْعِ خَلِيْقَتِكَ اَللّٰهُمَّ فَكَمَا اَنَابَ بِحُسْنِ

مخلوق پر فرض کیا ہے ' خدایا جس طرح وہ حسن اخلاص کے ساتھ

الْاِخْلَاصِ فِيْ تَوْحِيْدِكَ وَاَرْدٰى مَنْ خَاضَ

تیری توحید میں تیری طرف آئے اور جو شرک میں گرفتار تھے ان سے الگ تھلگ

فِيْ تَشْبِيْهِكَ وَ حَامٰى عَنْ اَهْلِ الْاِيْمَانِ بِكَ

رہے اور تجھ پر ایمان لانے والوں کی حمایت کی '

فَصَلِّ يَارَبِّ عَلَيْهِ صَلٰوةً يَلْحَقُ بِهَا مَحَلَّ

میرے پروردگار تو درود بھیج ان پر ایسا درود جس

الْخَاشِعِيْنَ وَيَعْلُوْ فِي الْجَنَّةِ بِدَرَجَةِ جَدِّهِ

سے انہیں خاشعین کے مرتبے سے ملا دے اور جنت میں ان کا درجہ ان کے جد

خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَبَلِّغْهُ مِنَّا تَحِيَّةً وَسَلَاماً وَاٰتِنَا

خاتم الانبیاء کے درجے سے ملا دے اور ان کو ہماری طرف سے سلام اور تحیت

مِنْ لَّدُنْكَ فِيْ مُوَالَاتِهِ فَضْلًا وَ اِحْسَاناً وَ

پہنچا دے اور ہم کو اپنی بارگاہ سے ان کی محبت کے طفیل میں فضل و احسان اور

مَغْفِرَةً وَرِضْوَاناً اِنَّكَ ذُوْفَضْلٍ عَظِيْمٍ وَمَنٍّ

مغفرت اور رضوان عطا فرما بے شک تو عظیم فضل والا اور بہترین

جَسِيْمٍ

عطا والا ہے

پھر نماز زیارت بجا لائے

اور فارغ ہونے کے بعد پڑھے

يَا دَائِمُ يَا دَيْمُوْمُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا كَاشِفَ

اے خدا و سرمد اے زندہ و پائندہ ابدی ' اے غم و

الْكَرْبِ وَالْهَمِّ وَيَافَارِجَ الْغَمِّ وَيَابَاعِثَ

رنج کے دور کرنے والے اور اے رسولوں کو بھیجنے والے

الرُّسُلِ وَ يَا صَادِقَ الْوَعْدِ وَ يَا حَيُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا

اے وعدے کے سچے ' اے زندہ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے

اَنْتَ اَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِحَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ وَ

میں تجھ سے توسل کرتا ہوں تیرے حبیب محمدؐ کے ذریعےاور ان کے وصی علیؑ جو

وَصِيِّهٖ عَلِيِّ ابْنِ عَمِّهٖ وَصِهْرِهٖ عَلٰى ابْنَتِهٖ

چچا زاد بھائی ' داماد اور ہمسر رسول خدا ہیں اور ان کی دختر کے ذریعے ان کے داماد

الَّذِیْ خَتَمْتَ بِهِمَا الشَّرَائِعَ وَفَتَحْتَ بِهِمَا

ہیں کہ جن دونوں کے ذریعے تو تمام شریعتوں کو ختم کیا اور جن کے ذریعے تاویل

التَّاوِيْلَ وَالطَّلَائِعَ فَصَلِّ عَلَيْهِمَا صَلٰوةً

اور اسرار کے ابواب کو کھول دئے تو نے ان دونوں پر رحمت نازل کر

يَشْهَدُ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ وَيَنْجُوْبِهَا

ایسی رحمت جس کی گواہی اولین اور آخرین دیں اور جس رحمت کے ذریعے

الْاَوْلِيَآءُ وَ الصَّالِحُوْنَ وَاَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ

اولیاء اور صالحین نجات حاصل کریں اور میں توسل کرتا ہوں

بِفَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ وَالِدَةِ الْاَئِمَّةِ الْمَهْدِيِّيْنَ وَ

فاطمہ زہراؑ کے ذریعے جو آئمہ ہدیٰ کی والدہ ہیں اور

سَيِّدَةِ نِسَآءِ الْعَالَمِيْنَ الْمُشَفَّعَةِ فِيْ شِيْعَةِ

عالمین کی عورتوں کی سردار ہیں اور شفاعت کرنے والی ہیں

اَوْلَادِهَا الطَّيِّبِيْنَ فَصَلِّ عَلَيْهَا صَلٰوةً دَآئِمَةً

اپنی اولاد طیبین کے شیعوں کی ' خدا تو ان پر دائمی رحمت نازل فرما

اَبَدًا الْاٰبِدِيْنَ وَدَهْرَ الدَّاهِرِيْنَ وَاَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ

ہمیشہ کے لیے جب تک کہ زمانہ باقی رہے اور میں متوسل ہوتا ہوں تیری طرف

بِالْحَسَنِ الرَّضِيِّ الطَّاهِرِ الزَّكِيِّ وَالْحُسَيْنِ

حسنؑ کے وسیلہ سے جو پسندیدہ اور پاک و پاکیزہ ہیں اور حسینؑ

الْمَظْلُوْمِ الْمَرْضِيِّ الْبَرِّ التَّقِيِّ سَيِّدَيْ شَبَابِ

مظلوم کے وسیلے سے جو پسندیدہ ' نیک ' متقی ہیں اور دونوں

أَهْلِ الْجَنَّةِ الْاِمَامَيْنِ الْخَيِّرَيْنِ الطَّيِّبَيْنِ التَّقِيَّيْنِ

اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں' جو امام' نیک' پاک و پاکیزہ' متقی

النَّقِيَّيْنِ الطَّاهِرَيْنِ الشَّهِيْدَيْنِ الْمَظْلُوْمَيْنِ

و پرہیزگار ' پاکیزہ ' شہید ' مظلوم اور

الْمَقْتُوْلَيْنِ فَصَلِّ عَلَيْهِمَا مَا طَلَعَتْ شَمْسٌ وَ

مقتول ہیں۔ تو رحمت نازل کر ان دونوں پر جب تک سورج چمکے اور

مَا غَرَبَتْ صَلٰوةً مُتَوَالِيَةً مُتَتَالِيَةً وَاَتَوَسَّلُ

ڈوبے مسلسل پے درپے رحمت اور میں تیری طرف متوسل

اِلَيْكَ بِعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ سَيِّدِ الْعَابِدِيْنَ

ہوتا ہوں علیؑ بن حسینؑ کے وسیلہ سے جو عابدوں کے سردار ہیں۔

الْمَحْجُوْبِ مِنْ خَوْفِ الظَّالِمِيْنَ وَبِمُحَمَّدِ بْنِ

جو ظالموں کے خوف سے محجوب رہے اور محمدؑ بن علی باقرؑ کے وسیلہ

عَلِيِّ الْبَاقِرِ الطَّاهِرِ النُّوْرِ الزَّاهِرِ الْاِمَامَيْنِ

سے جو پاک روشن نور ہیں ' دونوں امام ' سردار '

السَّيِّدَيْنِ مِفْتَاحِي الْبَرَكَاتِ وَمِصْبَاحِي

برکتوں کی کنجی اور تاریکیوں میں چراغ

الظُّلُمَاتِ فَصَلِّ عَلَيْهِمَا مَا سَرٰى لَيْلٌ وَمَآ

ہیں' تو ان دونوں پر رحمت نازل کر جب تک رات تاریک ہے اور جب

اَضَآءَ نَهَارٌ صَلٰوةً تَغْدُوْ وَتَرُوْحُ وَاَتَوَسَّلُ

تک دن روشن رہے ایسی رحمت جو صبح و شام برقرار رہے اور میں تیری طرف

اِلَيْكَ بِجَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ الصَّادِقِ عَنِ اللّٰهِ وَ

توسل کرتا ہوں' جعفرؑ بن محمدؑ کے وسیلہ سے جو خدا کی طرف سے صادق اور

النَّاطِقِ فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ وَبِمُوْسٰى بْنِ جَعْفَرِ الْعَبْدِ

علم خدا کے بارے میں کلام کرنے والے ہیں اور موسیٰ بن جعفرؑ کے وسیلہ سے جو عبد

الصَّالِحِ فِيْ نَفْسِهٖ وَالْوَصِيِّ النَّاصِحِ الْاِمَامَيْنِ

صالح ہیں اور وصی ناصح ہیں دونوں امام اور

الْهَادِيَيْنِ الْمَهْدِيَّيْنِ الْوَافِيَيْنِ الْكَافِيَيْنِ فَصَلِّ

ہادی و مہدی ' باوفا اور کافی ہیں ان دونوں پر رحمت

عَلَيْهِمَا مَا سَبَّحَ لَكَ مَلَكٌ وَتَحَرَّكَ لَكَ

نازل کر جب تک ملک تسبیح کریں اور فلک حرکت کرتا رہے '

فَلَكٌ صَلٰوةً تُنْمٰى وَتَزِيْدُ وَلَا تَفْنٰى وَلَا تَبِيْدُ

ایسی رحمت جو بڑھنے والی ' زیادہ ہونے والی ' فنا نہ ہونے والی ہو '

وَاَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَلِيِّ بْنِ مُوْسَى الرِّضَا وَ

اور میں متوسل ہوتا ہوں تیری طرف علی" بن موسیٰ رضا"

بِمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ الْمُرْتَضٰى الْاِمَامَيْنِ

اور محمد" بن علی مرتضیٰ" کے وسیلہ سے جو دونوں امام

الْمُطَهَّرَيْنِ الْمُنْتَجَبَيْنِ فَصَلِّ عَلَيْهِمَا مَا اَضَآءَ

پاکیزہ اور برگزیدہ ہیں' تو ان پر رحمت نازل کر جب تک صبح روشن رہے'

صُبْحٌ وَ دَامَ صَلٰوةً تُرَقِّيهِمَا اِلٰى رِضْوَانِكَ فِي

' ایسی صلوات جو ان کو تیرے رضوان کی طرف بلند کرے

الْعِلِّيِّيْنَ مِنْ جِنَانِكَ وَاَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَلِيِّ بْنِ

مقام علیین میں جنت میں اور میں متوسل ہوتا ہوں تیری طرف علی" بن

مُحَمَّدِ الرَّاشِدِ وَالْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ الْهَادِي

محمد" راشد اور حسن" بن علی" ہادی کے وسیلہ سے

الْقَائِمَيْنِ بِاَمْرِ عِبَادِكَ الْمُخْتَبَرَيْنِ بِالْمِحَنِ

جو دونوں قائم کرنے والے ہیں' تیرے بندوں کے امور کو اور دونوں کا امتحان

الْهَائِلَةِ وَالصَّابِرَيْنِ فِي الْاِحَنِ الْمَائِلَةِ فَصَلِّ

لیا جا چکا ہے' خوفناک رنج کے ساتھ اور صبر کرنے والے ہیں ہولناک تکلیفوں

عَلَيْهِمَا كِفَآءَ اَجْرِ الصَّابِرِيْنَ وَاِزَآءَ ثَوَابِ

اور فتنوں پر جو حق سے مائل کرنے والے ہیں تو ان دونوں پر تو درود بھیج صابروں

الْفَائِزِيْنَ صَلٰوةً تُمَهِّدُ لَهُمَا الرِّفْعَةَ وَاَتَوَسَّلُ

کی جزا کے مقابلہ میں کامیاب ہونے والوں کے ثواب کے مقابلہ میں ایسا درود

اِلَيْكَ يَا رَبِّ بِاِمَامِنَا وَمُحَقِّقِ زَمَانِنَا الْيَوْمِ

کہ ان دونوں کے لیے رفعت و بلندی مہیا کرے اور میں تیری طرف متوسل ہوتا

الْمَوْعُوْدِ وَالشَّاهِدِ الْمَشْهُوْدِ وَالنُّوْرِ الْاَزْهَرِ

ہوں اے میرے رب اپنے امام زمانہؑ کے ذریعہ اور اپنے زمانہ کے نگہبان حق کے

وَالضِّيَآءِ الْاَنْوَرِ الْمَنْصُوْرِ بِالرُّعْبِ وَالْمُظَفَّرِ

ذریعہ موعود تک اور شاہد خلق و مشہود عالم اور درخشاں نور اور نورانی روشنی کے ذریعہ

بِالسَّعَادَةِ فَصَلِّ عَلَيْهِ عَدَدَ الثَّمَرِ وَاَوْرَاقِ

جو مدد کیا گیا ہے رعب کے ساتھ اور کامیاب ہے سعادت کے ساتھ تو درود بھیج

الشَّجَرِ وَاَجْزَآءِ الْمَدَرِ وَ عَدَدَ الشَّعْرِ وَ الْوَبَرِ

ان پر پھلوں کے عدد کے برابر' درختوں کے پتوں کے برابر اور ریت کے اجزا کے

وَعَدَدَ مَا اَحَاطَ بِهِ عِلْمُكَ وَاَحْصَاهُ كِتَابُكَ

برابر اور بالوں کے عدد کے برابر اور اس کے عدد کے برابر جس کو تیرے علم نے

صَلٰوۃً یَغْبِطُہٗ بِہَا الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ اَللّٰھُمَّ وَ

احاطہ کیا ہے اور جس کا تیری کتاب نے احصا کیا ہے' اتنا درود کہ جس پر اولین و

احْشُرْنَا فِیْ زُمْرَتِہٖ وَ احْفَظْنَا عَلٰی طَاعَتِہٖ وَ

آخرین کے لوگ رشک کریں' خدایا ہم کو محشور فرما انہیں کے زمرہ میں اور ہم کو باقی

احْرُسْنَا بِدَوْلَتِہٖ وَاَتْحِفْنَا بِوِلَایَتِہٖ وَانْصُرْنَا

رکھنا ان کی اطاعت پر اور ہم کو محفوظ رکھنا ان کی حکومت تک' اور ہم کو ان کی

عَلٰی اَعْدَآئِنَا بِعِزَّتِہٖ وَاجْعَلْنَا یَارَبِّ مِنَ

ولایت سے بہرہ مند فرما اور ہماری مدد فرما ہمارے دشمنوں کے مقابلہ میں

التَّوَّابِیْنَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ وَاِنَّ

ان کی عزت کے ذریعہ اور ہم کو قرار دے اے رب توبہ کرنے والوں میں اے

اِبْلِیْسَ الْمُتَمَرِّدَ اللَّعِیْنَ قَدِ اسْتَنْظَرَکَ

سب سے زیادہ رحم کرنے والے' خدایا شیطان سرکش ولعین نے تجھ سے مہلت

لِاِغْوَآءِ خَلْقِکَ فَاَنْظَرْتَہٗ وَاسْتَمْھَلَکَ لِاِضْلَالِ

چاہی تیری مخلوق کو بہکانے کے لیے تو نے اس کو مہلت دی' اس نے تجھ سے فرصت

عَبِیْدِکَ فَاَمْھَلْتَہٗ بِسَابِقِ عِلْمِکَ فِیْہِ وَقَدْ

چاہی تیرے بندوں کو گمراہ کرنے کے لیے تو نے اس کو فرصت دیدی' اس کے

عَشَّشَ وَ کَثُرَتْ جُنُوْدُہٗ وَ ازْدَحَمَتْ جُیُوْشُہٗ وَ

بارے میں اپنے سابقہ علم کی بنا پر چنانچہ اس نے آشیانہ بنایا اور اپنے لشکر میں

انْتَشَرَتْ دُعَاتُہٗ فِیْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ فَاَضَلُّوْا

زیادتی کی اور اپنی فوج کو جمع کیا اور اپنے داعیوں کو پھیلا دیا زمین کے حصوں

عِبَادَکَ وَاَفْسَدُوْا دِیْنَکَ وَحَرَّفُوا الْکَلِمَ

میں' انہوں نے تیرے بندوں کو گمراہ کیا اور تیرے دین کو فاسد کیا اور کلمہ حق کو

عَنْ مَوَاضِعِہٖ وَجَعَلُوْا عِبَادَکَ شِیَعًا مُتَفَرِّقِیْنَ

اس کے مقام سے تبدیل کر دیا اور تیرے بندوں کو دین میں متفرق کر دیا اور لوگوں

وَاَحْزَابًا مُتَمَرِّدِیْنَ وَقَدْ وَعَدْتَ نَقْضَ بُنْیَانِہٖ وَ

کو حق سے سرکش اور حزب مخالف بنا دیا حالانکہ تو نے وعدہ کیا ہے' ان شیطان کی

تَمْزِیْقَ شَاْنِہٖ فَاَھْلِکْ اَوْلَادَہٗ وَجُیُوْشَہٗ وَطَھِّرْ

بنیادوں کے توڑنے اور ان کی حالت کے پامال کرنے کا تو تو اس کی اولاد کو اور فوج

بِلَادَکَ مِنَ اخْتِرَاعَاتِہٖ وَاخْتِلَافَاتِہٖ وَاَرِحْ

کو ہلاک کر دے اور اپنے شہروں کو اس کے اختراعات اور اختلافات سے

عِبَادَکَ مِنْ مَذَاھِبِہٖ وَقِیَاسَاتِہٖ وَاجْعَلْ دَآئِرَۃً

پاکیزہ کر دے اور اپنے بندوں کو راحت دیدے' اس کے طریقے اور قیاس سے اور

السُّوءِ عَلَيْهِمْ وَابْسُطْ عَدْلَكَ وَاَظْهِرْ

ان پر گردش بدبختی قرار دے اور اپنی عدالت کو پھیلا دے اور اپنے دین کو غالب

دِيْنَكَ وَقَوِّ اَوْلِيَآئَكَ وَاَوْهِنْ اَعْدَآئَكَ وَ

کر دے اور اپنے دوستوں کو قوی کر اور دشمنوں کو کمزور کر اور

اَوْرِثْ دِيَارَ اِبْلِيْسَ وَدِيَارَ اَوْلِيَآئِهٖ اَوْلِيَآئَكَ

ابلیس اور اس کے دوستوں کے دیار کو اپنے دوستوں کو وراثت میں عطا کر اور

وَخَلِّدْهُمْ فِي الْجَحِيْمِ وَاَذِقْهُمْ مِنَ الْعَذَابِ

انہیں جہنم میں ہمیشہ کے لیے ڈال دے اور انہیں دردناک عذاب چکھا دے اور

الْاَلِيْمِ وَاجْعَلْ لَعَآئِنَكَ الْمُسْتَوْدَعَةَ فِيْ

قرار دے اپنی لعنتوں کو جن کو منحوس خلقت

مَنَاحِسِ الْخِلْقَةِ وَمَشَاوِيْهِ الْفِطْرَةِ دَآئِرَةً

اور بدترین فطرت میں محفوظ کیا ہے ، اور ان پر

عَلَيْهِمْ وَمُوَكَّلَةً بِهِمْ وَجَارِيَةً فِيْهِمْ كُلَّ

موکل کر دے اور جاری کر دے ان کی زندگی میں ہر

صَبَاحٍ وَمَسَآءٍ وَغُدُوٍّ وَّرَوَاحٍ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي

صبح و شام ، صبح و عصر ، میرے پروردگار ہم کو دنیا میں نیکی دے

الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا

دے اور آخرت میں بھی نیکی قرار دے اور اپنی رحمت سے ہم کو جہنم

بِرَحْمَتِكَ عَذَابَ النَّارِ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

کے عذاب سے بچا لے اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

پھر دعا کرے جو چاہے اپنے لیے اور اپنے برادران ایمان کے لیے۔

(منقول از مفاتیح الجنان اردو)

مصادر

- قرآن کریم
- نہج البلاغہ
- مفاتیح الجنان
- بحار الانوار
- اصول کافی
- مستدرک الوسائل
- تفسیر نور الثقلین
- منتہی الآمال
- تاریخ یعقوبی
- مسند احمد ابن حنبل
- انوار امامت ترجمہ ہدایۃ الشیعہ
- ارشاد شیخ مفید
- ہدایتگران راہ نور سید تقی مدرسی
- زندگانی امام حسن عسکری ہیئت تحریریہ علماء لبنان

- سیرہ اثنا عشر
- سیرہ آئمہ معصومین، عادل ادیب
- سیرہ اہل بیتؑ، ہاشم حسنی لبنانی
- ذکر اہل بیتؑ
- Introduction to infelibils Page No8
- تاریخ غیبت صغریٰ محمد صدر
- مناقب آل ابی طالب
- نور الابصار
- سفینۃ البحار
- فصول المہمہ فی احوال الائمہ
- سوگنامہ آل محمدؐ
- اکمال الدین واتمام النعمۃ شیخ صدوقؒ
- تجلی از زندگانی امام حسن عسکریؑ باقر قرشی
- زیارت ناحیہ
- رجال کشیؒ
- رجال شیخ طوسیؒ
- رجال نجاشیؒ
- کنز العمال متقی ہندی
- سنن ابی داؤد
- صحیح بخاری

- تاریخ سامراء محلاتی
- دعای ندبہ
- ندبہ ونشاط
- میزان الحکمۃ
- تحف العقول
- روضۃ الواعظین
- اعلام الدین
- تاریخ طبری
- چہل مجالس ہزار و یک حدیث، دہقان

مصنف محترم کی کتابیں جو ابھی تک چھپ چکی ہیں

- داستان راستان استاد شہید آیۃ مطہری دو جلدی
- اسلامی نظام حکومت آیۃ اللہ مکارم شیرازی (دام ظلہ)
- عقائد ونظریات آیۃ اللہ باقر موسوی ہمدانی
- علی کتب اہل سنت میں باقر موسوی ہمدانی
- صحیفہ عبودیت شرح دعائے کمیل تالیف مولانا غلام حسین عدیل
- فلسفہ حج
- خیانت کا انجام
- اصحاب جمل

مصنف محترم کی بعض کتابیں جو زیر طبع ہیں

- عالم برزخ
- صحیفہ معرفت شرح دعائے عرفہ دو جلدی
- تفسیر ولایت
- محبت اہل بیتؑ کے نقوش
- تفسیر توحید
- انسان کی زندگی میں گناہوں کے اثرات

فہرست کتب

ادارہ منہاج الصالحین لاہور

تلاش حق	120
ذکر حسینؑ	100
برزخ چند قدم پر	100
اسلامی معلومات	100
محمدؐ تا محمدؑ	100
محمدؐ تا علیؑ	100
سورج بادلوں کی اوٹ میں	120
شہید اسلام	100
قیام عاشورہ	50
قرآن اور اہل بیتؑ	100
دینی معلومات	45
نوجوان پوچھتے ہیں کہ شادی کس سے کریں؟	35
ظالم حاکم اور صحابی امام	15

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

Knowledge for All
SABIL-E-SAKINA
یا عباس
۷۸۶
۱۱۰-۹۲
یا صاحب الزماں ادرکنی
DVD Version
NOT FOR COMMERCIAL USE
لبیک یا حسینؑ
www.ziaraat.com
خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی
اسلامی کُتب (اردو) DVD
ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔
SABEEL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.co.cc
sabeelesakina@gmail.com